نظام الاسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

کیا جواب دیتے ہو تم اے علماے دین داران سوالون کا اللہ تعالی تمپر رحمت کرے **پہلا سوال** حنفی جو شروع نماز کی تکبیر مین کانون تک ہاتھ اوٹھاتے ہین اس پر کیا دلیل ہے **جواب** حدیث ہی پہلی جلد مشکوٰۃ شریف کی ۲۴۸ صفحہ مین عن مالک بن الحویرث رض قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا کبر رفع یدیہ حتی یحاذی بھما اذنیہ وفی روایۃ حتی یحاذی بھما اذنیہ متفق علیہ روایت ہی مالک ابن حویرث رض سے کہا کہ تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تکبیر کہتے اوٹھاتے اپنے دونون ہاتھون کو یہانتک کہ برابر کرتے اونکو اپنے دونون کانون کے اور ایک روایت مین ہے یہانتک کہ مقابل کرتے دونون ہاتھون سے اپنے دونون کانون کی لوؤن کو بخاری اور مسلم نے روایت کی وفی المشکوٰۃ وفتح القدیر وجامع الاصول وتیسیر الوصول عن وائل بن حجر انہ ابصر النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین قام الی الصلوٰۃ رفع یدیہ حتی کانتا بحیال منکبیہ وحاذی ابھامیہ اذنیہ ثم کبر وفی روایۃ یرفع ابھامیہ الی شحمتی اذنیہ اوسی مشکوٰۃ کے ۲۵۱

صفحہ مین اور فتح القدیر اور اور جامع الاصول اور تیسیر الوصول مین ہی وائل ابن حجر سے مقرر دیکھا اونہون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کھڑے ہوئے نماز کو اوٹھائے آپ نے اپنے ہاتھ یہانتک کہ ہوئے وہ برابر اونکے مونڈھون کے اور برابر کیئے اپنے انگوٹھون کو اپنے کانون کے پھر تکبیر کہی اور ایک روایت مین ہی کہ اوٹھاتے تھے اپنے انگوٹھے اپنے کانون کی لونک ورادسی مضمون کی حدیث ہدایہ اور کافی اور تبیین الحقایق اور لمعاۃ التنقیح اور بحر الرایق مین ہے لیکن مضمون مین کچھ اختلاف ہی طوالت کے خوف سے ہر ایک کتاب کی عبارت بالتفصیل نہین لکھی گئی **دوسرا سوال** حنفی جو ناف کے نیچے ہاتھ باندھتے ہین اسپر کیا دلیل ہے **جواب** تیسیر الوصول کے ۲۱۶ صفحہ مین حدیث ہی عن ابی جحیفۃ رض ان علیاً رض قال السنۃ وضع الکف فی الصلوٰۃ و یضعہا تحت السرۃ اخرجہ رزین روایت ہے ابی جحیفہ رض سے مقرر علی رض نے فرمایا سنت ہے ہاتھ رکھنا نماز مین اور رکھنا اون کا نیچے ناف کے اور احمد اور ابو داؤد اور دارقطنی اور بیہقی کی روایت مین ہی حضرت علی رض سے کہ فرمایا السنۃ وضع الکف علی الکف تحت السرۃ یعنی سنت ہے رکھنا ہاتھ کا دوسرے ہاتھ پر نیچے ناف کے اور ہدایہ اور بحر الرایق اور کفایہ اور عنایہ اور نہایہ اور کافی مین بھی اسی مضمون کی حدیث ہی صرف لفظ مین اختلاف ہی اور معنی مین اتفاق اور بحر الرایق مین ہے عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ثلث من سنن المرسلین و ذکر من جملتہا وضع الیمنیٰ علی الشمال تحت السرۃ یعنی تین چیزین ہین پیغمبرون کی سنت سے اور بیان کیا ان تین سے رکھنا داہنے ہاتھ کا بائین ہاتھ پر نیچے ناف کے **تیسرا سوال** حنفی جو پکار کے نماز مین بسم اللہ نہین پڑھتے بلکہ آہستہ اسکی کیا

دلیل ہے **جواب** مشکوٰۃ شریف کے ۷۰۲ صفحہ مین حدیث ہی عن انس رض ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابابکر و عمر کان یفتتحون الصلوٰۃ بالحمد للہ رب العلمین اخرجہ مسلم انس رض نے کہا مقرر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر اور عمر رض شروع کرتے تھے نماز الحمد للہ رب العلمین سے نکالا اسکو مسلم نے اور تیسیر الوصول کی ۲۱۸ صفحہ مین انس سے روایت ہی عن انس رض قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم والی بکر و عمر و عثمان فلم اسمع احدا منھم یقرء بسم اللہ الرحمن الرحیم اخرجہ الستۃ روایت ہی انس رض سے کہا نماز پڑھی مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر اور عثمان رض کے ساتھ سو نہین سنا مین نے اون مین سے کسی کو کہ پڑھتے بسم اللہ الرحمن الرحیم نکالا اسکو بخاری اور مسلم اور ترمذی اور ابوداؤد اور مالک اور نسائی نے اور کافی مین ہے قولہ علیہ السلام ثلث یخفیھن الامام التعوذ والتسمیۃ وآمین فرمایا علیہ السلام نے تین چیزین ہین کہ آہستہ انہین کہیگا امام تعوذ اور تسمیہ اور آمین وروی ابن مسعود رضی اللہ عنہ ما جھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالتسمیۃ فی صلوٰۃ مکتوبۃ اور روایت کیا ابن مسعود رض نے نہین پکار کر کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ کو فرض کی نماز مین اور شرح مختصر الوقایہ مین ملا علی قاری سے ہے وفی لفظ مسلم فکان یستفتحون القراءۃ بالحمد للہ رب العلمین لا یذکرون بسم اللہ الرحمن الرحیم وفی روایۃ فلم اسمع احدا منھم یجھر ببسم اللہ الرحمن الرحیم ورواہ النسائی و دارقطنی واحمد وابن حبان فکانوا لا یجھرون ببسم اللہ الرحمن الرحیم

وفی آثار الطحاوی ومعجم الطبرانی وحلیة ابن نعیم ومختصر ابن
خزیمة فکانوا یسرون ببسم اللہ الرحمن الرحیم اور مسلم کی عبارت یہی
ہی شروع کرتے تھے اصحاب نبی صلعم کی نماز کو الحمد للہ رب العالمین کے ساتھ نہ کہتے تھے
بسم اللہ الرحمن الرحیم اور ایک روایت مین ہے نہین سنا مین نے اونمین سے کسی کو
کہ پکار کر پڑھی بسم اللہ الرحمن الرحیم اور روایت کیا اسکو نسائی اور دارقطنی
اور احمد اور ابن حبان نے سو تھے وہ کہ پکار کر نہین پڑھتی بسم اللہ الرحمن الرحیم
اور آثار طحاوی اور معجم طبرانی اور حلیہ ابن نعیم اور مختصر ابن خزیمہ مین ہی کہ آہستہ
کہتے تھے اصحاب نبی بسم اللہ الرحمن الرحیم اور لمعاة التنقیح اور فتح القدیر مین
ہے قد روی الطحاوی عن ابن عباس رض لم یجہر النبی صلی اللہ
علیہ وسلم با لبسملة حتی مات روایت کی طحاوی نے ابن
عباس رض سے پکار کر نہین کہا ہی نبی صلعم نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کو
یہان تک کہ وفات پائی **چوتھا سوال** حنفی نماز مین امام کے پیچھے سورہ
فاتحہ نہین پڑھتے اسکی کیا دلیل ہے **جواب** تیسیر الوصول کے
۲۱۵ صفحہ مین حدیث ہے عن جابر رض قال من صلی رکعة لم یقرء
فیہا بام القرآن فلم یصل الا وراء الامام اخرجہ مالک والترمذی
جابر رض سے ہے جس نے نماز پڑھی ایک رکعت اور نہ پڑھی اوس مین سورہ فاتحہ تو
نہ پڑھی اوسنے نماز مگر امام کے پیچھے یعنی امام کے پیچھے یہ حکم نہین ہی اور پہلی جلد
مشکوٰة شریف کے ۲۰۰ صفحہ مین ہی عن ابی ہریرة قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم انما جعل الامام لیوتم بہ فاذا کبر
فکبروا واذا قرء فانصتوا رواہ ابو داود والنسائی وابن ماجہ

روایت ہے ابوہریرہؓ سے کہا فرمایا رسول صلعم نے مقرر ٹھیرایا گیا ہی امام اِس لئے
کہ پیروی کیجاوے اُسکی سو جب وہ تکبیر کہے تم تکبیر کہو اور جب وہ قرآن پڑھے تو تم چپ
رہو روایت کیا اسکو ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور جامع الاصول اور
مالک کی موطا اور امام محمد کی موطا مین بھی اس مضمون کی حدیثین ہین اور مسند
امام ابوحنیفہ مین اور لمعاۃ التنقیح شرح مشکوۃ المصابیح اور شرح مختصر الوقایہ
اور فتح القدیر مین ہے عن جابر رض ان رجلا قرء خلف النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فی الظہر او العصر واومی الیہ رجل فنہاہ
فلما انصرف قال اتنہانی ان اقرء خلف رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فتذکرا ذلک حتی سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان لہ امام فقرءۃ الامام
لہ قراءۃ جابر سے روایت ہے کہ قرارت کیا یعنی کوئی سورہ پڑھا ایک شخص نے
پیچھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہر کی نماز یا عصر کی نماز مین اور اشارہ کیا اوسکی
طرف ایک آدمی نے سو منع کیا اوسکو پھر جب پڑھ چکا کیا اُسنے منع اسکو پھر جب
پڑھ چکا کہا اُسنے کیا منع کیا تو نے مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے قرآن پڑھنے
سے سو بحث ہوئی اونمین اور وہ سماعت مین پہنچی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
سو فرمایا رسول صلعم نے جس کسی کا کہ امام ہو تو قرارت اوسکے امام کی اوس کے
لئے قرارت ہے یعنی قرارت امام کی مقتدی کے لئے کافی ہے اور شیخ عبدالحق نے
مشکوۃ کے ترجمے مین لکھا ہی کہ یہ حدیث صحیح ہے اور بخاری اور مسلم کے سوا
سب نے اسکو روایت کیا ہی اور شرح مختصر الوقایہ مین اور جامع الاصول اور فتح القدیر
مین ہے عن ابن عمر رض انہ کان اذا سئل ھل یقراء احد مع

الامام قال اذا صلّی احدکم مع الامام فحسبه قراءة الامام و اذا
صلّی وحده فلیقرء ابن عمر رض سے روایت ہے جب سوال کیا اون سے کیا قرآن پڑھے
کوئی امام کے ساتھ فرمایا جب پڑھے کوئی تم مین سے نماز امام کے ساتھ تو کفایت کرتا ہے اوسکو
امام کا قرآن پڑھنا اور جب اکیلا نماز پڑھے تو چاہیے کہ قرآن پڑھے اور فتح القدیر اور لمعات التنقیح
مین ہے روی محمد فی موطاہ سئل عبد الله بن مسعود رض عن القراءة خلف
الامام قال انصت ویکفیک الامام روایت کیا امام محمد نے اپنی موطا مین
سوال کیا عبد الله ابن مسعود کو قرآن پڑھنے کے مقدمے مین امام کے پیچھے فرمایا چپ رہ
اور بس ہے تجکو امام کا قرآن پڑھنا اور کفایہ اور کافی اور عنایہ اور نہایہ مین ہے قال النبی
صلی الله علیه وسلم من قرأ خلف الامام یمل فی فیه جمرة وفی الکفایة
وفی الکافی قال علی رض من قرأ خلف الامام فقد اخطا الفطرة فرمایا نبی
صلعم نے جو قرآن پڑھے پیچھے امام کے بھرتا ہے وہ اپنے مُنہ مین چنگاری آگ کی اور کفایہ اور
کافی مین ہے فرمایا علی رض نے جس نے قرآن پڑھا پیچھے امام کے مقرر اوس نے چھوڑ دی قدیم
چال وعن سعید ابن ابی وقاص وزید بن ثابت من قرأ خلف الامام فلا صلوٰة
له سعید ابن ابی وقاص اور زید ابن ثابت رض سے روایت ہے کہ جس نے قرآن پڑھا
پیچھے امام کے اوسکی نماز درست نہین اور کفایہ اور کافی اور نہایہ اور شرح مختصر الوقایہ
اور عنایہ مین ہے ومنع المقتدی عن القراءة ماثور من ثمانین نفرا من
کبار الصحابة ممنوع ہونا مقتدی کا قرآن پڑھنے سے روایت ہے اس کی
اسّی آدمیون بڑے اصحابون مین سے اور فتح القدیر اور لمعات التنقیح اور شرح
مختصر الوقایہ مین ہے عن عبد الله بن عمر و زید بن ثابت و جابر بن
عبد الله قالوا لا تقرء خلف الامام فی شیء من الصلوٰة و

عن جابر قال لا تقرء خلف الامام ان جہر ولا ان خافت وعن
ابن مسعود رض نحوہ عبد اللہ ابن عمر اور زید ابن ثابت اور جابر بن عبد اللہ رض
نے فرمایا کہ قرآن مت پڑھ پیچھے امام کے کسی نماز مین اور جابر نے کہا ہی نہ پڑھ تو قرآن
پیچھے امام کے پکار کر پڑھے امام یا چپکے اور عبد اللہ بن مسعود رض سے بھی اس طرح کی
روایت ہی **پانچوان سوال** حنفی جو نماز مین آمین پکار کر نہین پڑھتے اوس کی
کیا دلیل ہے **جواب** دار قطنی نے اپنی سنن مین اور حاکم نے مستدرک مین
جو حدیث کی معتبر اور مشہور کتابین ہین لکھا ہی عن وائل رض اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم لما بلغ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین قال
امین واخفی بہا صوتہ رواہ احمد وابوداؤد روایت ہی وائل رض سے
مقرر نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب پہنچے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین تک کہا آمین
اور پوشیدہ کی اپنی آواز اور مختصر الوقایہ مین مصنف سے عبد الرزاق محدث کے
اور بحر الرائق مین ابن ابی شیبہ سے ابراہیم نخعی رض کی روایت کو لکھا ہی قال اربع
یخفیہن الامام التعوذ وبسم اللہ واللہم ربنا لک الحمد و
امین کہا چار چیزین ہین کہ پوشیدہ کہے اونہین امام اعوذ باللہ اور بسم اللہ اور اللہم
ربنا لک الحمد اور آمین اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح نے مشکوٰۃ شریف
کی شرح عربی اور شرح سفر السعادت مین لکھا ہی عن عمر بن الخطاب رض انہ
قال یخفی الامام اربعۃ اشیاء التعوذ والبسملۃ وامین وسبحانک
اللہم وعن ابن مسعود رض مثلہ روایت ہی عمر بن الخطاب سے مقرر
فرمایا اونہون نے کہ پوشیدہ پڑھیگا امام چار چیزین اعوذ باللہ وبسم اللہ اور آمین
اور سبحانک اللہم اور عبد اللہ بن مسعود رض سے بھی اسی طرح کی روایت ہی وفی الہدایۃ لقول

کے باعث اکثرون کو
جن کو تھوڑی بھی عقل تھی
سو جو بڑے ہین اس بارے اعتقاد
سے اونہون نے توبہ کیا اور جو
ضدی ہین بارے تعصب کے
اونکے پیر داری کو کون ہین
یعنی منظور تھی شیطان اور
نفس خبیث کے بہکانے سے
اپنی بات پر بارہ اور
زیادہ گمراہ ہو اور نادان لوگون
کو گمراہ کرنا اور بہکانا
مسلمانون زمانہ فساد کا ہی اور یہ
آخری زمانہ ہے اب وہ جاہل
جن یعنی جاہل کہ حق میں بلا ہوا
ایسے لوگ اس زمانہ مین اب
تمام ہر چیز مین اصلاح اور قص

پیغمبر مذہب مین پیلون مین
پیچھے ہو دین مین فساد ڈالتے
ہین اور آہستہ آہستہ لوگون کو
پیرین کرتے ہین ایسون ہی کے
حق مین اللہ تعالیٰ نے قرآن
شریف کی تیرھوین سپارے کے
نوین رکوع مین فرمایا ہی والذین
ینقضون عہد اللہ من بعد
اور یقطعون ... ویفسدون فی الارض
اولئک لہم اللعنۃ
ولہم سوء الدار
جو لوگ فساد ڈالتے ہین
ملک مین اون پر لعنت
ہی اللہ کی یعنی دور
ہین گے اللہ کی رحمت
سے اور اونکے واسطے
برا گھر یعنی دوزخ

اور جامع الاصول مین عن عرفجة رض قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ستكون بعدى هنات هنات فمن رايتموه فارق الجماعة او يريد ان يفرق امة محمد كائنا من كان فاقتلوه فان يد الله على الجماعة وان الشيطان مع الفارق الجماعة يركض اخرجه مسلم عن عرفجة رض

سے روایت ہی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب پھیلینگی بری چال سو جسکو دیکھو تم جدا ہوا جماعت سے یا وہ ارادہ رکھتا ہی تفرقہ ڈالنے کا محمد کی امت مین

ابن مسعود رض اربع يخفيهن الامام وذكر منها التعوذ والتسمية والتامين ع هدايه مين لكها هي عبد الله ابن مسعود رض كی روايت سے چار چيزين هين كه پوشيده كهے اونكو امام اور بيان كيا اونمين سے اعوذ بالله اور بسم الله اور آمين اور تخريج احاديث الهدايه اور فتح القدير مين هی كه احمد اور ابو داؤد اور طيالسی اور ابو يعلى اور طبرانی اور دارقطنی اور حاكم نے روايت كی وائل رض سے اور اوس نے اپنے باپ سے انه صلى الله عليه وسلم لما بلغ غير المغضوب عليهم ولا الضالين قال آمين واخفى بها صوته مقرر حضرت پيغمبر خدا صلی الله عليه وسلم جب پهنچتے غير المغضوب عليهم ولا الضالين تک فرماتے آمين اور پوشيده كرتے اوسكے ساتھ اپنی آواز كو

چھٹا سوال

حنفی جو سوائے شروع كی تكبير كے وقت پھر ہاتھ نہين اٹھاتے اس كی كيا دليل ہے

جواب تيسير الوصول كے ۲۱۵ صفحہ اور جامع الاصول مين هی عن براء قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا افتتح الصلوة رفع يديه الى قريب من اذنيه ثم لا يعود اخرجه ابو داؤد روايت ہی براء رض سے كہا ديكھا مين نے رسول الله صلی الله عليه وسلم كو جب شروع كرتے نماز بلند كرتے ہاتھون كو اپنے كانون كے نزديک تک پھر نہ دہراتے نكالا اوسكو ابو داؤد نے اور تيسير الوصول كے اوسی ۲۱۵ صفحه مين هی عن علقمة رض قال قال لنا ابن مسعود رض يوما الا اصلى بكم صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم فصلى ولم يرفع يديه الا مرة واحدة مع تكبيرة الافتتاح اخرجه اصحاب السنن روايت ہے علقمه رض سے كہا فرمايا مجھكو عبد الله ابن مسعود رض نے ايک دن بتاتا ہون مين تمكو نماز رسول الله صلی الله عليه وسلم كی پھر نماز پڑھی اور نہ اوٹھائے اپنے ہاتھ مگر ايک دفعہ شروع كی تكبير كے ساتھ نكالا اسكو ترمذی اور نسائی اور ابو داؤد نے وفی التبيين

الحقائق قال ابن مسعود رض صليت مع النبي صلى الله عليه وسلم
والى بكر و عمر فلم يرفعوا ايديهم الا عند افتتاح الصلوة كہا ابن
مسعود رض نے نماز پڑھی مین نے نبی صلعم کے ساتھ اور ابو بکر اور عمر رض کے
سو نہ اوٹھاے اونہون نے اپنے ہاتھ مگر نماز کے شروع مین وفی الکفایۃ
والکافی والعنایۃ والنہایۃ قال ابن عباس رض ان العشرۃ مبشرۃ
بالجنۃ رضی الله عنہم ما کانوا یرفعون ایدیہم الا فی افتتاح الصلوۃ
اور کہا ابن عباس رض نے مقرر عشرہ بشرہ یعنی دس اصحاب بہشتی رض نہ اوٹھاتے
تھے وہ اپنے ہاتھ مگر نماز کے شروع مین وفی شرح مختصر الوقایۃ عن براء بن
عازب رض قال کان النبی صلی الله علیہ وسلم اذا کبر
لافتتاح الصلوۃ رفع یدیہ حتی یکون ابہاماہ قریبا من شحمتی اذنیہ
ثم لا یعود روایت ہے براء بن عازب رض سے کہا تھے نبی صلعم جب تکبیر کہتے
شروع نماز مین اوٹھاتے اپنے ہاتھ یہان تک کہ پہنچے دونون انگوٹھے اونکے
دونون کانون کی لو تک پھر نہ دہراتے اور جامع الاصول اور بحر الرائق اور
تبیین الحقائق مین ہے قال جابر رض رأیت رسول الله صلی الله علیہ
وسلم رفع یدیہ حین افتتح الصلوۃ ثم لا یرفعہما حتی انصرف
اخرجہ ابو داؤد اور کہا جابر نے دیکھا مین نے رسول خدا صلی الله علیہ
وسلم کو کہ بلند کئے حضرت صلعم نے اپنے ہاتھون کو شروع نماز کے وقت پھر
نہ اوٹھایا اونکو جبتک کہ پڑھ چکے نماز نکالا اسکو ابو داؤد نے وروی الطحاوی
والطبرانی باسنادہ الی ابن عمر وابن عباس رض ان النبی صلعم
قال لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن فی افتتاح الصلوۃ

وفی تکبیر القنوت فی الوتر وفی العیدین الحدیث روایت کیا ہے
طحاوی نے اور طبرانی نے جو دونون کتابین معتبر حدیث کی ہین اپنی سند سے کہ ابن عمر اور
ابن عباس کی طرف ملتی ہے سفر نبی صلعم نے فرمایا کہ نہ اوٹھائے جاوین ہاتھ مگر سات
جگھون مین نماز کے شروع مین اور قنوت کی تکبیر جو وتر مین ہے اور عیدین کی نماز مین
آخر حدیث تک اور مسند امام ابو حنیفہ مین ابراہیم نخعی سے بھی بعینہ یہ حدیث مروی
ہے اور کفایہ اور نہایہ اور کافی جو فقہ کی معتبر اور مشہور کتابین ہین اونمین لکھا ہے
من قول ابن مسعود رض رفع النبی صلعم فرفعناہ وترک فترکناہ فرمایا
ابن مسعود رض نے اوٹھائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ تو اوٹھائے ہمنے اور
چھوڑ دیا حضرت نے تو چھوڑ دیا ہمنے اوس سے اور نہایہ اور عنایہ مین جو ہدایہ کی شرح ہے
لکھا ہے ان عبد اللہ ابن زبیر رض رای رجلا یصلی فی المسجد الحرام ویرفع
یدیہ عند الرکوع وعند رفع الراس منہ فلما فرغ من الصلوۃ قال لہ
لا تفعل فان ھذا شیء فعلہ رسول اللہ صلعم ثم ترکہ عبد اللہ ابن
زبیر رضی اللہ عنہ نے دیکھا ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوے مسجد الحرام مین اور وہ اوٹھاتا
تھا اپنے ہاتھ رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اوٹھانے کے وقت پھر جب پڑھ چکا نماز
کہا اوسکو مقرر یہ ایک چیز ہے کہ کیا تھا اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر
چھوڑ دیا اسکو اور تبیین الحقایق اور شرح مختصر الوقایہ مین ہے ان جابر بن سمرۃ
قال خرج علینا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال مالی اریکم رافعی
ایدیکم کانھا اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوۃ شمس ای صعب
جابر ابن سمرہ رض نے کہا آئے ہمارے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر فرمایا
کیا سبب ہے کہ دیکھتا ہون مین تمکو اوٹھانے والے ہاتھون کو اپنے گویا دم گھوڑون کے

جو جی مین آتا ہے بے خوف وخطر
نہ عمل مین نہ صفات مین
ایسے کسی کو اپنے برابر سمجھے
یقین لاتے نہ کسی کی نصیحت
اب کسی کی بات خاطر مین
مطابق یعنی سمجھ کر مغرور ہو گئے
پر اوٹھا کر اپنے نفس کی خواہش کے
خوب تحقیق کرکے لکھی ہین
جو علماء ربانی نے

مسئلے بنا لیتے ہین اور بیہودہ بکتے ہین
پھر بعضے نادان ایسے دلیل لاتے ہین
کہ اول اسلام مین تو رذیل ہی قوم
پہلے ایمان لائے تھے جیسے عرب کے
شرفا نام رکھتے تھے اور طعن کرتے
تھے سو اسکا جواب یہی کہ اونکی
رذالت کو اسلام کی شرافت



سخت ہی قرار پکڑو نمازمین یعنی حرکت نکرو نمازمین اور نہایہ مین ہی وحین رای النبی صلی اللہ
علیہ وسلم اقواما یرفعون ایدیھم فی الصلوٰۃ عند الرکوع وعند رفع الراس
من الرکوع فقال مالی اریکم رافعی ایدیکم کانھا اذناب خیل شمس
اسکنوا فی الصلوٰۃ وفی روایۃ کفوا فی الصلوٰۃ جب دیکھا نبی صلعم نے
کہ اوٹھاتے تھے اپنے ہاتھون کو نمازمین رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اوٹھانے
کے وقت تو فرمایا کیا وجہ ہی کہ دیکھتا ہون مین تم کو اوٹھانے والے ہاتھون کو اپنے
یا دم گھوڑون کی جو سخت ہی قرار پکڑو نمازمین اور دوسری روایت مین ٹھیرے رہو
نمازمین یعنی ہاتھون کو حرکت نہ دو **ساتوان سوال** حنفی جو صبح کی نماز
مین دعاے قنوت نہین پڑھتے اس کی کیا دلیل ہے **جواب** حدیث ہے
ہندی ترجمہ کی پہلی جلد مشکوٰۃ شریف کے ۳۰۴ صفحہ مین عن انس رض ان
النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قنت شھرا ثم ترکہ رواہ ابوداؤد
والنسائی روایت ہے انس رض سے مقرر نبی صلعم نے قنوت پڑھی مہینے بھر پھر
چھوڑ دیا اسکو نکالا اسکو ابوداؤد اور نسائی نے اور اسی کے ۳۰۴ صفحہ مین ہے
عن ابی مالک الاشجعی رض قال قلت لابی یا ابت انک قد صلیت
خلف رسول اللہ صلعم وابی بکر وعمر وعثمان وعلی ھٰھنا
بالکوفۃ نحوا من خمس سنین اکانوا یقنتون قال ای بنی محدث
اخرجہ الترمذی والنسائی وابن ماجہ روایت ہے ابی مالک
اشجعی رض سے کہا پوچھا مین نے اپنے باپ سے البتہ نماز پڑھی تمنے رسول اللہ
صلعم اور ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی رض کے ہان کوفہ مین قریب پانچ
برس کے کیا قنوت پڑھتے تھے وہ کہا او سنے اے میرے لڑکے یہ بدعت ہی نکالا اس کو

ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور تیسیر الوصول کے ۲۲۲ صفحہ مین ہے قنت رسول الله صلے الله علیه واله وسلم شهرا بعد الرکوع فی صلوٰة الصبح و فی روایة ابی داؤد والنسائی قنت شهرا ثم ترکه قنوت پڑھی رسول صلعم نے مهینه بھر بعد رکوع کے صبح کی نماز مین اور روایت مین ابوداؤد اور نسائی کے ہے کہ قنوت پڑھی حضرت نے ایک مهینه بھر پھر چھوڑ دیا اوسکو **آٹھوان سوال** حنفی جو نماز مین دایان پانون اوٹھا کر بایان پانون بچھا کر بیٹھتے ہین اس کی کیا دلیل ہے **جواب** حدیث سے مشکوٰة شریف کے ۵۴۴ صفحہ مین عن عائشة رض قالت کان رسول الله صلعم یفرش رجله الیسریٰ وینصب رجله الیمنیٰ رواه مسلم روایت ہے عائشہ سے کہا بچھاتے تھے رسول الله صلعم بایان پانون اپنا اور کھڑا رکھتے تھے دایان پانون اپنا نکالا اسکو مسلم نے اور تیسیر الوصول کے ۲۲۳ صفحہ مین ہے عن علی بن عبد الرحمن قال صلیت الی جنب ابن عمر رض فقلبت الحصیٰ فقال لی لا تقلب الحصیٰ وافعل کما رائیت رسول الله صلی الله علیه واله وسلم یفعل قلت وکیف رائیت رسول الله صلعم یفعل قال هکذا و نصب الیمنیٰ واضجع الیسریٰ الحدیث روایت ہے علی ابن عبد الرحمن سے کہا نماز پڑھی مین نے ابن عمر کے پہلو کی طرف سو سرکائین مین نے کنکریان کہا مجکو ابن عمر نے نہ سرکا کنکریان اور کر تو جیسا دیکھا مین نے رسول الله صلعم کو کرتے پوچھا مین نے کس طرح دیکھا تم نے رسول الله صلعم کو کرتے کہا اس طرح اور کھڑا کیا دائین پانون کو اور بچھایا بائین کو آخر حدیث تک اور اوسی صفحہ مین ہے عن وائل ابن حجر رض قال افترش رسول الله صلی الله علیه وسلم رجله الیسریٰ ورفع یده علے فخذه الیسریٰ ونصب الیمنیٰ روایت ہے وائل ابن حجر رض سے کہا بچھایا

رسول اللہ صلعم نے اپنا بایان پانؤن اور اوٹھایا اپنا ہاتھ اپنے بایئن ران پر اور کھڑا کیا دایان پانؤن آور اوسی کتاب کے ۲۲۲ صفحہ مین ہی عن عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر رض قال ای ابن عمر انما سنۃ الصلوٰۃ ان تنصب رجلك الیمنیٰ وتثنی الیسریٰ اخرجہ البخاری ومالك والنسائی روایت ہی عبد اللہ عمر رض کے پوتے سے کہا ابن عمر نے سنت نماز مین یھی ہی کہ کھڑا رکھے تو اپنا دایان پانؤن اور بچھاوے بایان نکالا اسکو بخاری اور نسائی نے وفی روایۃ النسائی ان تنصب القدم الیمنیٰ واستقبالہ باصابعھا القبلۃ والجلوس علی الیسریٰ اور ایک روایت مین نسائی کے سنت ہی کھڑا کرنا داہین قدم کو اور برابر رکھنے اوسکی انگلیون کو قبلہ کی طرف اور بیٹھنا بایئن قدم پر **نوان سوال** حنفی نماز مین جو سجدہ کرنے کے وقت پہلے گھٹنون کو زمین پر ٹیکتے ہین بعد اوسکے ہاتھون کو اور سجدے سے اوٹھتے وقت پہلے ہاتھون کو زمین سے اوٹھاتے ہین بعد اوسکے گھٹنون کو اسکی کیا دلیل ہی **جواب** حدیث ہے تیسیر الوصول کے ۲۲۱ صفحہ مین عن وائل بن حجر رض قال کان النبی صلعم اذا سجد وضع رکبتیہ قبل یدیہ واذا نھض رفع یدیہ قبل رکبتیہ اخرجہ اصحاب السنن وفی اخری لابی داؤد واذا نھض نھض علی رکبتیہ واعتمد علی فخذیہ روایت ہی وائل رض سے کہا تھے نبی صلعم جب سجدہ کرتے رکھتے اپنے گھٹنون کو پہلے اپنے ہاتھون کے اور جب کھڑے ہوتے اوٹھاتے اپنے ہاتھ پہلے اپنے گھٹنون کے نکالا اسکو اصحاب سنن یعنی ترمذی نسائی ابو داؤد نے اور دوسری روایت مین ابو داؤد کی ہی اور جب اوٹھتے حضرت اوٹھتے اپنے گھٹنون پر اور زور دیتے ہاتھون کا اپنے زانو پر اور اوسے

السوال الثالث

هل یجوز للرجل الذی لیس له ملکة الاجتهاد ولا توجد فیه شرائط الاجتهاد ولا یعلم اقوال الفقهاء المتقدمین ان لا یقلد احدا من الائمة الاربعة المشهورة بل یخترع مذهبا جدیدا اخذا من اقوالهم فتارة یوافق احدهم وقد یخالف جمیعهم

امام وغیرہ بہت سے عالمون کی ابو السعادات مسجد نبوی کے مدرسون کی اور محمد

صفحہ مین ہے عن ابن عمر رض نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
ان یعتمد الرجل علی یدیه اذا نهض من الصلوٰة منع فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بوجھ دے آدمی اپنے ہاتھون پر کھڑے ہونے کے وقت نماز
مین اور مشکوٰۃ کی شرح فارسی مین شیخ عبدالحق دہلوی نے جو لکھا ہے اوسکا ترجمہ یہ ہے
ابن خزیمہ کی صحیح مین ہے کہ جب حضرت سجدے مین جاتے تھے گھٹنون سے شروع کرتے
اور ابن ابی وقاص اور ابو سعد خدری کی حدیث مین آیا ہے کہ ہم رکھتے تھے ہاتھون کو
پہلے گھٹنون کے پھر حکم ہوا کہ رکھین اپنے گھٹنون کو پہلے ہاتھون کے **دسوان**
سوال حنفی نماز مین جو پہلی رکعت اور تیسری رکعت کے سجدے کے بعد بغیر
بیٹھنے اور بدون ٹیک لگائے ہاتھون سے زمین پر اوٹھتے ہین اسکی کیا دلیل ہے
جواب حدیث ہے تیسیر الوصول اور لمعات التنقیح مین عن ابی هریرة رض قال
کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینهض فی الصلوٰة علی صدور
قدمیه پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اوٹھتے تھے نماز مین پیرون کی سرون پر
یعنی اونگلیون کی جڑ پر یعنی بغیر بیٹھنے اور بدون ٹیک لگائے ہاتھون سے زمین پر
اور کافی مین ہے ان النبی علیه السلام کان اذا رفع راسه من السجود فی
رکعة الاولی والثالثة نهض علی صدور قدمیه جب سر اوٹھاتے حضرت
اپنا سجدے سے پہلے اور تیسری رکعت مین اوٹھتے پیرون کی اونگلیون کی جڑ پر
اور فتح القدیر اور شرح مختصر الوقایہ اور لمعات التنقیح مین ہے اخرج ابن ابی شیبة
عن ابن مسعود رض انه کان ینهض فی الصلوٰة علی صدور قدمیه
ولم یجلس واخرج نحوه عن علی رض وکذا عن ابن عمر وابن زبیر و
عن عمر رض واخرج عن الشعبی کان عمر وعلی واصحاب رسول

الجواب عنه ان الاجماع قد حصل علی حقیقة المذاهب الاربعة وتخلف ذلک فیما سواها

الامة جمیعها سواها وان المذاهب الاربعة قد تلقت بالقبول ولم یحصل ذلک لغیرها وجب علی من لم یعلم طرق الاجتهاد ولم یعلم ما کان علیه الصحابة والتابعین ان یسال المفتی من الائمة الاربعة ولا یعمل الا بقول الائمة الاربعة لعدم الحجة فیمن سواهم قال الله تعالی فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون ولذا قال ابن الهمام فی التحریر وشارحه فی التیسیر غیر المجتهد المطلق یلزمه عند الجمهور التقلید و ان کان مجتهدا فی

بعض المسائل الفقهية او بعض العلوم وفي عمدة المهيد شرح جوهر التوحيد فوجب عند الجمهور على كل من ليس فيه اهلية الاجتهاد التقليد لمذهب وروى عن ابى يوسف رح انه واجب على العامي الاقتداء بالفقهاء لعدم الاهتداء في حقه الى المعرفة الاحاديث ومعانيها و ناسخها ومنسوخها تاويلها وعامها وخاصها ومحكمها ومتشابهها فمن لم يعلم ذلك فهو عامي منسوب الى العامة وهم الجهال اعاذنا الله تعالى من الضلال

خلاصه ترجمه کا یه کها جاتا هی که اوس شخص کے لیے جسکو قوت اجتهاد کی نه هو اور شرطین اجتهاد کی اوس مین پائی نه جاوین فقہا کے اقوال کو بجانے یه بات کسی مجتهد کی ان چار مجتهدون مین سے تقلید نکرے بلکه ایک یا مذهب نکالے کبھی ان چار مذهب مین

یقین هوا اور تمام لیے بیتے سوا اور کسی مذهب پر اجماع مذهبون کے اور ان چار کے هوا ای فرق هوسے بیران چار جواب اجماع تمام علماء کا اور کبھی سب کے خلاف هو گا ایک سے موافق هو

الله صلی الله علیه وسلم ینهضون فی الصلوٰة علی صدور اقدامهم واخرج النعمان ابن ابی عیاش ادرکت غیر واحد من اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم فکان اذا رفع راسه من السجدة الثانیة فی الرکعة الاولیٰ والثالثة نهض کما هو ولم یجلس نکالا ابن ابی شیبه نے ابن مسعودؓ سے مقرر وه اُٹھتے تھے نماز مین اپنے پیرون کی اونگلیون کی جڑ پر اور نه بیٹھتے تھے اور نکالا ایسا ہی علیؓ سے اور ایسا ہی ابن عمر اور ابن زبیر اور عمر رض سے اور نکالا نعمان ابن عیاش سے نے پایا مین نے بہت سے اصحابون کو رسول خدا صلی الله علیه وسلم کے سو جب اوٹھاتے اپنا سر دوسرے سجدے سے پہلی رکعت اور تیسری رکعت مین اوٹھتے جس حال مین تھے اور نه بیٹھتے

گیارھوان سوال

حنفی جو رمضان مبارک مین تراویح کی نماز مین بیس رکعت نماز پڑھتے هین اس کی کیا دلیل هی

جواب ماثبت بالسنة مین لکھا ہے بیہقی نے روایت کی سند صحیح سے انهم یقومون علی عهد عمر رض بعشرین رکعةً وفی عهد عثمان وعلی رض مثله یعنی صحابه رسول صلی الله علیه وسلم کے قیام کرتے تھے یعنی پڑھتے تھے حضرت عمرؓ کی خلافت مین بیس رکعت اور حضرت عثمان اور حضرت علیؓ کے وقت مین بھی اسی طرح اور علماے حرمین یعنی مکّے اور مدینے کے عالمون کا بھی ہمیشہ سے اسی طور پر عمل چلا آتا ہے اور شیخ عبد الحق دهلوی نے شرح فارسی مین مشکوٰة شریف کی جو لکھا هی اوسکا ترجمه یه ہے اور ابن ابی شیبه نے ابن عباسؓ سے روایت کی هی که حضرت پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم نے جو نماز پڑھی بیس رکعت تھی اور بعد حضرت کے عمر رض کی خلافت تک اسی طور پر حال گذرا که هر کوئی گھر مین اپنے پڑھتا یا مسجد مین اور جب کچھ زمانه حضرت عمر رض

کی خلافت کا گذرا تب اونھون نے لوگون کو جمع کروایا یعنی اسی بیس رکعت کو
جماعت سے پڑھنے کو حکم فرمایا اور نہایۃ المراد مین جامع الجوامع سے منقول ہی کہ التراویح
سنۃ موکدۃ ومن لم یرھا سنۃ موکدۃ فھو رافضی یقاتل لمن لا یری
الجماعۃ قال اھل السنۃ والجماعۃ انھا سنۃ رسول اللہ صلعم صلاھا
لیلتین وقد صلاھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشرین رکعۃ بعشر
تسلیمات ثم ترک مخافۃ ان یجب وکان لرسول اللہ صلعم واصحابہ حرص
فی قیام اللیل کان الرجل منھم یصلی مائۃ رکعۃ واکثر وکذا فی زمن
ابی بکر رض فلما ظھر الکسل فی زمن عمر رض خاف ان یندرس
فالصحابۃ اتفقوا معہ علی ان یصلوا الجماعۃ وزینوا المساجد
بالقنادیل ولم یکن علی رض حاضرا فلما رای الجماعۃ والقنادیل
قال اقام اللہ امور عمر رض کما اقام سنۃ نبینا فثبت وصح ان النبی
صلعم صلاھا عشرین رکعۃ وفی الحجۃ سنۃ موکدۃ باجماع
الصحابۃ تارکھا مبتدع غیر مقبول الشھادۃ وھی سنۃ للرجال
والنساء یعنی نہایۃ المراد مین جامع الجوامع سے جو حدیث کی معتبر کتاب ہی
منقول ہی کہ نماز تراویح سنت موکدہ ہے اور جو کوئی اسکو سنت موکدہ اعتقاد
نکرے تو وہ رافضی ہی مقاتلہ کیا جاویگا اوسکے ساتھ جیسا جماعت کو سنت موکدہ
نجاننے والے کے ساتھ اور اہل سنت وجماعت نے کہا ہی کہ یہ تراویح سنت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی پڑھا تھا حضرت نے اوسکو دو رات اور بے شبہ حضرت نے
تراویح پڑھی بیس رکعت دس تسلیمات سے پھر چھوڑ دیا اوسکو خوف سے واجب
ہوجانے کے یعنی اگر واجب ہوجائیگی تو امت پر مشکل پڑجائیگی اور تھا رسول اللہ صلی اللہ

اور تابعین جس بات پر تھے اور اونکے افعال واقوال سے واقف نہو کر وہ بوجھ لیوے اور عمل نکرے مگر اوس چیز پر کہ فتوی دیوے مفتی ان چار امامون کے ایک مذہب کے موافق کیونکہ اونکے سوا اور کسی شخص کے مذہب مین دلیل کامل نہین ہے

کے طریق کو نجانے اور صحابہ سے اور اوس شخص پر کہ جو اجتہاد خدا تعالی نے واجب کیا مذہب مین بہ اتفاق اور قبول حاصل نہین ہوا اور کیا ہی انکے سوا اور کسی نے ان چار مذہب کو قبول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

یعنی اور کسی مذہب پر جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون اور اسی واسطے امام ابن ہمام نے فرمایا ہے اور شارح نے شرح مین فرمایا ہے کہ جو شخص اونکی تقلید کرے اور مجتہد کامل نہو اور بعض مسئلہ مین اجتہاد کی طاقت رکھتا ہو یا اوسکو بعض علوم مین مہارت ہو اسکے ساتھ بھی تقلید کامل ہے اور عمدۃ المفتی مین ہے کہ جو شخص مجتہد کی تقلید کرے اوسپر بھی واجب ہے

علیہ وسلم اور اون کے اصحاب کو بڑا شوق نماز پڑھنے مین رمضان کی راتونکو
کوئی اونمین سے سو رکعت پڑھتا اور کوئی زیادہ اور اسی طرح زمانے مین ابوبکر
کے پڑھتے تھے پھر جب سستی ظاہر ہوئی عمر رض کی زمانہ مین ڈرے اس سنت کے
چھوٹنے سے تب اصحابون نے عمر کے ساتھ اتفاق کیا اس بات پر کہ تراویح کی
نماز کو جماعت سے پڑھین اور مسجد کو قندیلون سے آرائش کرین اور اوسوقت حضرت
علی حاضر نہ تھے پھر جب اونہون نے جماعت اور قندیلین دیکھین فرمایا اللہ تعالے
قائم رکھے عمر کے کامون کو جیسا اونہون نے قائم کیا ہمارے نبی کی سنت کو پس
ثابت اور صحیح ہوا کہ حضرت نے تراویح کی بیس رکعت پڑھی اور حجت جو کتاب
معتبر ہے اوسمین لکھا ہی کہ تراویح سنت موکدہ ہی صحابہ کے اجماع سے اور ترک
کرنیوالا اوسکا بدعتی گواہی اوسکی قبول نہوگی اور وہ سنت ہی مردون اور عورتون
کے حق مین اور جب خلفاے راشدین نے اس نماز تراویح مین اہتمام اور التزام کیا تو
ہر شخص کے حق مین وہ سنت موکدہ ہوگئی کہ جیسی سنت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے
امت پر سنت ہی ویسی ہی سنت خلفاے راشدین کی ہر کسی کے حق مین سنت ہے
جیسا کہ مشکوٰۃ کے باب الاعتصام مین لکھا ہی علیکم بسنتی وسنت الخلفاء
الراشدین المھدیین تمسکوا بھا وعضوا علیھا بالنواجذ لازم پکڑو اپنے
اوپر سنت ہماری اور سنت ہمارے سب خلیفون کی کہ رشد اور ہدایت پائے
ہوئے ہین اور چنگل مارو ان سب سنتون پر اور سخت پکڑو ان سب کو دانتون سے اپنے

بارھوان سوال حنفی جو وتر کی نماز مین تین رکعت پڑھتے ہین اسکی
کیا دلیل ہے **جواب** حدیث ہے تیسیر الوصول کی فصل صلوٰۃ الوتر مین
وعن عبد العزیز بن الجریج قال سألنا عائشۃ رضی اللہ عنھا

تقلید کرنے کسی مذہب کے اور روایت ہی امام ابو یوسف سے کہ واجب ہی عامی پر پیروی کرنی کسی مجتہد کی کیونکہ اسمین قابلیت نہین ہی اس بات کی کہ حدیثون کو پہچانے اور معنی او کے دریافت کرے اور ناسخ و منسوخ کو اور عام اور خاص اور محکم اور متشابہ وغیرہ کو اور الٹ پلٹ کرے اور احکام سمجھے تو جو شخص ان سب باتون کو جانے وہ شخص عامی ہے اور جاہل خدا پناہ مین رکھے ہمکو گمراہی سے

١٧

السؤال الرابع
ھل یجوز للمقلد اذا وصل الیہ حدیث یخالف ظاھرہ مذھب ذلک المقلد ان یترک مذھبہ ویعمل علی ظاھر الحدیث وان لم یعلم ان ذلک الحدیث مأول او منسوخ او مصروف عن ظاھرہ او صحیح او ضعیف ونحو ذلک **الجواب** انہ لایخفی انہ ذکر فی التقریر شرح التحریر فیجب الجھل لیس للعامی الاخذ بظاھر الحدیث بجواز کونہ مصروفا عن ظاھرہ او منسوخا بل علیہ الرجوع الی الفقہاء لعدم الاھتداء

بای شئ کان یوتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت کان
یقرء فی الاولی بسبح اسم ربک الاعلیٰ وفی الثانیۃ بقل یا ایھا الکفرون
وفی الثالثۃ بقل ھو اللہ احد والمعوذتین اخرجہ اصحاب السنن
عبد العزیز بن جریج نے کہا کہ سوال کیا ہمنے حضرت عائشہ رض سے کہ کن سورتون سے
وتر پڑھتے تھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تب عائشہ رض نے فرمایا کہ حضرت پڑھتے تھے
وتر کی پہلی رکعت مین سورہ سبح اسم ربک الاعلیٰ اور دوسری مین قل یا ایھا الکافرون
اور تیسری مین قل ہو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس
نکالا اس حدیث کو ترمذی اور نسائی اور ابوداؤد نے اور راوی تیسیر الوصول
مین ہے وعن عائشۃ رض کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یسلم
فی رکعتی الوتر اخرجہ النسائی حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم سلام نہین پھیرتے تھے وتر کی دو رکعت مین یعنی وتر کی نماز مین دو رکعت
کے بعد سلام نہین پھیرتے بلکہ تینون رکعتون کو ایک ساتھ پڑھتے تھے اور ہدایہ و تبیین
الحقائق اور سفر السعادت مین ہے روت عائشۃ رض ان النبی صلی اللہ علیہ
وسلم کان یوتر بثلاث وحکی الحسن رح اجماع السلف علی الثلث روایت
ہے عائشہ رض سے کہ پیغمبر خدا علیہ السلام وتر پڑھتے تھے تین رکعت اور حسن بصری سے
حکایت ہے کہ اگلے لوگون کا اجماع ہے وتر کی تین رکعت ہونے پر اور تبیین الحقائق
مین ہے انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یوتر بثلث رکعات یقرء فی
الاولی بسبح اسم ربک الاعلیٰ وفی الثانیۃ بقل یا ایھا الکافرون وفی
الثالثۃ بقل ھو اللہ احد ویقنت قبل الرکوع پیغمبر خدا علیہ السلام وتر پڑھتے تھے
تین رکعت پہلی رکعت مین سورہ سبح اسم ربک الاعلیٰ اور دوسرے مین قل

شروط الاجتہاد وما یستدل بہ وما یعرض عنہ مذھبہ اذا کان عاملا اذا خالف ظاہر الحدیث ظاہرہ جواز العمل بالحدیث علیہ انتہی وھذا القبل اعتمد کان تارکا للواجب وناسخھا ومنسوخھا فاذا صحیح الاجتہاد وسقیمھا فی حقہ الی معرفۃ

لکن ادنی الشروط للاجتہاد ان یحفظ المبسوط کما فی السراجیۃ وافاد ابن الھمام فی فتح القدیر من کتاب القضاء ان المجتھد من یعلم الکتاب والسنۃ باقسامھا من عبارتھا واشارتھا

ودلالتھما واقتضائھما وناسخھما ومنسوخھما ومناط احکامھما والمسائل وشروط القیاس والقیاس وشروطھا الاتفاق فی القیاس المجمع علیھا اقوال الصحابۃ و فی معارضۃ الناس فمن انفقت لعلم

فیجب علیہا ان ... الاجتہاد بان تکون عالما باصول الفقہ وھو الکتاب والسنۃ والاجماع والقیاس مالا بد منہ انتہی فیہ اشارۃ الی انہ لا ینبغی فی تعریف المجتہد

یا ایہا الکافرون اور تیسری مین قل ہو اللہ احد اور رکوع کے پہلے دعا قنوت پڑھتے
اور اسی طرح بحر الرائق مین بھی لکھا ہے **تیرھوان سوال** حنفی علما کے نزدیک
وہ سب حدیثین جو اوپر کے جوابون مین لکھی گئی ہین نماز کے افعال کی دوسری
حدیثون کی بہ نسبت جو دوسرے مجتہدون کے مذہب کے موافق ہین حدیث کی راویون
اور اونکی تحقیقات کی رو سے صحیح اور غیر منسوخ ہین یا نہین **جواب** یہ سب
حدیثین جو اوپر لکھی گئی ہین حدیث کی معتبر کتابون سے منقول ہین اور اونکے
جمع کرنیوالون نے اپنے اوپر یہ لازم کر لیا ہے کہ جو حدیث صحیح پائی اوسی کو اپنے
کتاب مین لکھا پھر دوسرے علما اور محدثین اور فقہاے معتبرین نے بھی اون
حدیثون کو جو تحقیق کیا تو صحیح اور معتبر پایا پھر اسی واسطے ان حدیثون کو فقہ
کی کتابون مین بھی داخل کیا اور فقہ کے مسئلہ پر اون حدیثون کو دلیل گردانا
چنانچہ جتنی حدیثین کہ سابق مذکور ہوئی ہین ہر ایک کتاب حدیث اور فقہ کی سند
اور تعیین مقام کے ساتھ لکھا گیا ہے جسکو شبہ ہو تو ان کتابون سے ملالے مثلاً
امام زیلعی نے تخریج احادیث الہدایہ مین لکھا ہے کہ روایت کیا ہے حدیث اخفائے
آمین کو امام احمد حنبل اور ابو داؤد طیالسی اور ابو یعلی نے اپنی مسند مین اور طبرانی
نے اپنی معجم مین اور دارقطنی نے اپنی سنن مین اور حاکم نے مستدرک مین انہ صلے
اللہ علیہ وسلم لما بلغ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین قال
آمین واخفا بہا صوتہ اور کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے بلکہ جو حدیث کہ
آمین پکار کر کہنے مین وارد ہے اور امام شافعی رح اوسے دلیل لاتے ہین- اوسکو
یحیی ابن معین نے کہ سردار محدثون کے اور شیخ اور اوستاد ہین امام محمد بخاری
کے جیسا کہ تیسیر الوصول کے خطبہ مین لکھا ہے ضعیف کہا ہے جیسا کہ امام زیلعی

بما ذکر بل لا بد من معرفۃ امور علم اللغۃ العربیۃ واضدادها ومعرفۃ الفصیح ومعرفۃ الثابت منها ومعرفۃ ما روی من اللغۃ ومعرفۃ تصحیح وتعریب وتثلیث ومعرفۃ المتواتر منها والآحاد ومعرفۃ المرسل والمنقطع ومعرفۃ من تقبل روایته فی اللغۃ ومن ترد ومعرفۃ طرق الرد ومعرفۃ الموضوع من اللغات ومعرفۃ الفصیح والردی ومعرفۃ المفرد والشاذ والمذموم ومعرفۃ الشوارد والنوادر ومعرفۃ المستعمل والمهمل ومعرفۃ المعرب ومعرفۃ خصائص اللغۃ ومعرفۃ اشتقاق اللغۃ ومعرفۃ الحقیقۃ والمجاز فی اللغۃ ومعرفۃ المشترک ومعرفۃ الاضداد ومعرفۃ المطلق والمقید ومعرفۃ الابدال والقلب وغیر ذلک هذا کله یتعلق بعلم اللغۃ والجاهل بها لا یسمی عالما فضلا عن ان یعد مجتهدا ومن اراد تحقیق ما اشرنا الیه فلیطالع المزهر للسیوطی رحمه الله تعالی هو اکثر من هذا فمن یشترط ان یکون متضلعا فی علم الصرف والنحو والمعانی

والبیان والبدیع و
علم اصول الفقه و
اصول الحدیث واصول
التفسیر عارفا بما حقیقة
الاصولیون وما رواه
المحدثون من غیر الحفا
علی نحو مشکوٰة المصابیح

نے تبیین الحقائق مین لکھا ہی قال الشافعی یجہر بہا عند الجہر بالقراءة
لحدیث وائل انه قال سمعت النبی صلی الله علیه وسلم انه قال
آمین ومد بہا صوته وما رواه ضعفه یحیی ابن معین فلا یلزم
حجة اور شیخ ابن ہمام نے کہ تمام محدثون کے نزدیک معتمد علیه ہین فتح القدیر مین
اس حدیث کو معلول کہا ہی اور اسی طرح سے وہ حدیث جس مین مذکور ہے کہ
حضرت نبی صلی الله علیه وسلم نے صرف پہلی تکبیر مین رفع یدین کیا پھر اور تکبیرون
کے وقت نہین بلکہ ارسال فرمایا ترمذی وغیرہ نے اسے حسن کہا ہی جیسا کہ شیخ
عبد الحق دہلوی نے مشکوٰة شریف کے ترجمہ اور سفر السعادت مین لکھا ہی کہ ترمذی
گفت حدیث ابن مسعود حسن است اور اسی طرح بڑے بڑے محدث علماؤن نے
اس حدیث کو روایت اور تصحیح کی ہے جیسا کہ ابوداؤد نے اور امام محمد نے موطا مین
اور دارقطنی نے اپنی سند مین اور طبرانی نے اور امام احمد نے اور طیالسی نے اور ابو یعلی
نے اور حاکم نے اور اگر کسی شافعی المذہب نے اپنی تحقیق کی رو سے یا اپنے مذہب کی
رعایت سے یا تعصب سے یا جس جہت سے کہ جس سے اوسنے سنا تھا یا جسکے وسیلہ سے اوس کو
پہنچا تھا اور راوی معتبر نہ تھا اس سبب سے اوس کو ضعیف کہا ہو تو یہ کہنا اوسکا
کچھ معتبر نہین ہی اگر ہو تو اوس کے حق مین اور اوسکے زعم مین ضعیف ہوگا اسواسطے
کہ اوستاد اوسکا ضعیف تھا ہمارے علمائے محدثین اور فقہائے محققین
کے نزدیک تو معتبر اور صحیح اور ثابت ہی کیونکہ اون کے اُستاد جس سے اُنہون نے
سُنا تھا وہ سب عادل اور فقیہ تھے اور سب علماء حنفی کا ان سب حدیثون پر
عمل ہے پس بے شک ان کے نزدیک یہ حدیثین غیر منسوخ ہین اس واسطے کہ
منسوخ پر عمل کرنا جائز نہین بلکہ علماء حنفی کے نزدیک حدیث پکار کر آمین کہنے

الجرح والتعدیل وممن جمعا
وحافظا لا تاویل ائمة
فی ذلك بدون تقلید احد
کابی زرعة وابی یعلی ابن
المدینی ولابن معین فضلا
عن العراقی والحافظ ابن حجر
ونحوهما فانه اذا ادی عن
الاجتهاد وسار بسند ل
فی جرح الراوی وعدالته

٢٠

بقول احد من ائمة الجرح
والتعدیل فهو مازال فی ربقة
التقلید والکمال انه یرید الفرار
من التقلید غایة ما هنالک
انه یخرج من ان یکون مقلد
للامام الاعظم الحنفی علی
جلالته ودیانته ومعرفته
وانتهی الی تقلید نحو البیهقی
والبیهقی فهو بعید من
الاجتهاد بمراحل

سوال ۵ مقلد کو
کیا جائز ہی تقلید مجتہد کی
اسطرح سے کہ قول حدیث
کہ ظاہر عبارت اوس کی
مخالف ہو اوس کے
کسی حدیث صحیح [illegible]
نہ [illegible] اور عمل کرے

کی منسوخ ہی جیسا کہ عنایہ اور نہایہ اور کفایہ مین کہ ہر شہر مین مسلمانون کے
مشہور ہے اور بڑی معتبر کتابین ہین لکھا ہے قال عبد الله بن مسعود رض
ترك الناس الجهر بالتامين وتركوا الا لعلمهم بالنسخ یعنی لوگون
نے شور کر کے آمین کہنا چھوڑ دیا اور نہین چھوڑا اوسکو مگر جبکہ یقین حاصل ہوا
اونکو اوس کے منسوخ ہونے پر اور اسی طرح سے حدیث رفع یدین کی بھی منسوخ
ہی جیسا کہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے شرح سفر السعادة مین لکھا ہے اور
ہدایہ اور فتح القدیر اور کفایہ اور کافی اور نہایہ اور عنایہ مین ابن زبیر رض سے روایت
ہے کہ قال مه یا هذا فان هذا اشی فعله النبی صلعم ثم ترکه یعنی
نکر رفع یدین لے فلانے کیونکہ اس رفع یدین کو حضرت نبی صلی الله علیه وسلم
نے پہلے کیا تھا پھر چھوڑ دیا اور کفایہ اور نہایہ اور کافی اور شرح سفر السعادة
مین عبد الله ابن مسعود رض سے روایت ہی رفع النبی صلی الله علیه وسلم
فرفعناه وترکه فترکناه یعنی حضرت نبی صلی الله علیه وسلم نے جب رفع
یدین کیا تھا ہم نے بھی کیا تھا اوسے اور جب چھوڑ دیا ہمنے بھی چھوڑ دیا اوسے

چودھوان سوال اگر کوئی ظاہر مین حنفی کہلاوے اور حقیقت مین
کسی امام کا مقلد نہ ہو پھر وہ ان حدیثون کے برخلاف عمل کرے اور اونکو
صحیح نہ جانے اور دوسرے حنفیونکو برخلاف اونکے سکھاوے اور دوسری حدیثونکو
اون حدیثون کی بہ نسبت صحیح غیر منسوخ سمجھے اور دوسرون کو سمجھاوے
اور لوگون کو فقہ کی کتابون سے بد اعتقاد کر وادے اور یون کہے کہ قرآن
اور حدیث مین جو پاؤ عمل کرو فقہ کی بات نہ سنو اور تقلید کسی کی خصوصاً مذہب
حنفی کی نکرو اور حنفی علما کے فتوے اور اتفاق کو نہ مانو اور اوسکے سبب لوگون مین

سخت اختلاف اور بڑی لڑائی پڑے اور آپسمین ایک دوسرے کی توہین اور تحقیر
کرے بلکہ اگلے علماء حنفی اور کتب حنفی کی اہانت کرے اور اونکے حق مین کلمہ حقارت کا
کہے تو وہ حقیقت مین اگلے حنفی علماء کا بلکہ تینون امامون کا مخالف ہوا اور اون
بڑے علما کو بہ نسبت اپنے بے علم اور بے سمجھ اور حقیر سمجھا یا نہین اور ایسی حرکت سے
اوسکی یہ جو سینکڑون برس سے علماؤن نے دین محمدی مین چار مذہب حقہ قرار دیکر
متفق ہوگئے تھے اور جمعیت باندھی تھی اوسنے اس اتفاق اور جمعیت کو توڑ کر
لوگون کو خصوص عوام مسلمانون کو ہدایت سے باز رکھا اور گمراہ بنایا یا نہین **جواب**
تیرھوین سوال کے جواب سے ظاہر ہے کہ وہ سب حدیثین علماء حنفی کے نزدیک صحیح اور
غیر منسوخ ہین پس جو کوئی اونکو غلط سمجھے اور صحیح غیر منسوخ نجانے اور اون پر عمل نکرے
وہ شخص البتہ علماء حنفی کا مخالف ہوا پھر جب وہ مقلد کسی کا نہوا تو بے شبہ سب کا مخالف
ٹھیرا اور ظاہر ہے کہ جب وہ کسی امام کی تقلید نہین کرتا اور اون حدیثون کو صحیح
اور غیر منسوخ نہین سمجھتا بلکہ اپنی گمان مین خلاف اوس کے بوجھتا ہی بلکہ وہ اور
حنفیون کو اون حدیثون پر عمل کرنے سے باز رکھتا ہی اور برخلاف اوس کے سمجھاتا
ہی اور ترغیب دیتا ہے اور اون سے بد اعتقاد کرواتا ہی تو بے شک اون بڑے
علماء کو اپنی بہ نسبت بے علم اور بے سمجھ اور حقیر جانتا ہے اور بے شبہ مسلمانون کی
جمعیت اور اتفاق کو توڑتا ہی اور لوگون کے دل مین شک اور تردد ڈالتا ہی
اور عوام کو اس راہ مستقیم سے پھیرتا ہی اور اون علماء سے بد اعتقاد کرواتا ہی
اور جب عوام اوس کی ایسی باتون اور حرکتون سے اور برخلاف سمجھانے سے
علماء حنفی اور اونکی کتابون کو برا کہتے اور اونکی حقارت کرتے ہین اور اون کے
تقلید کو برا جانتے ہین تو بیشک وہ لوگون کو ہدایت سے باز رکھنے والا ہوا اور گمراہ بنانیوالا

نقایہ مین ہی کہ لیاقت اجتہاد کی
اس طور پر ہوتی ہے کہ عالم ہو
فقہ کی اصول کا یعنی قرآن اور حدیث
اور اجماع اور قیاس کو خوب جانے
اور جو علم سب کہ مجتہد کو ضرور ہے
اوس سے بھی خوب واقف ہو تو
اس سے معلوم ہوا کہ خالی قرآن اور
حدیث اور اجماع اور

قابل اجتہاد کے ہی اور شرح
پائی جائین تو وہ شخص
یہ کہ جب یہ سب شرطین
کے لوگون سے بھی واقف ہو
بھی جانے اور عرف اور عادات
یاد رکھے اور اقوال صحابہ کو
کی جانے اور مسائل اجماعیہ کو
کی ہین اور شرطین

ٹھیرا دیلین اسکی آگے آتی ہین **پندرھوان سوال** اس گروہ کا یہہ حال ہے کہ حنفیون کی جماعت سے دور رہتے ہین اور جن جن مسجدون مین بڑی بھاری جماعت حنفیون کی ہوتی ہے حاضر نہین ہوتی خصوصاً جس مسجد مین کہ حنفی علما حاضر ہون نہین جاتے اور اونکی اقتدا نہین کرتے بلکہ اوس جماعت کو چھوڑکے اپنے گروہ کے ساتھ ہوکر دوسری جماعت کرتے ہین اور لوگون کو بھی اسی طرح سمجھاتے ہین اور ائمہ حنفیہ کو بُرا کہتے ہین اور اونکی اور اونکی کتابون کی حقارت کرتے ہین اور دوسرون سے بھی کرواتے ہین اور اونکے مقلدونکو بُرا جانتے ہین اور اکثر مسائل مین فقہ کے خلاف کرتے ہین اور حنفیون کو اونکے خلاف مذہب کی باتین سکھاتے ہین اور اونکے مذہب کی اہانت اور فقہ کے مسائل کی حقارت اور اپنے زعم کے موافق اعتراضات کرتے ہین اور اونکو علماے حنفی اور کتاب حنفی سے بداعتقاد کرواتے ہین اور اون سے اور دوسرے حنفیون سے لڑواتے ہین اور اونکے آپسمین خلاف اور جدال اور فتنہ اور فساد ڈالتے ہین اور عداوت اور کینہ اونکے اقربا اور دوستون مین ڈلواتے ہین یہانتک کہ اونکے آپسمین بیٹھنا اور کھانا اور پینا اور ایک جماعت مین نماز پڑھنی بالکل موقوف ہوجاتی ہے اور علمار جب اونکو وعظ اور نصیحت کرتے ہین کہ ایسے فتنہ اور فساد کو چھوڑو اور ایسے افعال باز آو تو وہ گروہ ہرگز اس سے نہین پھرتے بلکہ اَور زیادہ ضد اور تکرار کرتے ہین اسی طور سے بہت سی گفتگوئین کرتے ہین اور بہت سے کام کرتے ہین کہ تفصیل کو اونکی ایک دفتر چاہئے بلکہ متعذر ہے تو یہ سب افعال اور اقوال اون کے شرع شریف مین قبیح اور بُرے اور وہ لوگ مفسد ٹھیرے اور قرآن اور حدیث مین افعال اور اقوال کی مذمت اور برائی مذکور ہے یا نہین اور جسکو قوت اور قدرت

لغت کی اور اشتقاق لغت کی اور رسول اور خاصیت اور حقیقت اور مجاز لغت ہین اور مطلق اور تشکیک اور اضداد اور تشدید اور قاعدہ بدل کا اور قاعدہ قلب کا اور اس سب کے سوا ابتک اصول ہین کہ علم لغت سے متعلق ہین اور جو کوئی ان سب کو نجانے وہ ہرگز فاضل نہین ہو سکتا کیا ہوگا پھر اوس کے بعد اور بہت سے علم بھی ضروری ہین کہ اوس سب ہین کچھ واقف ہو جیسا صرف اور نحو اور بلاغت اور بیان اور بدیع اور علم اصول فقہ اور اصول حدیث اور اصول

٢٣

تفسیر اور جن باتون کو صوفیون نے تحقیق کی ہے اور محدثون نے روایت کی ہے اس سبب کو بھی خوب سمجھے اور یاد رکھے اور اس قدر کفایت نہین کرتا ہے کہ مشکوٰۃ کو یاد کیا ہوا اور اجتہاد کے واسطے یہ بھی ضرور ہے کہ علماے جرح اور اقوال کا حافظ ہو اور خود قوت اور استعداد رکھتا ہو ترجیح دینے کی بغیر تقلید کسی کے اور اوسکی کی تقلید کی اور کسی راوی کا جرح کرے یا تعدیل کرے تو وہ حقیقت ہین مقلد ٹھیرا تحقیق یا مجتہد نہوا باوجود

ہو جیسا حاکم یا نائب اوس کا تو ایسے مفسدون کو سزا دینی اور جسکو اس قدر طاقت نہ ہو تو ایسے شخص کو نصیحت کرنی اور جسکو اسکی بھی قدرت نہو تو ایسے شخص سے احتراز کرنا اور کنارے رہنا اور دل سے برا جاننا لازم ہی یا نہین **جواب** اون لوگون کا جب یہ سب احوال ہے تو بیشک سب افعال اور اقوال اون کے قبیح اور شنیع اور وہ لوگ دین مین مفسد ہین اور قرآن اور حدیث مین اس طرح کے افعال اور اعمال کی بہت مذمت آئی ہی اور بادشاہ اور نائب کو اونکی سزا دینی اون لوگون کو اور جسکو قدرت ہو تو اونکو نصیحت کرنی اور باقی مسلمانون کو ایسے گروہ سے احتراز اور کنارہ کرنا اور اونکے ساتھ صحبت نہ رکھنی اور اونکو دل سے برا جاننا لازم اور واجب ہی جیسا کہ اللہ تعالے نے قرآن شریف مین تیرھوین سیپارہ کے نوین رکوع مین فرمایا ہے قال وَالَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ اِلَی الْاٰخِرَۃِ وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ اُولٰٓئِکَ لَھُمُ اللَّعْنَۃُ وَلَھُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ یعنی جو لوگ فساد ڈالتے ہین ملک مین ایسے لوگ اونپر لعنت ہی اور اونکو ہی برا گھر اور بیسوین سیپارہ کی گیارھوین رکوع مین لکھا ہے قال اللہ تعالی وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِی الْاَرْضِ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ یعنی اور نہ چاہ فساد ملک مین مقرر اللہ نہین دوست رکھتا ہی فساد ڈالنے والونکو اور دوسرے سیپارہ کے نوین رکوع مین ہی وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ اور اللہ تعالی دوست نہین رکھتا فساد کو اور جامع الاصول مین ہی عن عرفجہ رض قال رائیتُ رسول اللہ صلعم علی المنبر یخطب الناس فقال انها ستکون بعدی هنات هنات فمن رأیتموه فارق الجماعة اوبرید ان یفرق امة محمدٍ کائنًا من کان فاقتلوه فان ید اللہ علی الجماعة وان الشیطان مع المفارق الجماعة یرکض اخرجه مسلم روایت ہی عرفجہ رض سے کہا دیکھا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کو منبر پر خطبہ پڑھتے سو فرمایا حضرت نے نزدیک ہی کہ میرے پیچھے بری
چال پھیلیگی سو جس کو دیکھو تم کہ وہ جدا ہوا جماعت سے یا وہ ارادہ رکھتا ہے
تفرقہ ڈالنے کا محمدؐ کی امت مین جو کوئی ہو مار ڈالو تم اوسکو کیونکہ بے شک اللہ کا ہاتھ ہی
جماعت پر اور مقرر شیطان ساتھ ہی جدا ہونے والے کے ٹھوکر مارتا ہوا لیکن اسقدر
جاننا چاہیئے کہ ایسے شخص کو مار ڈالنا حاکم کو پہنچتا ہی دوسرے کو نہین کیونکہ
اِس مین فساد اَور زیادہ ہوگا اور مشکوٰۃ باب الاعتصام مین وعن ابن عمر رضی
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم
فان من شذ شذ فی النار روایت ہے ابن عمر رض سے کہا فرمایا پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے پیروی کرو بڑی جماعت مسلمانون کی یعنی اکثر علما جس
طرف ہون اون کی تبعیت کرو کیونکہ جو شخص دور رہا جماعت سے اور نکلا
اجماع سے جمہور علما کے توڑا لاجاویگا وہ جہنم کی آگ مین وعن ابن عمر رض
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا یجمع امتی علیٰ
ضلالۃ وید اللہ علی الجماعۃ من شذ شذ فی النار یعنی کہا ابن عمر رض
نے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بیشک خدا تعالیٰ نہین جمع کرتا ہی میری
امت کو گمراہی پر یعنی ہماری امت جس بات پر اتفاق کریگی وہ حق اور ثواب
ہوگا خدا کا ہاتھ جماعت پر ہی یعنی اللہ تعالیٰ جماعت کا نگہبان اور مددگار ہی جو
کوئی جماعت سے نکلیگا اور اونکے طریقہ کو چھوڑیگا پڑیگا یا ڈالا جاویگا جہنم
کی آگ مین اور مشکوٰۃ کے باب الامر بالمعروف مین ہی عن ابن سعید بن
الخدری رض عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من رای منکرا
فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ

الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم ولعلھم یتفکرون فمن لم یکن کذالک فالواجب علیہ ان یقلد احدا من الائمۃ ولا علیہ ان یلتزم مبتداہ براءۃ فمن قلدہ فلا المقصر الذی لا یری لنفسہ اھلیۃ وھو یعجز عنھا کان کا عمی قلد الاعمی لا یامن کلو احد منھما من الوقوع فی حفرۃ تکون سببا لھلاکھما جمیعا فنسال اللہ تعالی العصمۃ من الوقوع فیھا المھالک امین

ترجمہ اسکا کہ کیا جائز ہے عامی کو تقلید کرنی ایسے شخص کی جسکو

اجتہاد کی قوت نہ ہو اور اوسمین اجتہاد کی شرطین بھی پائی نجاتین اور وہ فقہا کے اقوال سے واقف نہ ہو جواب ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو ہمکو حکم کیا ہے کہ جس بات کا ہمکو علم نہ ہو تو پوچھین ہم اہل ذکر سے اور نہ اور کسی سے اوسکے سوا اور مراد اہل ذکر سے وہ شخص ہے کہ جس کو کتاب اللہ کی تحقیقات کا علم ہو اور اوس کے معنون کی تفہیم اور اوسکے محتملات کی تاویل اور اشارات کی دریافت اور اوسکی عبارت کی

وذالك اضعف الایمان رواہ مسلم پیغمبر خدا علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ جو کوئی تم مین سے دیکھے بُرے کام کو تو چاہیے کہ تغیر دیوے اوسکو اور باز رکھے اوسکو اپنے ہاتھ سے یعنی مارنے اور توڑنے اور کرنے سے جس طرح سے ہوسکے اگر قدرت رکھے اوسکی پھر اگر ہاتھ سے قدرت نہ رکھے تو زبان سے تغیر دیے یعنی منع کرے اور ڈانٹے اور سخت کہے اگر اوسکی قدرت رکھے پھر اگر زبان سے بھی طاقت نہ رکھے تو دل سے اوسکو تغیر دیوے یعنی دل سے اوسکو بُرا جانے اور اوس سے دور رہے اور اوس سے صحبت نہ رکھے اور خالی دل سے بُرا جاننا ضعیف تر ایمان کا ہی یعنی ادنیٰ درجہ ایمان کا یہ ہے کہ دل سے تو بُرا جانے اور اسی بات مین ابوبکر صدیق رض سے روایت ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ما من قوم یعمل فیھم بالمعاصی ثم یقدرون علیٰ ان یغیروا ثم لا یغیرون الا یوشک ان یعمھم اللہ بعقاب یعنی نہین ہی کوئی قوم کہ کیے جاوین اونکے درمیان بُرے کام پھر وہ قوم قدرت رکھین دفع کرنے پر اوسکے پھر اوسکے ساتھ اوسکو دفع نکرین تو نزدیک ہی کہ گھیر لیوے ان سب کو عذاب خدا کا اور مشکوٰۃ کی جلد رابع کے ۱۹۳ صفحہ مین باب الامر بالمعروف مین لکھا ہی وعن ابی ثعلبۃ فی قولہ تعالیٰ علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم فقال اما واللہ لقد سالت عنھا رسول اللہ صلعم فقال بل ائتمروا بالمعروف وتناھوا عن المنکر حتیٰ اذا رأیت شحًا مطاعًا وھوی متبعًا ودنیا مؤثرۃً واعجاب کل ذی رای برائہ ورأیت امرًا لا بدّ لک منہ فعلیک نفسک ودع امر العوام فان وراءکم ایام الصبر فمن صبر فیھن کان کمن قبض علی الجمر للعامل فیھن اجر خمسین رجلا یعملون مثل عملہ قالوا

يارسول الله اجر خمسين منهم قال اجر خمسين منكم رواه الترمذی
وابن ماجة روایت ہی ابی ثعلبہؓ سے تفسیر مین اس آیت کے علیکم انفسکم
سوکہا ابی ثعلبہؓ نے سن رکھو قسم خدا کی مقرر مین نے پوچھا ہی اس آیت سے پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کو کیا چھوڑ دین ہم اس آیت کے لحاظ سے امر معروف اور نہی منکر کرنا
فرمایا حضرت نے نہ چھوڑو بلکہ لوگون کو اچھی باتین بتاؤ اور بُری باتون سے باز رکھو
یہانتک کہ دیکھے تو اے سننے والے بخل کی صفت کو آدمیون مین کہ اوس کی
تابعداری کیجاتی ہی اور دیکھے تو خواہش نفس کو کہ اوسکی پیروی کیجاتی ہی اور دیکھے تو
دنیا کو کہ اختیار کیجاتی ہے آخرة پر اور دیکھے تو اچھا جانتا اور بہتر سمجھنی ہر ایک سمجھ
والے کو اپنی سمجھ اور اپنا مذہب اور رجوع نکرنا عالمون کی طرف بلکہ آپ ہی فتویٰ
اپنی خاطر خواہ اور اپنی سمجھ کے موافق دینا اور دیکھے تو ایسے کام کو کہ جس سے
تو الگ نہین ہوسکتا یعنی ایسا کوئی کام بُرا لوگون مین رواج پایا ہو کہ اگر تو لوگون مین
رہنا اختیار کرے تو بے اختیار تیری طبیعت اُدھر رجوع کرے اور اوسمین جا پڑے
یا مطلب یہ ہی کہ ایک کام ضروری تجھے درپیش ہو کہ جسکی تجکو احتیاج ہی اور اوسکو
چھوڑنا مشکل ہی سو اگر امر اور نہی لوگون کو کرے تو اوسمین خلل واقع ہوتا ہی یا مراد
یہ ہے کہ تجکو کچھ چارہ اور اختیار اوسپر نہ ہو یعنی تو لوگون کو منع نکر سکتا ہو بس
ان باتون پر لحاظ کرکے اپنے تئین سنبھال اور بچا رکھ آپ کو بُرے کامون سے اور
چھوڑ دے عوام لوگون کو اور الگ ہو جا اون سے اور اونکے کامونکی پکڑ نکر کیونکہ
مقرر آخری زمانے مین ایسے دن تمھارے سامنے آنیوالے ہین کہ جسمین تمکو صبر کرنا
چاہئے انا للہ وانا الیہ راجعون پھر جسنے صبر کیا اون دنون مین گویا اوس نے
آگ کی چنگاریان ہاتھ مین لین ایسے وقت مین شریعت کے حکم پر چلنے والے

واما السؤال السادس
في انه هل يجوز العمل بظاهر الكتاب والحديث الذي لا يعلم اقسام الكتاب من الظاهر والنص والمفسر والمحكم والماول وكذا لا يعرف الخفي والمشكل والمجمل والمتشابه وغيرها والناسخ ولا الفرق بين الناسخ والمنسوخ وايضا لا يعلم اقسام الحديث من الصحيح والحسن والضعيف وغيرها ام يجب عليه تقليد عالم مقلد يفتي باقوال الفقهاء وتقليد مجتهد فما جزاء من يفعل ذلك

فالجواب

فانه لا يخفى مما نقلنا من التفسير الاحمدي وما نقلنا في جواب السؤال الثالث عن ابن الهمام وعن عمدة المريد وعما سواهما وجوب التقليد لمثل ذلك المسئول عنه وحرمة الاجتهاد في حقه حيث كان بحكم وصفه السائل وان استبد برائه ولم يقلد احدا من ائمة الاجتهاد تحريرا شديدا كما افاده الشيخ محمد حيات السندي في رسالة الموافقة له في العمل بالحديث فان كف عن الاستبداد ودعوى الاجتهاد فهو المراد ولا يظن ليكون عظة للمقصرين

کو پچاس آدمیون کی برابر ثواب ملیگا جو اوسکے عمل کی برابر عمل کرتے ہین اور
اس آفت مین پھنسے نہین اور اس زمانے مین نہین ہین عرض کیا صحابہؓ نے یارسول اللہ
اوس شخص کو کیا ثواب ملیگا پچاس آدمیون کا جو اونمین سے ہین فرمایا نہین بلکہ
پچاس آدمیون کا ثواب جو تم مین سے ہین روایت اس حدیث کو ترمذی اور ابن ماجہ
نے یہ عبارت فارسی شرح سے شیخ عبدالحق دہلوی کے ترجمہ کیا گیا ہی اور چوتھی جلد
شرح فارسی مشکوٰۃ شریف کے باب اشراط الساعۃ مین ۳۳۵ صفحہ کے درمیان
یہ حدیث ہی عن جابر بن سمرۃ رض قال سمعت النبی صلعم ان بین
یدی الساعۃ کذابین فاحذروھم روایت ہی جابرؓ سے کہا سنا مین نے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے مقرر پیدا ہونگے قیامت کے قریب جھوٹے
لوگ سو بچو تم اونکی برائیون سے اور مراد جھوٹون سے یا وہ لوگ ہین جو حدیثین نئی
نکالتے ہین اور بناتے ہین یا وہ لوگ ہین جو دعوی پیغمبری کا کرتے ہین یا وہ لوگ
ہین جو نئی باتین دین مین ظاہر کرتے ہین اور اپنی خواہش اور برے اعتقاد کو
اصحابون سے اور اگلے بزرگون سے نسبت دیکر اپنے دل مین گمان کرتے ہین کہ
راہ حق اور سنت کا طریق یہی ہی اللہ پناہ مین رکھے ہمکو ایسون سے یہ ترجمہ ہے
شیخ عبدالحق دہلوی کی فارسی شرح مشکوٰۃ شریف کا اور پہلی جلد باب الاعتصام
مین ہی عن ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یکون فی اخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بمالم
تسمعوا انتم ولا اباؤکم فایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم رواہ
مسلم روایت ہے ابوہریرہ رض سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ہونگے آخری زمانہ مین فریب کرنے والے جھوٹے یعنی ایک گروہ ہونگے

السوال السابع في انه هل يجوز الخلط بين المذاهب الاربعة بان

که وه اپنے تئین مکر اور فریب سے عالمون اور بزرگون اور نیک کارون اور واعظون کی
صورت بناکر لوگون مین ظاہر ہونگے تاکہ اپنے جھوٹھ کو ملک مین پھیلاوین اور
لوگون کو جھوٹے مذہب اور بری سمجھ کی طرف بلاوین اور لاتے ہین تمھارے پاس
حدیثین کہ نہ تم نے سنین انھین نہ تمھارے باپ دادانے اور مراد اون حدیثون سے
یا حدیثین پیغمبر خدا صلعم کی ہین یا عام ہے دوسرے آدمیون کی کہی باتون کو
سو دور رکھو تم آپ کو اُن سے اور دور رکھو انکو آپ سے اسلئے کہ کہین گمراہ
نہ کردین تمکو اور فتنہ اور فساد مین نہ ڈالدین تمکو مراد اس سے یہ ہے کہ دین کے مسائل
سیکھنے مین خوب احتیاط کرو اور نئے مذہب والون سے اور جن باتون پر اگلے اچھے
سب مسلمان نہون اوس سے الگ رہو خصوصاً ان لوگون سے جو آدمیون کو ہدایت
کرنیکے فریب سے اپنی طرف جھکاتے ہین مثلاً سنت کے بہانے سے برے طریقہ کی طرف دعوۃ
کرتے ہین مثنوی مولوی روم قدس سرہ **نظم** چون بسے ابلیس آدم روے ہست +
پس بہر دستے نباید داد دست + حرف درویشان بدزدد مرد دون + تا بخواند
بر غریبے آن فسون + آنکہ صیاد آورد بانگ صفیر + تا فریبد مرغ را آن مرغ گیر +
یہ ترجمہ فارسی شرح مشکوۃ کا ہے اور مشکوۃ کی کتاب العلم مین ہے عن
علی رض قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوشك ان یاتی علی
الناس زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمه ولا یبقی من القرآن
الا رسمه مساجدهم عامرة هي خراب من الهدى علماءهم شر من
تحت ادیم السماء من عندهم یخرج الفتنة وفیهم تعود رواه
البیهقی یعنی قریب ہے کہ آویگا آدمیون پر ایک زمانہ کہ باقی نہین رہیگا
اسلام سے مگر نام اوسکا اور باقی نہین رہیگا قرآن سے مگر لفظ اور خط اوسکا

لسا بین من بذنب بین
بکون ذا وجهین و
علی طالب العلم ان لا
تصانیفه من الواجر
بن ابی اللیث فی بعض
قال الشیخ ابو عبد الرحمن
کتاب اصول الدین
جواهر الفتاوی من
فی مسائل التقلید

هؤلاء فلو اکل من لحم نفسه
خیر له من ان یاکل بدینه
کما قال الحسن البصری رح
یبیع اقوام دینهم بثمن خسیس
فبئس والله ما تجروا اشتروا
الدنیا الفانیة بالاخرة الباقیة اعاذنا الله

مسجدین اونکی ظاہرمین آباد ہونگی لیکن ویران ہونگی ہدایت سے عالم سب اونکے
بدتر ہونگے اون سے جو آسمان کے نیچے ہین فتنہ دین کا اونسے نکلیگا اور پھر
اونہین کی طرف پھریگا اور مشکوٰۃ فارسی کی چوتھی جلد باب اشراط الساعۃ
کی ۴۰۳ صفحہ مین ہے وعن ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اذا اتخذ الفیء دولا والامانۃ مغنما والزکوٰۃ مغرما
وتعلم لغیر الدین واطاع الرجل امراتہ وعق امہ وادنی
صدیقہ واقصی اباہ وظہرت الاصوات فی المساجد و
ساد القبیلۃ فاسقہم وکان زعیم القوم ارذلہم واکرم
الرجل مخافۃ شرہ وظہرت القینات والمعازف وشربت
الخمور ولعن اٰخر ھٰذہ الامۃ اولہا فارتقبوا عند ذلک ریحا
حمرآء وزلزلۃ وخسفا ومسخا وقذفا وایات تتابع کنظام
قطع سلکہ فتتابع رواہ الترمذی روایت ہے ابوہریرہ رض سے
کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب ٹھیرالیوین لوٹ کے مال کو دولت
یعنی دولت مند اور منصب والے لوگ لوٹ کے مال کو کہ شرع کے حکم سے تمام
غازیون کا حق اوسمین متعلق ہے اپنے قابو مین لیکر آپسمین حصہ کرلیوین
اورغریب اور مستحق کو اوس سے محروم رکھین اور سمجھا جاوے امانت کو غنیمت
یعنی جو چیز امانت رکھی جاوے کسی کے پاس اوسمین خیانت کرین اور اوسکو
بجاے لوٹ کے مال کے جو کافرون سے ہاتھ لگتا ہے اپنا حق سمجھین اور سمجھا
جاوے زکوٰۃ کو ڈانڑ یعنی زکوٰۃ کے دینے سے لوگون پر اسقدر سختی گذرے
گویا ظلم سے اور ڈانڑ باندھ سے اونکے پاس سے مال لیا جاتا ہے اور سیکھا

اللہ تعالی منہم امین انتہی
ساتوان سوال کیا جاتا
ہے یا نہین ملانا جائز ہوتا ہے
کہ [illegible] کبھی عمل کرے
[illegible]
امام ابوحنیفہ کے مذہب پر
اور کبھی امام شافعی کے
اور کبھی امام مالک کے
اور کبھی امام احمد حنبل کے

نہ جاوے علم دین کے واسطے اور شریعت کے حکمون کے پھیلانے کے اور اللہ تعالیٰ
کی جناب مین نزدیکی حاصل کرنیکے لئے بلکہ دنیا سمیٹنے کو اور عزت اور نام بڑھانیکو
اور دنیا کے سردارون سے ملاپ کرنیکو اور تابعداری کرے مرد اپنی عورت کی ایسی
بات مین جس مین دین کی مصلحت نہو اور نہ اللہ تعالےٰ کے فرمودہ کے موافق اور
دکھ دیوے آدمی بے وجہ شرعی کے اپنی مان کو اور ملاپ رکھے اپنے آشنا سے اور
کنارہ پکڑے اپنے باپ سے اور ظاہر ہووین آوازین اور بیہودہ باتین مسجدونمین
جیسا اس زمانے مین رائج ہوا ہے اور سردار بنے اپنے گروہ کا وہ شخص جو اونمین
بدکار ہو اور کارباری اور معتمد بنے اپنی قوم کا کہ لوگ سب اپنے کامون مین اسکی
طرف حاجت لیجاوین جو اونمین کمینہ ہو اور بزرگی اور تعظیم کیجاوے کسی آدمی
کی اوسکی برائی کے ڈر سے مثلاً ایک ظالم بدکار حکومت پاوے اور غالب ہو جاوے پھر
لوگ لاچار ہو کر اوس کے ڈر سے تعظیم کرین اور اوسکی تابعداری بجا لاوین اور
علانیہ پڑی پھرین لوگون مین گانے والی عورتین اور اونکین بلجاوین اور ظاہر
ہون بجانے کی چیزین جیسے ڈھولک طنبور ستار وغیرہ اور پی جاوے شراب اور نشہ
کی چیزین اور لعنت کرین اوس امت کے پچھلے لوگ اگلون پر یعنی پچھلے اگلون پر
طعن کرین اور اونکو بد کہین اور کلمہ حقارت کا کہین اور اوسکی پیروی سے
انکار کرین اور اونکی تقلید کو برا جانین اور اوسکو عار سمجھین جب ایسا کیا تو گویا
اون پر لعنت بھیجی جیسا نئے مذہب والے امامون کو اور رافضی لوگ اصحاب رسول اللہ صلعم
اور اونکے بعد کے لوگون پر لعنت کرتے ہین اور اونکو برا جانتے ہین سو منتظر رہو تم
جب یہ باتین ظاہر ہون سرخ ہوا کی اور زمین مین زلزلہ ہونیکی اور اوس کے
دھنس جانیکی اور آدمیون کی صورت بدل جانیکی دوسری بری صورت سے

عــہ یعنی جو چیز کہ اجماع مرکب سے منع ہے اوسکو عمل مین لاتے ہین مثلاً ایک چیز ایک مذہب کے موافق برتی اور دوسری کے مذہب کے مخالف ہے

اور پتھر گرنے کی آسمان سے اور قیامت کی علامتوں کی کہ ایک پر ایک ظاہر
ہونگی جس طرح جواہر کا ہار جو گوندھا ہوا ہی اور پھر ٹوٹ گیا اور جواہر اوس کے
گرنے لگے ایک کے بعد ایک روایت کیا اسکو ترمذی نے **سولھوان سوال**
اگر کوئی شخص مسائل شرعیہ مین حنفیون کے ساتھ جدال کرے مثلاً وہ روایت فقہ
کے رد مین کوئی حدیث لاوے تب اوسکے جواب مین کہا جاوے کہ وہ حدیث
ضعیف ہے فلانے محدث نے اوسکو ضعیف کہا ہی تو کہے کہ پیغمبر خدا کا قول
بھی کہین ضعیف ہوتا ہے پھر جب اوسکے جواب مین کہا جاوے کہ حدیث ضعیف
اوسکو کہتے ہین کہ جس کے راوی مین کچھ خلل ہو اور اگر یقین ہو کہ یہ کلام فی الحقیقت
پیغمبر خدا علیہ السلام کا ہی تو پھر ضعیف ہونا اوسکا محال ہے نعوذ باللہ من ذلک
تو پھر وہ کبھی چپ رہے کبھی اس بات کو چھوڑ کر دوسرا مسئلہ ذکر کرے کبھی
اور کچھ بات درمیان مین لاکر شور و غل مچاوے کبھی اوس محدث پر طعن و
تشنیع کرے اور اسی طرح سے جب فقہ کی روایت سے کہا جاوے کہ آمین
شور سے کہنا اور رفع یدین کرنا رکوع کے ارادہ کے وقت مثلاً مکروہ ہی تب کہے کہ
پیغمبر خدا کا فعل بھی مکروہ ہوتا ہی اگر وہ مکروہ ہے تو پیغمبر خدا نے بھی مکروہ کام
کیا تھا تو ہم پھر کیا چیز ہین پھر جب اوسکے جواب مین کہا جاوے کہ یہ مکروہ ہمارے
حق مین ہی اسواسطے کہ آمین آہستہ کہنا سنت موکدہ ہی تو پھر شور کے کہنے مین
وہ سنت موکدہ ترک ہوتی ہی اس لئے ہمارے حق مین مکروہ ہو گیا اور ایسا ہی
ارسال یعنی رکوع کے ارادے کے وقت ہاتھ نیچے کو ڈالنا سنت موکدہ ہی تو پھر
اوپر کو ہاتھ اوٹھانے سے وہ سنت موکدہ چھوٹتی ہی اسواسطے ہمارے حق مین
مکروہ ہوا پھر وہ اس جواب کے سننے کے بعد اوسی طرح کی حرکات کرے اور اوس

اہل سنت و جماعت کو اس بدعت سے محفوظ رکھے
بیان مین سوال کے جواب اہل سنت
سوال ١٦
ما قولہم رحمہم اللہ در صورتے
کہ شخصے حنفی مذہب خود را بمذہب
مالکی یا شافعی یا حنبلی ترجیح دہد
آیا این درست است

کے جواب مین کچھ غور نکرے اوراسی طرح سے جب اوسکو کہا جاوے کہ آمین
شور سے کہنا اور رفع یدین کرنا منسوخ ہے تو کہے کہ اگر منسوخ ہوتا تو
امام شافعیؒ کیون عمل کرتے تب اوسکے جواب مین کہا جاوے کہ منسوخیت
اسکی امام ابو حنیفہؒ کی تحقیق کی روسے ثابت ہی اگر یہ منسوخیت امام شافعیؒ
کو معلوم نہوئی اور حدیث ناسخ اونکو نہ پہونچی تو اوسمین کچھ خلل نہین امام شافعیؒ
کچھ عالم الغیب نہ تھے کہ سب حدیث اور سب احکام شرع کے اون کو معلوم
ہوتے اوراسی کے زعم کے موافق کہا جاوے کہ رفع یدین اگر سنت ہوتا تو کیا
امام اعظمؒ عمل نہ کرتے باوجود اس بات کے کہ زمانہ امام اعظمؒ کا بہت قریب تھا
حضرتؐ کے زمانہ سے اور تحقیق انکی سب سے زیادہ تھی اگر سنت ہوتا تو اونکو معلوم ہوتا
تو پھر جو جواب تمھارا ہی وہی جواب ہمارا ہی پھر اس جواب کے بعد بھی سابق کی
طرح سے واہی تباہی باتین کہے اوراسی طرح سے جب کوئی مسئلہ فقہ کے خلاف لوگون
مین ظاہر کرے تب اوسکو کہا جاوے کہ یہ مسئلہ فقہ کی کتاب کے خلاف ہی تو
کہے کہ فقہ کی کتاب کے مسئلہ پر کیا اعتماد ہی اوسکو تو آدمی نے بنایا ہی اس مسئلہ کو
حدیث مین دکھاؤ تب اوسکو جواب دیا جاوے کہ اس مسئلہ کی دلیل یہ حدیث
فلانی فقہ کی کتاب مین ہی تو کہے کہ فقہ کی حدیث پر کیا اعتماد ہی اسکو تو فقہا نے
لکھا ہی حدیث کی کتاب مین بتلاؤ جسکو محدثون نے جمع کیا ہی پھر جب کہا جاوے
کہ یہ حدیث طحاوی یا طبرانی یا رزین یا مستدرک یا موطا محمد یا مسند امام
ابو حنیفہ مین ہی تب یون کہے کہ ہم ان سب کو نہین مانتے ہین وہ حدیث صحاح
ستہ مین دکھاؤ پھر جب اوسکو بتایا جاوے کہ وہ حدیث ترمذی مین مثلاً ہے
تب کہے کہ وہ حدیث ضعیف ہی اوسکو تو ابوداؤد نے ضعیف کہا ہے پھر

جب اوسکے جواب مین یون کہا جاوے کہ اس حدیث کو مجتہدون نے اور بہت سے فقہانے صحیح غیر منسوخ کہا ہی پھر ایک محدث کا اوسکو ضعیف کہنا اون سب مجتہدون اور فقہا کے مقابل مین کچھ اعتبار نہین رکھتا پھر وہ شخص یہ جواب سنکر بھی سابق کی طرح لایعنی اور بے معنی بکتا ہی تو اب علما سے سوال کیا جاتا ہی کہ یہ جواب کہ اوس شخص کے سوالات مین لکھے گئے ہین صحیح ہین یا نہین اور جو کوئی اس طرح کے سوالات بیجا کرے اور اوسکے یہ جواب جو سابق مین سب مذکور ہوئے نہ سنے اور اپنی جدال اور نزاع سے باز نہ آوے اور اپنی ضد اور ہٹ پر اڑا رہے اور اس حدیث کو جسکو امام اعظم ؒ نے اور ہزارون فقہانے صحیح اور غیر منسوخ کہا ہی نہ مانے اور اونکی تحقیقات پر اعتماد نکرے اور فقہ کی کتابون کو نہ مانے اور فقہا سے محدثین کی جمع کرنے پر اعتماد نکرے بلکہ کلمہ حقارت کا کہے اور اس حدیث قوی کے مقابل مین دوسرے محدث کی کتاب سے کہ جسکا حال اوپر کے صفحے مین مذکور ہوا اختلاف پر دلیل لاوے اور اونکے مقلدون کو اونکی پیروی سے باز رکھے اور بیچاری عوام کو شک مین ڈالے بلکہ مذہب حنفی سے بداعتماد کروادے اور امام اعظم ؒ کی تقلید سے چھوڑوادے اور اس اس طرح کے بے معنی شبہے اور بیجا اعتراض کہ اوپر کے صفحون مین مذکور ہو چکا جاہلون کے سامنے بیان کرے اور اونکو سکھاوے اور جواب اوسکا نہ مانے تو وہ گروہ دین مین جدال اور خصومت ڈالنے والا اور ضال اور خود گمراہ اور لوگون کو گمراہ بنانیوالا ہے یا نہین **جواب** وے سب جوابات کہ اوس شخص کے سوالات مین دیئے گئے ہین سب درست اور راست بے کم وکاست ہین ان سب جوابون کی صحت وحقیت مین کچھ شک اور شبہ نہین ہی اور ایسا شخص جس کا احوال سوال مین مذکور ہوا ظاہر حال اور قال سے اوسکے اور اللہ تعالیٰ اعلم ہے

حقیقت حال سے اوسکے بیشک اہل خصومت اور جدال اور ضلال اور خود گمراہ ہو
اور لوگون کو گمراہ بنانیوالا اور حدیثون سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ وہ شخص جدالی
مثل مشرکین کے اہل جدال سے ہو اور آیہ شریفہ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا
بَلْ هُمْ خَصِمُوْنَ کے مورد کی جنس مین داخل ہی جیسا کہ شرح مشکوٰۃ کی
اوّل جلد باب الاعتصام ۱۱۸ صفحہ مین لکھا ہی وعن ابی امامۃ رض قال
قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ما ضل قوم بعد ھدی کانوا علیہ
الا اوتوا الجدل ثم قرأ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ھٰذہ الاٰیۃ
مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ رواہ احمد والترمذی
وابن ماجہ روایت ہے ابو امامہ رض سے کہا فرمایا رسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم
نے گمراہ نہ ہوئی قوم بعد راہ پانے کے کہ جسپر وہ تھے مگر جب کہ دی گئی
اون کو جدل اور جدل کے معنی دشمنی اور لڑائی اور جھگڑا اور پیچھ اپنے
طریق کی جس سے مشہور اور جاری کرین جھوٹے مذہب کو اور گرا دین سچی
بنیاد کو پھر پڑھی حضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے آیت مَا ضَرَبُوْهُ آخر تک
اس آیت کے نازل ہونے کا یہ سبب ہے کہ جب فرمایا اللّٰہ تعالیٰ نے اِنَّكُمْ
وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ مقرر تم اور سوائے اللّٰہ کے
جس چیز کو تم پوجتے ہو سب لکڑی ہین جہنم کی۔ شرک کرنے والے خوش ہوے
اور دھوم مچائی اور کہنے لگے کہ ہمارے بت کچھ عیسیٰ عم سے بہتر نہین ہین اور
عیسیٰ عم جو معبود نصاریٰ کے ہین اگر اس آیت کے حکم سے دوزخ مین جاوینگے
توہم راضی ہین کہ ہمارے معبود بھی اُن کے ساتھ رہین اس مقام مین فرمایا
ہی کہ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ یعنی یہ بحث

جو کافرون نے تیرے ساتھ کی ہی نہین کی اونہون نے مگر جھگڑے اور ضد اور شرارت
کی روسے کیونکہ لفظ ما تعبدون کا عیسی ع کو شامل نہین ہوسکتا اسلئے کہ کلمہ
ما کا عقل والون کے لئے نہین ہی چیز کے معنی مین مقرر ہے جسکے معنی جو چیز
اور کلمہ من کا عقل والون کے لئے مقرر ہے جس کے معنی جو شخص اور
یہ لوگ جانتے ہین کہ عرب کے لغت مین اسی طرح پر آیا ہے باوجود اسکے صرف
ضد اور شرارت سے اور اپنے طریق کی پچ کرکے یون کہتے ہین اور روایت
ہے کہ ابن زبعری نے یہ بحث کی تھی حضرت ؐ نے فرمایا اسکو کہ افسوس ہے
تیری بوجھ پر کیا اچھا نادان ہے تو اپنی قوم کی زبان سے **ستر ھوان**
سوال اگر کوئی حدیث کہ جسپر عمل حضرت امام اعظم رح کا ہو اور اونکے بعد
ہزارون محدثین اور فقہا اور علمانے اوس حدیث کو صحیح غیر منسوخ کہا ہو اور
اوسی کے موافق عمل کرتے چلے آئے ہون اور فقہ کی کتاب مین بھی مندرج
ہو پھر اوسی حدیث کو اور کسی محدث نے جو امام کا مقلد نہ ہو ضعیف کہا ہو
یا دوسری حدیث اوس کے خلاف کسی حدیث کی کتاب مین ملے تو اوس
حدیث مین کچھ شبہ یا خلل ہوگا یا نہین اور اس حدیث کے عمل کرنے مین
کچھ نقصان ہے یا نہین **الجواب** اس بات کا جواب موقوف ہی اس
بات کے جاننے پر کہ پہلے درمیان مجتہد اور فقیہ اور محدث کے فرق جانے
اور وہ فرق یہ ہے کہ مجتہد کا مرتبہ بلکہ فقیہ کا رتبہ زیادہ ہے اس سے جو
صرف محدث ہے اسواسطے کہ مجتہد وہ شخص ہی جو سب آیات احکامی کو
اور اوس کے معانی اور تفاسیر اور تاویلات اور شان نزولات اور تمام
اقسام اوسکے جیسا اصول کی کتابون مین مفصل لکھا ہی خوب یاد رکھتا

ہو اور سب احادیث احکامی اور اسکی سند کو اور سب راویوں کے احوال کو
اور معانی اور مرادات اور تاویلات کو اچھی طرح تحقیقات کیا ہو جیسا کہ
جواب مین سوال عمل بالحدیث کے بطور مثال کے چند امور مذکور ہونگے اور سب اقسام
احادیث احکامی کے جیسا کہ شروح مین کتب احادیث کے مذکور ہے ہر حدیث
کو مفصلاً جانتا ہو اور اوسے یاد ہو اور سب احکام اجماعی کو بھی یاد رکھتا ہو
اور قوت تمام اور استعداد کمال قیاسی کے نکالنے کی بھی رکھتا ہو اور فقیہ اوسکو
کہتے ہین کہ احکام شرعی عملی کو اونکی دلیل کے ساتھ جانتا ہو یعنی ہر مسئلہ کو
اوس کی دلیل سے قرآن شریف یا حدیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم یا اجماع
یا قیاس سے جانتا ہو اور ہر ایک دلیل کے معنی اور مراد او رتاویل کو خوب
تحقیق کیا ہو اور محدث وہ شخص ہے کہ صرف احادیث کی عبارت کو
جیسا سنا جمع کیا ہو معنی اور مراد اور محل اور تاویل اوسکی جانتا ہو یا نہین اور
احکام عملی کو دلیلون سے جانے یا نجانے جیسا کہ بہت سے محدثون کا یہی حال
تھا پھر جب کسی مجتہد اور فقیہ نے جس کو صحیح کہا ہو تو اور کسی محدث کا
اوسکو ضعیف کہنا کچھ معتبر نہین ہے خصوصاً جیسے مجتہد امام اعظم رح جنکا زمانہ
حضرت پیغمبر خدا علیہ السلام کے زمانہ سے بہت نزدیک تھا اور وہ تابعین
مین سے تھے بہت سی حدیثین اونہون نے صحابی سے سنی تھین اور بہت سے
تابعین سے جیسا کہ درمختار کے خطبے مین ہے سو اونہون نے جس حدیث کو
صحیح غیر منسوخ کہا ہے اور بعد اونکے ہزارون فقیہون نے بھی جو اس حدیث کو تحقیق
کیا تو جیسا امام اعظم رح نے فرمایا تھا ویسا ہی پایا تب اونہون نے بھی اپنی کتابون مین
درج کیا اور فقہ کے مسئلہ پر اوس حدیث کی دلیل لائے تو اب اس حدیث

کی صحیح غیر منسوخ ہونے مین کسی طرح کا شک شبہ نہین رہا پھر انکے بعد کوئی ایسی محدث جو امام سے بہت پیچھے تھے اور درمیان اونکے اور حضرت پیغمبر خدا علیہ السلام کے آٹھ آٹھ دس دس واسطے راویون کے بلکہ زیادہ گذرے اور اونکا مرتبہ اجتہاد کا جیسا کہ امام اعظم رحمہ کا تھا بلکہ قریب بھی نہ تھا بلکہ اونکو فقاہت مین بھی ایسا کمال نہ تھا جیسا کہ فقہاے حنفی کو علم فقہ مین تبحر تھا اگر اونہون نے اپنے مذہب کے رعایت کی راہ سے یا تعصب کی روسے یا اپنی تحقیقات کے لحاظ سے یعنی جن راویون کے وسیلے سے اونکو وہ حدیث پہنچی وہ لوگ اونکے نزدیک معتبر نہ تھے اگر اس حدیث کو ضعیف کہا تو ایسے شخص کا ضعیف کہنا امام اعظم رح اور ہزارون فقہا کے صحیح کہنے کے مقابل مین اون کے مقلد کے حق مین بلکہ ہر منصف کے نزدیک ہرگز قابل اعتماد کے اور لایق اعتبار کے نہین ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ جو حدیث فقہ کی معتبر کتاب مین ہے عمل کے باب مین زیادہ معتبر ہے اوس حدیث سے کہ کتاب حدیث مین ہے اسواسطے کہ فقہا نے التزام کیا ہے کہ جو حدیث صحیح اور غیر منسوخ ہے فقط اوسکو فقہ کی کتاب مین درج کرکے ہر مسئلہ پر دلیل لائے ہین اور جو حدیث ضعیف ہے اوسکو اکثر تصریح کر دیا ہے کہ فلانی حدیث ضعیف ہے اور اگر کوئی حدیث ماؤل ہے تو اوسکی تاویل کو دلیل کے ساتھ بیان کیا ہے اور اگر منسوخ ہے تو اوسکی منسوخیت کی وجہ کو لکھا ہے برخلاف محدثون کے کہ اُنہون نے صرف اسی بات کا التزام کیا ہے کہ جو حدیث کسی معتبر سے سُنا اوسکو اپنی کتاب مین جمع کیا پھر وہ اور کسی طرح سے ضعیف ہو یا ماؤل ہو یا منسوخ ہو یا نہو جیسا کہ چھہ کتابین حدیث کی کہ صحاح ستہ کرکے مشہور ہین اون مین ان تینون قسم کی حدیثین بھری ہوئی ہین چنانچہ شیخ عبدالحق دہلوی نے شرح مشکوٰۃ فارسی کے مقدمہ مین لکھ دیا ہے جس کا خلاصہ

یہ ہے اور امام ہمام نے فتح القدیر مین پکار کر بسم اللہ پڑھنے کے مسئلہ مین لکھا ہی
پھر کوئی ایسی حدیث کہ جسپر امام اعظم مجتہد مقدم کا اور بہت سے مجتہدون اور محدثون
اور فقہا اور فضلا کا عمل ہو اور اون سبھون نے بالاتفاق اوسکو صحیح غیر
منسوخ لکھا ہو اور فقہ کی کتاب مین بھی وہ مندرج ہو اگر اور کوئی محدث اوسکو
ضعیف کہے یا دوسری حدیث اس کے مخالف کسی حدیث کی کتاب مین ملے
تو حنفی کے حق مین بلکہ ہر مصنف کے نزدیک اوس حدیث سابق مین کچھ
خلل واقع نہوگا اور اوسکے موافق عمل کرنے مین ہرگز نقصان نہین اٹھاوینگے
سوال اگر کوئی اصلا رعایت مذہب حنفی کی نکرے مثلاً لہو یا پیپ کسی پھوڑے
سے نکلنے مین جو ابو حنیفہ رح کے مذہب مین ناقض وضو ہی وضو نکرے یا کہ کسی مذہب
کی رعایت نکرے مثلاً ذکر کے چھونے سے بھی جو شافعی رح کے مذہب مین ناقض وضو
ہی وضو نکرے بلکہ اگر ایک وقت مین یہ دونون واقع ہون ہرگز وضو نہ کرے
حاصل یہ ہی کہ جو مذہب حنفی مین نماز کا مبطل ہو اوسکو کبھی کرے اور جو فرض
ہو اوسکو کبھی نکرے اور علماء حنفی سے بغض اور عداوت رکھے اور جو کوئی
ابو حنیفہ کا مقلد ہو اوس سے نفرت رکھے سو ایسی کے پیچھے نماز مین اقتدا
جائز ہی یا نہین **جواب** ایسے کے پیچھے ہرگز نماز درست نہین ہے درمختار
فقہ کی کتاب جو بہت معتبر ہی اور حرمین شریفین مین اوسکا درس ہوتا ہی اور
وہان کے علماء کا اوسپر بہت اعتماد اور عمل ہی اوسمین لکھا ہے ومخالف
کالشافعی ان یتقن المراعاۃ لم یکرہ او علمہا لم یصح وان
شک کرہ یعنی جو کوئی حنفی مذہب کا مخالف ہو مثلاً شافعی ہی تو اوسکو تین
حکم ہین اگر یقین ہو کہ وہ حنفی مذہب کی رعایت کرتا ہی یعنی مثلاً جو چیز

که حنفی مذہب مین اوسکے ساتھ نماز جائز نہین ہے اوس سے وہ شخص احتراز کرتا ہے
تو اوسکے پیچھے نماز مکروہ نہین جیسا کہ مکہ معظمہ مین امام شافعی المذہب کی رعایت
کرتے ہین اور اگر معلوم ہو کہ وہ رعایت نہین کرتا تو اوسکی اقتدا درست نہین
اور اگر اوسکے حال مین شک ہو یعنی ایسے شخص کا حال معلوم نہو کہ رعایت کرتا ہے یا نہین
تو ایسے کے پیچھے نماز مکروہ ہے پھر جب معلوم ہوا کہ جو شافعی مذہب کہ ہمارے مذہب
کی رعایت نکرے اوسکی اقتدا درست نہین تو جو شخص کہ کسی مذہب کی رعایت
نکرے تو بے شبہ اوسکی اقتدا کسی طرح سے ہرگز درست نہووے گی اور فتاوی عالمگیری
مین کہ تمام علما ہندوستان کے نزدیک وہ بہت معتمد اور معتبر ہے لکھا ہے اما الاقتداء
بالشافعی قالوا لا باس به اذا لم یکن متعصبا اور جامع الرموز مین ہے
لا باس به اذا لم یتعصب ای لم یبغض للحنفی یعنی شافعی المذہب کے
پیچھے اقتدا مضائقہ نہین اگر متعصب نہو یعنی حنفی لوگون سے بغض نرکھتا ہو پھر
جبکہ کوئی شخص شافعی المذہب کہ حنفی سے بغض رکھتا ہو تو اوسکی اقتدا درست
نہین ہے تو پھر ایسا شخص کہ علماء حنفی سے بغض اور نفرت رکھے ہرگز اوسکی اقتدا
درست نہین ہے بلکہ نماز باطل ہے اور بحر الرائق مین ہے واما الصلوٰۃ
خلف الشافعیة فمحاصل مافی المجتبیٰ انه اذا کان مراعیا للشرائط
والارکان عندنا فالاقتداء صحیح والا فلا یصح ولا خصوصیة
للشافعیه بل الصلوٰۃ خلف کل مخالف للمذهب کذلک جو کوئی
شخص شافعی المذہب اگر رعایت کرتا ہو اون سب شرطون اور رکنون کی
جو ہمارے مذہب مین ہے تو اوسکی اقتدا صحیح ہے اور اگر رعایت نکرتا ہو
تو اوس کی اقتدا صحیح نہین ہے اور یہ حکم شافعیہ کے حق مین

جواب کے بیان مین جو باب اوس سوال کے لازم ہے دولم ۱ رافضیون کے ترک کی موافقت نہین سوا ایسے خارجیون اور اور باقی تو کوئی خالص محمدی ہے

مفتی صدر الدین نے ایسی ترجیح دادن مذہب خود را مذاہب ائمہ ثلثہ شرعا درست و صحیح است و کسیکہ مذہب یکے از ائمہ اربعہ را اختیار کند آنکس متبع سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شخص عامی بلکہ عالم را تا کہ بمرتبہ اجتہاد نرسید

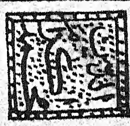
مانند تقلید یکے از مجتہدان است واجب است بالفعل مذاہب چہار امامہ از مجتہدان است مشہور و متواتر و مقبول و مدون و منقول است تقلید یکے را از ان چہار اختیار باید کرد و منکر مذاہب اربعہ بدعت حقیقت

مسترشدگان تقلید ضال و مضل اند وهم ضلوا و اضلوا عن سواء السبیل کتبه العبد المسکین

ترجمہ مفتی مذہب

خاص نہین ہی بلکہ اسی طرح سے جو شخص کہ حنفی مذہب کا مخالف ہو اوسکی اقتدا کا
یہی حکم ہے اور مولانا عبد العزیز مرحوم نے راہ نجات کے ۱۴۱ صفحہ مین لکھا ہی کہ جس
شخص کے مذہب مین خلل ہو اوسکے پیچھے نماز جائز نہین **اُنیسوان سوال**
سواے صحاح ستہ کے اور کتابین حدیث کی مثل رزین اور طحاوی اور مسند امام
ابو حنیفہ رح اور موطاے امام محمد اور مستدرک حاکم اور بیہقی اور طبرانی وغیرہ علماے
سنت وجماعت اور محدثین کے نزدیک معتبر ہین یا نہین اور صحاح ستہ مین
حدیثین ضعیف اور معلول بھی ہین یا نہین **جواب** اولاً جاننا چاہیے کہ حضرت
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے لکھنے اور جمع کرنیکو فرمایا تھا پھر بہت سے
اصحاب نے اپنی سمجھ اور یاد کے موافق قرآن شریف کو جمع کیا تھا لیکن ترتیب اور
تقدیم وتاخیر مین اختلاف تھا پھر بعد حضرت صلعم کے سب اصحابون نے اتفاق کرکے
ایک طور پر مقرر کیا اس سبب سے کلام الٰہی ایک جگہہ جمع ہوا اور اوسمین اختلاف نہ پڑا
بخلاف احادیث کے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ لوگون کو جمع کرنے کو
حکم فرمایا اور نہ صحابہ نے ملکر جمع کیا بلکہ بعد اونکے بہت پیچھے لوگون نے کہ بعض
اون کے فاضل تھے اور بعضے صرف لکھنے جانتے تھے الگ الگ اونہون نے
اپنی یاد کے موافق اور جس نے جسقدر لوگون سے سنا ایک جگہہ جمع کرکے ایک
کتاب بنائی سو اس لئے احادیث مین بہت اختلاف واقع ہوا اور سب
احادیث ایک جگہہ مین جمع نہوئین اور اسی جہت سے صحاح ستہ جو حدیث کی
چھ کتابین لوگون مین مشہور ہین اون کے آپس مین بھی بہت اختلاف ہے
اور اون مین سب قول اور فعل حضرت صلعم کے جمع نہین ہین بلکہ ان چھ کتابون
کے سوا بہت سے کتابین حدیث کی ہین اور جیسی وہ چھ کتابین معتبر ہین ویسی

وہ بھی معتبر ہین جیسی مسند امام ابو حنیفہ رح اور موطا امام محمد رح اور حجت امام محمد رح اور
آثار امام محمد رح اور رزین اور طحاوی اور طبرانی وغیرہ اور اسقدر جاننا بہت ضرور
ہی کہ یہ چھ کتابین جنہین صحاح ستہ کہتے ہین اونمین سب حدیثین صحیح نہین
ہین بلکہ انمین حدیثین ضعیف اور معلول بھی ہین جیسا کہ شیخ عبد الحق محدث
دہلوی نے شرح مشکوٰۃ فارسی کے مقدمہ مین لکھا ہی اور امام ابن ہمام نے فتح القدیر
مین پکار کر بسم اللہ پڑھنے کے مسئلہ مین لکھ دیا ہی اور عبارت فتح القدیر کی
یہ ہی لیس حدیث صریح فی جہر التسمیۃ الا وفی اسنادہ مقال عند
اہل الحدیث ولہذا اعرض عنہ ارباب المسانید المشہورۃ فلم یخرجوا
شیئا منہا مع اشتمال کتبہم علی احادیث ضعیفۃ **بیسوان سوال**
حدیث مین آیا ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ میری امت مین تہتر
فرقے ہونگے اونمین سے بہتر ناری اور ایک ناجی اس سے معلوم ہوا کہ ہر فرقہ
محمدی کہلاویگا اور کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ صلعم کو اپنی دلیل ٹھیراویگا
سوا اب اوسکی کیا وجہ ہے کہ ایک فرقہ ناجی اور باقی سب ناری باوجودیکہ ہر ایک
اپنی دانست مین کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ صلعم کے موافق عمل کرنے کا دعویٰ
رکھتا ہی **جواب** پہلے جاننا چاہیے کہ ایک فرقہ اہل سنت کا اور بہتر فرقے اون کے
سوا سب قرآن اور حدیث سے دلیل لاتے ہین اور اپنے خیال مین اوسی پر عمل کرتے
ہین باوجود اس بات کے ایک گروہ اسمین سے سنت وجماعت کا ناجی اور باقی
بہتر جہنمی اسکا سبب یہی ہی کہ اہل سنت وجماعت کا طریق یہ ہے کہ جو بات
ظاہر حدیث سے ثابت ہوئی اوسپر عمل واجب جانتے ہین اگرچہ اوس کی حقیقت
یا کنہ عقل مین نہ آوے بلکہ اگر اونکی عقل یا خواہش نفسانی برخلاف اوسکے



حکم کرے تو بھی عقل اور خواہش کی پیروی نہین کرتی سنت کا اتباع اپنے اوپر لازم اور واجب جانتے ہین اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی امت جس بات پر اتفاق کرین اوسکو بجان و دل قبول کرتے ہین اگرچہ اجماع اونکا کسی کی عقل یا خواہش کے برخلاف ہو یا اوسکا دل اوس سے ناخوش ہو برخلاف اور گروہون کے جیسے رافضی خارجی معتزلہ کہ انکا یہ طریقہ ہے کہ جو قرآن و حدیث مین آیا ہے اگر اونکی عقل کے موافق اور خواہش کے مطابق ہو تو جلدی سے اوسکو قبول کر لیتے ہین اور اگر مخالف ہوا تو قرآن و حدیث کی تاویل کرتے ہین ہرگز نہ اوسپر اعتقاد کرتے نہ عمل مین لاتے بلکہ اپنی عقل ناقص اور نادانی اور خواہش نفسانی کی پیروی کرکے جس بات کو اونکی عقل قبول اور خواہش اونکی پسند کرے اوسی پر اعتقاد اور عمل رکھتے ہین اور اوسپر قرآن یا حدیث سے تاویل کرنے ہو یا کسی حیلہ اور فریب سے ہو دلیل لاتے ہین اور اسی طرح اوسی اجماع کو مانتے ہین جو اونکی عقل اور خواہش کے موافق ہو اور جو برخلاف ہو تو اوس کی تاویل کرتے ہین اور کبھی اہل اجماع پر طعن و تشنیع کرتے ہین اور خلاف پر اوس کے دلیلین ضعیف ہون یا قوی ظاہر ہون یا تاویل سے ہون گذرانتے ہین اسی واسطے اہل سنت و جماعت اون لوگون کو اہل ہوا کہتے ہین یعنی خواہش نفسانی کی پیروی کرنے والے چنانچہ رافضیون نے نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ آیہ قرآن کے معنون مین خواہش نفسانی کو دخل دیکر شیطان کے بہکانے سے سیاق و سباق کلام اللہ پر لحاظ نہ کرکے اندھے بنکے حکم کیا کہ عورت کی دُبر مین بھی دخول کرنا جائز ہے اور معتزلہ عذاب قبر کی حقیقت سے جو اونکی عقل مین نہ آئی باوجودیکہ احادیث صریح اور صحیح اوسمین وارد ہین منکر ہو گئے

اہل سنت وجماعت اسپر ایمان لاکر قائل ہوے اور اوسکی کیفیت کو علم الٰہی پر
چھوڑا کہ عقل آدمی کی اوس کے دریافت سے عاجز ہے اور قوم رافضی حضرت
ابوبکرؓ کو خلیفہ برحق نہین جانتے ہین باوجود اسکے کہ تمام صحابی کا اونکی خلافت پر
اجماع تھا لیکن چونکہ اونکی خواہش کے مطابق نہ تھا اس اجماع کو نہین مانتے
ہین اور حضرت صدیقؓ کو اور جو اوس اجماع کے بانی اور مددگار تھے اون کو
برا جانتے ہین اور بد کہتے ہین الغرض سواے اہل سنت وجماعت کے کہ فرقہ اہل حق
یہی ہے اور فرقون نے شرع کے احکام مین اپنی عقل اور خواہش کو دخل دیا
اسواسطے وہ جہنمی ہوے نعوذ باللہ منہا اور سنی لوگون نے سنت اور جماعت کی
پیروی کی اس لئے وہ جنتی ہوے اللّٰھم ثبتنا معھم فی الدنیا والاخرۃ

اکیسوان سوال اس زمانہ مین اگر کسی گروہ کا حال بعینہ ان لوگون کا سا
ہووے یعنی اپنی عقل اور اپنی سمجھ اور اپنی خواہش کو مسائل شرعیہ مین دخل
دیوین اور مجتہدین سلف کی تقلید اور پیروی نکرین اور علماء کے اجماع کو
بلکہ تمام اہل اسلام کے اتفاق کو نہ مانین اور اوسکو حق نہ سمجھین اور سواد اعظم
یعنی بڑی جماعت کی تبعیت نکرین بلکہ اپنی راے پر چلین اور اوس کو رواج
دیوین اور جو حدیث کہ اونکی خواہش کے موافق ہو اوسپر تو عمل کرین اور جو
برخلاف ہو اوسکو نہ مانین یا اوس کی تاویل کرین مثلاً جب وہ قوم کہین کہ
عمل ہمارا قرآن اور حدیث پر ہے تب اونسے کہا جاوے کہ بہت سی حدیثون مین
صاف آیا ہے کہ مسلمانون کے اجماع کی پیروی کرو اور خلاف اوس کے ہرگز
عمل مین نہ لاؤ بلکہ یون بھی آیا ہے کہ جس بات پر اکثر مسلمان اور بڑی
جماعت ہون اوسی کو لازم پکڑو جو اوس کے خلاف کریگا جہنم مین پڑیگا

خلف اور سلف سے ذکر
کرنے مین اشارہ اس بات کا
اکابر سلف ہمارے شیخ
عبد الحق محدث دہلوی اور
اور ملا ... ہمارے
حنفی نظام الدین اور علما
خواجہ احمد حنفی اور شاہ
عبد العزیز اور مولوی رفیع الدین
اور شاہ عبد القادر اور اون
انکے سب مقلد گزرے ہین
کوئی انہین سے لامذہب نہ تھا
سو وہم ان جاہلون کا محض
بیجا ہے اور سلف اور خلف کا
ذکر اس سے بھی کیا کہ ایک شخص
شیخ عبد الحق محدث کی اولاد مین
کا بھی ان جاہلون مین مل گیا

ہے اوسکی سمجھ کے لئے اون
نقلون کو دکھایا کہ اگر وہ اپنا ہی
اپنے تو علما اور اولیا کے ساتھ
ہے ہر تقلید کی راہ اختیار کرے
اور اگر آپ ہی سمجھ تو اپنے خلف
اور سلف کا طریق پسند کرے
اور جو دونون نہین تو جانے

باب سوالات عبد الخالق کے
عدم شیطان کیا جو پوچھا
جواب بیان مین جو تنبیہ
سفتیون کے جواب کے مطابق جواب
دیا ہے وہ یہ ہے کہ ھذا الجواب
صحیح حق لما فی الکتب
المعتبرۃ منہا فی شرح عین

فلو التزم احد مذهبا كابي حنيفة والشافعي رحمهما الله فليلزمه الاستمرار عليه ام له ان يقلد غيره في مسئلة من المسائل هكذا في الكامل المختار وقال الشيخ العالم المحدث الفقيه عبد الرؤف المناوي في فيض القدير شرح الجامع الصغير يجب علينا اعتقاد ان الائمة الاربعة ولا يجوز تقليد الصحابة وكذا التابعين كما قاله امام الحرمين من كل من لم يدون مذهبه فيمتنع تقليد غير الاربعة

جیسا کہ یہ حدیث مشکوۃ شریف کے باب الاعتصام کے ۲۴ صفحہ مین موجود ہے
عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا
یجمع امتی علی ضلالۃ وید اللہ علی الجماعۃ من شذ شذ فی النار
رواہ الترمذی روایت ہے ابن عمرؓ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے بیشک اللہ جمع نہین کرتا میری امت کو گمراہی پر اور اللہ کا ہاتھ ہے
جماعت پر اور جو کوئی جدا ہوا اوس سے جا پڑا وہ جہنم مین وعنہ اتبعوا السواد
الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار رواہ ابن ماجہ اور اونھین ابن عمرؓ
سے روایت ہے پیروی کرو بڑی جماعت کی سو مقرر یون ہے کہ جو جدا ہوا جماعت
سے وہ گر پڑا آگ مین وعن ابی ذرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم من فارق الجماعۃ شبرا فقد خلع ربقۃ الاسلام عن عنقہ رواہ
احمد روایت ہے ابی ذرؓ سے کہ کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ
جس نے جدا کیا جماعت کو ایک بالشت بھر بیشک نکالی اوسنے ڈوری اسلام کی
اپنی گردن سے پھر تمام علما بلکہ تمام امت کا اتفاق اسپر ہے کہ جبکا مرتبہ مجتہد کا نہو
بلکہ اکثر علماؤن نے یون لکھا ہے کہ اس زمانے مین اگرچہ کسی کا مرتبہ اجتہاد کو پہنچے
تو بھی اوس پر لازم ہے کہ ایک طریقہ ان چار مذہبون سے اختیار کرلے ان چار کے
خلاف نکرے اور کوئی نیا مذہب نہ نکالے اور کسی مذہب کی پیروی سوا ان کے نکرے
چنانچہ اگلے سوال مین مسلم الثبوت اور فتویٰ سے علماے حرمین شریفین کے
اور فتویٰ سے مولانا محمد اسحٰق اور مولانا عبد العزیز اور شیخ عبد الحق دہلوی
کے اور اشباہ ونظائر اور نہایۃ المراد وغیرہ کی تحریر سے ظاہر ہوگا سو تم
اوسپر کیون نہین عمل کرتے ہو تب اس کے جواب مین کبھی چپ رہ جاوین

في القضاء والافتاء لان مذاهب الاربعة انتشرت وتحررت وقد نقل الامام الرازي اجماع المحققين على منع العوام من تقليد اعيان الصحابة وغيرهم وهكذا قال الامام المحقق النووي في شرح الاربعين وهكذا قال ابن الهمام في رسالة وقال الحافظ الاجل جلال الدين السيوطي في رسالة ان جهلة من الناس قالوا ان النبي صلى الله عليه وسلم

کبھی اوس حدیث کی تاویل کرین کبھی اجماع پر طعن کرین اور کہین کہ بہت سے
مسلمان تو تعزیہ داری اور شرک اور بدعت بھی کرتے ہین تو کیا یہ سب بھی درست ہوجاویگا
نعوذ باللہ منہم کہان افعال جُہلا اور اہل بدعت اور اہل شرک اور کہان اجماع علماءُ
الغرض علماء کے اجماع کو ایسے ایسے افعال مشرکین اور جہال کے ساتھ تشبیہ دیکر بیچارے
عوام کو علماء کے اجماع سے بد اعتقاد اور بدگمان کراوین اور کبھی اوس حدیث کو
ضعیف کہین اور کبھی حدیث کے معنی اور کچھ اپنے دل سے ٹھیراکر عوام کو بہکاوین
دوسری مثال یہ ہے کہ جب اونکو کہا جاوے کہ حدیث مین آیا ہے کہ جو مسلمانون
مین فتنہ اور فساد ڈالے اور اون کی جماعت مین تفرقہ کراوے تو اوسکو قتل کرو
وہ بہت برا شخص ہے جیسا کہ اس مضمون کی حدیث اگلے سوالات کے جواب مین
مذکور ہوئی سو تم مسلمانون کے گروہ مین فساد اور تفرقہ کیون ڈالتے ہو اور اللہ
تعالی نے تو منافقون کے حال مین یون فرمایا ہے وَاِذَا قِیلَ لَھُم لَا تُفسِدُوا
فِی الاَرضِ یعنی جب اونکو کہا جاتا ہے لوگون مین فساد نہ ڈالو یہ بہت برا کام ہے
تو اوسکے جواب مین یون تقریر ظاہر کرتی ہین کہ ہم تو کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ
کے موافق چلتے ہین اور دوسرون کو چلاتے ہین اور کہین کہ ہم تو سنوارتے
ہین اور منافقون کی طرح اس آیت کے مضمون کو بیان کرتے ہین قَالُوا اِنَّمَا
نَحنُ مُصلِحُونَ تو اس گروہ کے یون کلام کرنے سے صاف ظاہر ہوا کہ امامون
کو اور اونکے مقلدون کو خصوصاً مقلدون کو امام اعظمؒ کے سمجھتے ہین کہ وہ
لوگ کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برخلاف عمل کرتے
ہین سو یہ جھوٹے ہین اَلَا اِنَّھُم ھُمُ المُفسِدُونَ وَلٰکِن لَّا یَشعُرُونَ
یعنی مقرر وہی فساد ڈالتے ہین مگر اپنی نفسانیت اور جہالت کے سبب سے غور نہین کرتے

اور نہ باز آتے تو اب سوال کیا جاتا ہے کہ یہ گروہ جنکا احوال اور اقوال سابق مین
مذکور ہوا ہی بدعت شیطانی اور وسواس نفسانی مین مانند گروہ معتزلی اور رافضی
کے اور اقوال اور افعال مین مانند بہت سے فرقہ ضالہ اور گمراہ کے اور گفتگو اور
سوالات اور جوابات مین مانند منافقون اور مشرکون کے ہین یا نہین **الجواب**
واللہ اعلم بالصواب وہ گروہ برحسب سوال کے اور اللہ اعلم ہے اون کے
حقیقت حال سے بیشک وشبہ مثل معتزلہ اور رافضی وغیرہ کے احوال اور
اعمال کی روسے بدعت اور ہوا مین پڑی ہوئی ہین اور بہت سے فرقہ ضالہ و
مضلہ کے مانند اقوال اور افعال مین خود گمراہ اور لوگون کو گمراہ بنانے والے ہین
اور مشرکون اور منافقون کے مانند سوالات اور جوابات مین جھگڑنے والے ہین سابق
اسکے جوابون مین دلیلین اونکی آیات اور احادیث اور اقوال اسلاف سے
مذکور ہوچکی ہین تکرار اور ذکر بار بار کی حاجت نہین ہی بلکہ جسکو ذرا سا بھی
علم اور اوسکے دل مین کچھ انصاف ہی تو اوسپر ظاہر ہو رہا ہے نعوذ باللہ من
شرور انفسهم ومن سيئات اعمالهم ومن قبيحات اقوالهم
وقبائح احوالهم وشنائع افعالهم

بائیسوان سوال

کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق عمل کرنا
ان چار مذہبون مین سے ایک کی تقلید اور پیروی کرنے سے جو تمام اہل اسلام کے
ملکون مین محمدی ملت کے درمیان مروج اور مشہور ہی حاصل ہوتا ہے یا اونکے
خلاف نیا مذہب نکالنے سے اور کسی کو اونکے مقلد پر انکار کرنا پہنچتا ہے
یا نہین **جواب** یہ چار مذہب جو مشہور ہین انہین سے ایک کی پیروی
کرنے سے کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق

عمل کرنا حاصل ہوتا ہے اور کسی کو اونکے مقلد پر انکار درست نہین ہے فتوے
مین علمار الحرمین المعظمین زادہما اللہ شرفا کی کتاب تجنیس و مزید سے منقول ہے
فابوحنیفة ومالك وشافعی واحمد کل واحد منهم من اهل
ذکر الذین وجب سوالهم واتباعهم لمن لم یصل الی درجة
النظر والاستدلال فاذا عمل احد من المقلدین فی
طهارته او صلاته او فی شیٔ مما جری به التکلیف بقول
واحد منهم مقلدا له فقد ادّی ما علیه ولیس لاحد ممن هو
فی درجة التقلید ولا لمجتهدٍ الانکار علیه خلاصہ اس کا یہ ہے
کہ امام ابوحنیفہؒ اور مالکؒ اور شافعیؒ اور احمدؒ ہر ایک انہین سے ایسے
عالم تھے کہ جن سے دین کی باتین سوال کرنی اور اونکی پیروی کرنی واجب ہے
اوس شخص کے حق مین کہ جو اجتہاد کے مرتبہ کو نہین پہنچا ہے پھر جب کوئی
مقلدین پیروی کرے انہین سے ایک کی اپنی طہارت مین یا نماز مین یا اور کسی
امر شرعی مین تو ادا کیا اوسنے جو واجب تھا اسپر اور نہین پہنچتا ہے کسی کو مقلد
ہو یا مجتہد انکار کرنا ویسے شخص پر اور مولانا محمد اسحق دہلوی نے مایة المسائل
کے ۱۰۶ صفحہ مین مسائل کے جواب مین لکھا ہے اسکا ترجمہ یہ ہے چارون مذہب
بدعت نہین نہ سیئہ نہ حسنہ بلکہ پیروی ان مذہبون کی عین پیروی سنت
کی ہے کیونکہ اختلاف ان چار مذہبون کا اختلاف اصحاب کی جہت سے ہے
اور صحابہ کی پیروی کرنے مین حدیث اصحابی کالنجوم فبایهم اقتدیتم
اهتدیتم وارد ہے یعنی صحابہ میرے تارون کی مانند ہین تم جنکی اقتدا کروگے
ہدایت پاؤگے یا اختلاف چارون مذہبون کا بسبب اختلاف قیاس کے

ہے اور قیاس کا صحیح ہونا نصون سے یعنی مضبوط دلیلوں سے ثابت ہے پس
پیروی ان مذہبون کی حقیقت مین پیروی نص کی ہی اور اختلاف ان
مذہبون کا اس سبب سے بھی ہی کہ کسی نے ظاہر حدیث پر عمل کیا اور کوئی
اوسکی حقیقت اور غرض پر گیا چنانچہ صحیح بخاری اور مسلم وغیرہ مین یہ حدیث
ہے کہ جب حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگون کو بنی قریظہ کی طرف
بھیجا فرمایا کہ نہ پڑھے کوئی تم مین سے عصر کی نماز مگر بنی قریظہ مین پھر بعضون
نے اونمین سے راہ مین نماز پڑھ لی یہ سمجھ کر کہ حضرت کو اس فرمانے سے منظور یہی تھا
کہ کہین راہ مین توقف نکرین نہ یہ کہ وقت آئے پر بھی نماز نہ پڑھین اور بعضون نے
حدیث کے ظاہر لفظون پر لحاظ کر کے راہ مین نماز نہ پڑھی یہانتک کہ بنی قریظہ
مین پہنچ گئے پھر حضرت نے یہ بات سنی دونون قسم کے لوگون پر اعتراض نفرمایا
اسی سبب سے عمل دونون طور پر جائز ہوا اور یہی طور ہی چارون مذہبون
کے اختلاف کا پس کیونکر بدعت ہوگی اور اوسی کتاب مین ہی ہرگز اون کے
مقلد کو بدعتی کہنا درست نہین کیونکہ تقلید انکی تقلید حدیث شریف کی ہے ظاہر
اور باطن کے اعتبار سے پس پیرو حدیث کو بدعتی کہنا گمراہی ہی اور باعث
عذاب کا اور یہ عبارت بھی اوسمین ہی فرض و نفل کی نماز اونکے مقلدون
کی البتہ مقبول ہوگی اور تقلید نہین چھوڑی جاویگی کیونکہ تقلید
اونہون کی تقلید سنت کی ہے اور دلیلین اوسکی بہت سی کتابون سے
آگے مذکور ہونگی انشاء اللہ تعالی **تیئیسوان سوال** اس زمانے مین
ان چار مذہبون کو چھوڑ کر پانچوان طریق نکالنا یا اور کسی مذہب پر چلنا درست
ہی یا باطل اور حرام **جواب** جب اجماع علماء سے ثابت ہوا کہ ان چار مذہب

کے سوا پیروی کرنی کسی کی خصوصاً ایک نیا مذہب نکالکر اوسکو رواج دینا بہت سے
عوام لوگون کو بلکہ خواص کو شک اور تردد اور تہلکہ مین ڈالنا ہے اور اس
جہت سے شریعت کا انتظام جاتا رہتا ہے اور دین مین فتنہ اور فساد پڑتا ہے
اِس لئے اس زمانے مین نیا مذہب پانچوان نکالنا اور اوسکو رواج دینا باطل
اور حرام ہی چنانچہ اکثر علماء دیندار اور فضلاء نیک کردار نے اسکو اپنی اپنی کتابون
مین لکھا ہی جیسا کہ مسلم الثبوت مین ہی اجمع المحققون علی منع العوام من
تقلید اعیان الصحابة رضی بل علیهم اتباع الذین یوبوا فهذبوا ونقحوا
وجمعوا وعلیه بنی ابن الصلاح منع تقلید غیر الاربعة لان ذلك
لم یدر فی غیرهم اتفاق کیا محققون نے منع کرنے پر عوام کو تقلید کرنے
سے صحابہ کی بلکہ اون پر واجب ہی پیروی کرنی اون مجتہدون کی جنہون نے
علم فقہ کو جمع اور تفصیل کیا اور آراستہ اور خلاصہ بنایا اور اوسی بات پر ابن صلاح
نے بنا کیا کہ سوائے ان چار امامون کے اور کسی کی تقلید منع کی جاویگی اسواسطے کہ
یہ سب باتین اور کسی مجتہد مین معلوم نہین ہوئین اور اشباہ مین ہے وما
خالف الائمة الاربعة مخالف للاجماع وقد صرح فی التحریر ان
الاجماع انعقد علی عدم العمل بمذهب مخالف للاربعة لانضباط
مذاهبهم وكثرة اتباعهم اور جو حکم مخالف ہو ان چار امامون کے قول کا
سو وہ اجماع کا مخالف ہی اور تصریح کیا ہی امام ابن ہمام نے تحریر مین کہ تمام علماء
کا اجماع ہوا ہی عمل نکرنے پر اوس مذہب کے جو مخالف ہی ان چار امامون کے اسواسطے
کہ ان امامون کا مذہب ضبط اور آراستہ ہوا ہی اور اونکی پیروی کرنیوالی بڑی
بڑی جماعت ہین یعنی ان امامون کے مقلدین سواد اعظم اور بہت لوگ

چوتھا باب

بیان مین جواب بادشاہی مفتی مسجد جامع علی خان وغیرہ کے حنفی المذہب ارجح دادن آنچہ مذہب جو در ابتدا اسباب دیگر صحیح و درست است عامہ مسلمین بلکہ عالم غیر مجتہد را تقلید یکی از مذاہب اربعہ واجب و متحتم است پس بعد ثبوت حقیت مذہب اربعہ

ہین اور سواد اعظم کی تبعیت کرنے کو حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے واجب
فرمایا ہے تو پھر اس سے معلوم ہوا کہ جسنے ان چار امامون سے کسی ایک کی پیروی
نہین کی تو وہ سواد اعظم سے دور رہا اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا
مخالف بنا اور اونکے فرمانے کے بموجب مستحق جہنم کا ہوا جیسا سابق مذکور ہوا ہے
کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اتبعوا السواد الاعظم فانه من
شذ شذ فی النار یعنی پیروی کرو بڑی جماعت مسلمانون کی کیونکہ جو شخص
دور رہیگا جماعت کی پیروی سے تو وہ پڑیگا جہنم مین اور نہایۃ المراد مین لکھا ہے وفی
زماننا هذا فقد انحصرت صحة التقلید فی هذه المذاهب الاربعة
فی الحکم المتفق علیه بینهم و فی الحکم المختلف فیه ایضاً قال
المناوی فی شرح الجامع الصغیر ولا یجوز الیوم تقلید غیر الائمة
الاربعة فی قضاء ولا افتاء ہماری اس زمانہ مین منحصر ہوئی ہے
تقلید ان چار مذہب مین خواہ حکم متفق ہو خواہ حکم مختلف پھر ان چار مین سے
سوا اور کسی کی تقلید درست نہین ہے اور کہا ہے مناوی نے جامع صغیر کے
شرح مین جائز نہین ہے اس زمانہ مین تقلید کرنی سوائے ان چار امامون کے نہ تو
قضا مین نہ فتوی مین یعنی نہ تو قاضی کو درست ہے ان کے مذہب کے سوا حکم کرنا
اور نہ مفتی کو جائز ہے فتوی دینا اور تفسیر احمدی مین ہے قد وقع الاجماع
علی ان الاتباع انما یجوز للاربع فلا یجوز الاتباع لمن حدث مجتهداً
مخالفاً لهم بے شبہ واقع ہوا ہے اجماع اس بات پر کہ تقلید نہین جائز ہے مگر
ان چار امامون مین سے ایک کے پھر جائز نہین ہے پیروی کرنی اس شخص
کی جو اس زمانہ مین نیا مجتہد ہو اور وہ مخالف ہو ان چار امامون کا

[illegible] اگر مفصل دوری نمی جوید از ان [illegible] فما ذا بعد الحق الا الضلال وائمة المسلمين فيما فعلوا وامروا كانوا [illegible] الناس بالعمل بها كانوا محققين فانهم كانوا في طلبة الحق واما حق عامة المسلمين لا يكون في وسع كل واحد ان يرجح الدلائل ويجتهد لكن ينبغي ان يرجح اماما ويكون متبعا له جواهر الفتاوى في السراجية وعن خلف ابن ايوب البلخي قال ان الله جعل العلم بعد نبيه في اصحابه ثم بعدهم في التابعين ثم بعدهم في ابي حنيفة واصحابه فمن شاء فليرض ومن شاء فليسخط خزانة الروايات اس مفتی کی مہر مین کھدا ہے

[illegible] مفتی [illegible] الدولہ [illegible] علی خان

اور اوسی تفسیر احمدی مین لکھا ہی والانصاف ان انحصار المذاهب
فی الاربعة واتباعهم فضل الٰهی وقبولیة عند الله تعالیٰ لامجال
فیه للتوجیهات والادلة اور انصاف یہ ہی کہ منحصر ہونا مذہبون کا
ان چار مذہب مین اور منحصر ہونے پیروی انہین چار مین یہ فضل ہی اللہ تعالےٰ
کا اور مقبولیت ہی اوسکی پھر اس بات مین دلیل اور توجیہہ کو کچھ دخل نہین ہی
اور شرح سفر السعادت کے ۳۸ صفحہ مین جو لکھا ہی اوسکا خلاصہ یہ ہی کہ دین
کے مجتہدون نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثون اور اونکے اصحاب کی
روایتون کو چن کر ناسخ کو منسوخ سے اور صحیح کو غیر صحیح سے جدا کرکے تحقیق اور
تاویل فرماکے آپس مین اونکی موافقت اور مطابقت دیکر ایک مذہب مقرر کیا ہی
عوام مسلمانون بلکہ عالمون کو اس زمانے کے وہ قوت اور طاقت کہان ہی کہ یہ
کام اون کے ہاتھ سے نکلے انکی راہ یہی ہی کہ مجتہدون کی پیروی کرین اور
اونکے طریقے پر چلین ترجمہ تمام ہوا اور بعضے علمار نے مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ
کی روایت سے یون لکھا ہی کہ چارون مجتہدون نے جو فرمایا ہی کہ جو کوئی
ہمارے قول کو برخلاف حدیث صحیح کے پاوے تو چاہیئے کہ وہ حدیث پر عمل کرے
کہ فی الحقیقت ہمارا مذہب یہی ہی تو یہ کہنا اونکا انکے زمانے سے علاقہ رکھتا ہے
کیونکہ اونکے بعد اجتہاد جاتا رہا تقلید لازم ہوئی اسلئے بعد انکے جتنے علماء گذرے
باوجودیکہ اُن کو مسائل کے نکالنے کی قوت اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کا
علم اور فقیہون کے اختلاف کی شناسائی حاصل تھی پھر بھی وہ اجتہاد کی راہ
نہ چلے اسی واسطے کہ جیسے سمجھ کی مضبوطی اور غور کی قوت اور دل کی
ستھرائی اور قلب کی روشنی اور بے طمعی اور نیت کی درستی اور خواہش

نفسانی سے دوری اور پرہیزگاری اور سلیقہ عربی زبان کی بوجھ کا قدیم لغتون
کے موافق اون مجتہدون مین تھے اپنی ذات مین اونہون نے بتائے اور ویسی
تحقیقات اور تلاش اور قوت مسائل کے نکالنے کی اونہین حاصل نہ ہوئی اور
مسئلون کے نادرست اور درست کرنے مین کوئی دوسری راہ سوائے اون لوگون
کے مقرر کی ہوئی میسر نہ آئی حکم کیا اجتہاد کے حرام ہونے اور چارون امامون
کی تقلید کے واجب ٹھیر جانے پر اور اللہ تعالی اونپر رحمت کرے کہ اچھے
طریقے اور مضبوط راہ پر چلے کہ جن مین بہت باتین نیک پائی جاتی ہین اونمین سے
ایک یہ ہی کہ لوگون کی سرشت مین یہ بات ہی کہ ہر شخص اپنی سمجھ پر نازان
ہوتا ہے اور دوسرے کے کمال کو اگرچہ مجملاً اسپر اعتقاد رکھتا ہو پھر بھی
بسبب اسکے کہ اوس کے دل مین ایک بات ٹھیر رہی ہو اچھی بات کو بھی
ان کی قبول نہین کرتا پھر اپنی برابر کے لوگون کے قول کا تو کیا ٹھکانا پس اس
صورت مین اگر کوئی شخص اجتہاد کی شرطین حاصل کرکے خلاف اگلون کے
احکام جاری کرتا تو ہر کوئی کیا ناقص اور کیا متوسط اپنی استعداد کے موافق
ایک نئی راہ پر چلنے لگتا اسمین یہان تک اختلاف واقع ہوتا کہ جمعیت شریعت
کے احکام کی عبادات اور معاملات کے مقدمہ مین باقی نہ رہتی اور ٹوٹ جاتی
اور امر معروف اور نہی منکر کا دروازہ بند ہو جاتا چنانچہ جب تک چار مذہب
پر لوگ مضبوط نہین ہوئے تھے اور اون کی پیروی اختیار نہین کی تھی
سنتر اور کئی فرقے ہوگئے تھے اور اونکے تابعدار باقی رہ گئے مگر بعد اس کے
جب علماؤن نے ان چار مذہبون کو خوب ضبط کیا اور اونکے موافق احکام
کو ہر طرف جاری فرمایا اور ایک نیا مذہب بنانیکو باطل اور حرام ٹھیرایا تب

اُن چار کے سوا دوسرا نیا مذہب کسی نے نہ نکالا اور شاید کسی نے نکالا ہو تو بسبب اجماع علماء دیندار کے اور مدد سے پادشاہ دین پناہ کے جاری اور رواج نہونے پایا خلاصہ اونکی عبارت کا تمام ہوا اور فتوی مین علماء حرمین شریفین کے ہے والحاصل انه لاینبغی لعاقل ان یختار فی الدین طریقة الا ما ارتضاها السلف والخلف وتواترت روایته وحصل الاجماع فی کل عصر علی حقیة ذلك ولم یوجد متصف کذلك الا ما اجمع علیه العلماء من حقیة المذاهب الاربعة عصراً بعد عصر وتلقتهم الامة بالقبول واما ما لم ینقل متواتراً ولم یجمع علی حقیته ولم تلقته الامة کلها بالقبول فلا یلتفت الیه ولا یعول علیه حاصل یہ ہے کہ لایق نہین ہے کسی عاقل کو کہ اختیار کرے دین مین کسی طریقہ کو مگر وہ طریقہ کہ پسند کیا ہو اوسکو اگلے علماء اور پچھلے فضلاء نے اور روایت اوس کی تواتر سے نقل ہوئی ہو اور حقیقت اوسکی اجماع سے علماء کے ہر زمانہ مین ثابت ہوئی ہو اور ایسا کوئی مذہب نہین پایا گیا مگر یہی چار مذہب کو سب علماء نے انکی حقیت پر اجماع کیا ہی اور تمام امت نے انکو قبول کیا ہی اور جو مذہب کہ تواتر سے منقول نہین ہی اور علماء نے بھی اوس کے حقیت پر اجماع نہین کیا ہی اور سب مسلمانون نے بھی اوسکو قبول نہین کیا ہی تو اوسکی طرف التفات اور اوسپر اعتماد نہ کیا جاویگا یعنی ایسا مذہب تقلید کے قابل نہین **جو بیسوان سوال** جو کوئی اجتہاد کا رتبہ نہ رکھتا ہو اوسکو واجب ہی کہ کسی ایک مجتہد کی ان چار مجتہدون مشہورون مین سے پیروی کرے یا اوسکو جائز ہے کہ قرآن اور حدیث مین جیسا پاوے ویسا عمل کرے **جواب** تقلید یعنی پیروی کرنی

کسی امام مجتہد کی اوسپر واجب ہی اور اوس کو قرآن اور حدیث پر عمل کرنا
موافق اپنی سمجھ کے درست نہین لیکن یہ معلوم کر لینا ضرور ہے کہ مُراد
مجتہد سے وہ شخص ہے کہ جس سے اجتہاد پر تمام علماء کا اتفاق ہو اور
سب فاضلون کے نزدیک اجتہاد اسکا مقبول ہو اور اوس کا مذہب
نقل متواتر سے منقول ہو سو ایسے یہی چار امام ہین کہ مشہور ہین تمام اہلِ
شرق اور غرب ہین اور سب اہلِ عجم اور عرب کا ان کے اجتہاد پر اجماع ہے
اور بہت سے علماے کرام اور اولیاے عظام کہ ان کے بعد گذرے انہین
چار مین سے ایک کی تقلید مین گذر گئیٔ اور اونکے سوا اَور کسی مجتہد کے مذہب
پر اجماع علماء کا اور اتفاق مسلمین کا نہین ہی اور نہ کسی کا مذہب تواتر سے
مروی ہے جیسا کہ تفصیل ان باتون کی جواب مین سوال سابق کے مذکور
ہوئی نہ وہ شخص کہ خود دعوی اجتہاد کا رکھتا ہو یا بعضے جاہل یا بعضے
فاضل خوشامد سے یا بعضے مرید یا شاگرد تعظیم سے یا اپنے زعم سے اوسکو
مجتہد کہتے ہون تو ایسے کی تقلید ہرگز جائز نہین ہے دلیل اس حکم کی
بہت سی کتابون مین لکھی ہی اختصار کے واسطے چند کتاب سے لکھا جاتا ہی
کفایہ شرح ہدایہ کی کتاب الصوم مین ہی العامی اذا سمع حدیثا لیس له ان
یاخذ بظاهره لجواز ان یکون مصروفا عن ظاهره او منسوخا لخلاف
الفتویٰ یعنی عامی جب سے کسی حدیث کو تو جائز نہین ہی کہ اس حدیث کے
ظاہر سے جو سمجھا جاوے اسپر عمل کرے کیونکہ ممکن ہی کہ ظاہر معنی اس کے
مراد نہون یا وہ منسوخ ہو بخلاف فتویٰ کے یعنی حکم مجتہد کے کہ یہ شبہ اور گمان
وہان نہین ہی اسواسطے کہ مجتہد خوب تحقیق کر کے حکم دیتا ہے اور اسی

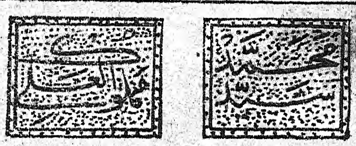
کفایہ کی کتاب الصوم مین ہی ان المفتی ینبغی ان یکون ممن یوخذ منہ
الفقہ ولیعتمد علیہ فی البلدۃ فی الفتوی واذا کان المفتی علی
ہذہ الصفۃ فعلی العامی تقلیدہ وان کان المفتی اخطا فی
ذالک ولا یعتبر بغیرہ ہکذا روی الحسن عن ابی حنیفۃ وابن
رستم عن محمد وبشیر عن ابی یوسف رحمہم اللہ تعالی یعنی لائق
یہی ہے کہ مفتی ایسا شخص ہو کہ جس سے لوگ سب مسئلہ فقہ کا پوچھتے ہون اور
علم فقہ کو سیکھتے ہون اور اوس شہر مین اوسکے فتوی پر اعتماد رکھتے ہون اور
مفتی جب اس طرح کا ہو تو عامی پر پیروی اوسکی واجب ہی اگرچہ مفتی خطا
بھی کرے اور عامی اوس کی پیروی کے سوا اور کچھ اعتبار نکرے یعنی جو مفتی
اس طرح کا نہو تو اوسکی پیروی نکرے روایت کیا اس بات کو حسن نے
امام ابو حنیفہ رح سے اور ابن رستم نے امام محمد رح سے اور بشیر نے ابی یوسف رح سے
اور تقریر شرح تحریر مین ہے لیس للعامی الاخذ بظاہر الحدیث لجواز
کونہ مصروفا عن ظاہرہ او منسوخا بل علیہ الرجوع الی الفقہاء
لعدم الاہتداء فی حقہ الی معرفۃ صحیح الاخبار وسقیمہا
وناسخہا ومنسوخہا فاذا اعتمد کان تارکا للواجب علیہ یعنی عامی کو
حدیث کی ظاہر کے موافق عمل کرنا درست نہین ہی شاید اوسکی ظاہر معنی مراد نہون
یا وہ منسوخ ہو بلکہ کسی مجتہد کی پیروی کرنی اوسپر واجب ہے اسواسطے کہ اوس عامی
کو معلوم نہین ہی کہ کون سی حدیث صحیح اور کون سی غیر صحیح ہے اور کون ناسخ
اور کون منسوخ ہے پھر ایسا شخص جب اپنی فہم پر اعتماد کرکے کسی حدیث پر عمل کرے
تو اوسپر جو واجب ہی اوس کو چھوڑنیوالا ہوا یعنی اسواسطے کہ اللہ تعالی نے

العلوم انتہی و کسیکہ
مذاہب اربعہ را مرجح دانستہ
بحالت وجود دعوی عمل
بحدیث صحیح بکند وطاقت
علمی این قدر ندارد کہ در
احادیث صحیحہ وضعیفہ و
متعارضہ امتیاز کردن تواند
این چنین کس مخوف بکفر
است فی القنیۃ من قال
لا اقول بفتوی الائمۃ ولا
اعمل بفتویہم فہو رد علی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم واجماع الامۃ وتنبیہہ
النصوص فیلزمہ التوبۃ
والاستغفار وقیل ان
لم یکن مجتہدا یخفی علیہ

الکفر انتہی واما شک حقیت
مذاہب اربعہ بس ضلال و مضل
دیاعی دراضی است لغبا و
چہ اجماع است بعدم خروج از مذاہب
چہارگانہ لعلت اینکہ بعد از صدی
چہارم مجتہد ناپید است چنانچہ در
انکار امام نووی مذکور است من
فتح الباری و در حدیث
ضعیف وارد است
اتبعوا السواد الاعظم
من شذ شذ فی النار
وفی الاشباہ والنظائر
انہ مما لا ینفذ القضاء
بہ اذا قضی الشئ مخالف
الاجماع وہو ظاہر
وما خالف الائمۃ
الاربعۃ فہو مخالف

فیہ خلاف نقیہ بعض الاجماع وان کان
فقد صرح فی البحر بان الاجماع
انعقد علی عدم العمل بمذهب
مخالف للاربعة لانضباط
مذاهبهم واشتهارها و
کثرة اتباعهم انتهی شرح
عدم خروج از مذاهب اربعه
اجماع واقع شد پس منکر
اجماع اثویہ استغفار

فرمایا ہی فَاسْئَلُوا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ یعنی سوال کرو امور دینی کو جاننے والون سے اگر تم نہین جانتے اور تحریر مین ابن ہمام کی اور تیسیر شرح مین اوسکے آیا ہے غیر المجتهد المطلق یلزمه عند الجمهور التقلید وان کان مجتهداً فی بعض المسائل الفقهیة او بعض العلوم یعنی جو کوئی مجتهد مستقل نہو اگرچہ بعضے مسئلہ فقہیہ مین یا بعضے علم مین وہ اجتہاد کی طاقت رکھتا ہو تو اوسکو ضرور ہی کہ کسی مجتہد کی تقلید کرے اور اشباہ مین ہی الفتوی فی حق الجاهل بمنزلة الاجتهاد فی حق المجتهد یعنی مرد جاہل کہ اجتہاد کا رتبہ نہین رکھتا ہی اوسکو مجتہد کے فتوی پر عمل کرنا واجب ہی جیسا کہ مجتہد پر اپنے اجتہاد کے موافق عمل کرنا واجب ہی اور مولانا عبد العزیز مرحوم نے تفسیر مین سورہ بقر کی آیہ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا کی تفسیر مین لکھا ہی کہ کسانیکہ اطاعت آنہا بحکم خدا فرض است شش گروہ اند ازان جملہ مجتہدین شریعت وشیوخ طریقت اند کہ حکم ایشان بطریق واجب متخیر لازم الاتباع است بر عوام زیرا کہ فہم اسرار شریعت ودقائق طریقت ایشان را میسر است فَاسْئَلُوا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ جن لوگون کی اطاعت خدا کے حکم سے فرض ہی وہ چہ گروہ ہین اونمین سے ایک گروہ شریعت کے مجتہد اور طریقت کے مشائخ ہین کہ حکم انکا بھی بطریق واجب مخیر کے لازم ہی عوام پر اسواسطے کہ شریعت کے اسرار اور طریقت کے اطوار انکو معلوم ہین جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی سوال کرو شریعت کے احکام کو عالمون سے اگر نہین جانتے ہو تم اور مولانا شیخ عبد الحق نے شرح سفر السعادت کے ۲۸ صفحہ مین لکھا ہی چون وحدت وجہ در مذہب قرار یافت اکنون تابع مجتہدی را رسد کہ چون حدیث صحیح مخالف مذہب خود در نظر آید مذہب را بگذارد وعمل بحدیث کند یا نرسد



مذاہب اربعہ خود لازم است
از منفردات کفر وسعت و گمراہی
والا باخوف کفر نعوذ باللہ من سوء
است نعوذ باللہ انا اللہ الی
الاعتقاد وهدانا الله علیہ الله
سبیل الرشاد وقال علیه
بن عبد الرزاق المکی الحنفی
فی رسالته المسماة بحبل
المتین فی احکام المرتدین
اذا استحل حراما ما حرم
بالاجماع او حرم حلالا
مما احل بالاجماع او انکر
فریضة اجماعیة وجبة او
وعدا او وعیدا مما ذکر الله
فی القرآن والاحادیث
المتواترة فانه بكافر
القرآن والاحادیث
والاجماع کفر بالاجماع
انتہی واللہ اعلم بالصواب

دریںجا اختلافے درروش پیشینیان وپسینیان رفتہ گویند کہ مقتدائے حقیقی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم است و دیگران ہمہ تابع وے وچون بہ یقین معلوم شود کہ او فرمودہ است درپے دیگرے رفتن معقول نبود واین طریقہ متقدمان است اما درین روزگار پس این کار صورت نہ بندد وجہ مجتہدان دین احادیث وآثار را تتبع نمودہ وناسخ را از منسوخ صحیح را از سقیم جدا ساختہ وتحقیق وتاویل فرمودہ وتطبیق وتوفیق میان آنہا دادہ مذہبے قرار دادہ اند عوام مسلمانان را بلکہ علمائے ایشان را درین روزگار این قوت وطاقت کجا ہست کہ این کار از دست ایشان آید ایشان را جز متابعت مجتہدان کردن ودرپے ایشان رفتن سبیلے نبود وچارہ نے خلاصہ اسکا یہ ہی کہ جب اجماع سے علماء کے یہ بات قرار پائی کہ ایک مذہب کو اختیار کرنا ضرور ہی تو پھر تابع کو کسی مجتہد کے پہنچتا ہی کہ جب کوئی حدیث صحیح اپنے مذہب کے خلاف اوسکی نظر مین گذرے تو اپنے مذہب کو چھوڑے اور اوس حدیث پر عمل کرے یا نہین تو اس مین درمیان متقدمین اور متاخرین کے اختلاف ہے متقدمین یون کہتے ہین کہ پیشوائے حقیقی تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور دوسرے سب تابع اونکے پھر جب یقینا معلوم ہو جاوے کہ یہ کلام حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے تو پھر دوسرے کی پیروی کرنی معقول نہین ہی لیکن اس زمانہ مین یہ کام بن نہین پڑتا یعنی حدیث پر عمل کرنا نہین ہو سکتا ہے کیونکہ دین کے مجتہدون نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثون کو اور اونکے اصحاب کے حکمون کو چن کر ناسخ کو منسوخ سے اور صحیح کو غیر صحیح سے جدا کر کے تحقیق اور تاویل فرمایا ہے پھر اونکی آپس مین موافقت اور مطابقت دیکر ایک مذہب مقرر کیا ہے

عوام مسلمانون کو بلکہ اس زمانہ کے عالمون کو وہ قوت اور طاقت کہان ہے
کہ یہ کام انکے ہاتھون سے نکلے اونکی راہ یہی ہے کہ مجتہدون مین سے ایک کی
پیروی کرین اور اونکے طریقہ پر چلین سوا اسکے اور کچھ تدبیر اور سبیل نہین ہے
یعنی اس زمانے کے لوگون کو اس قدر لیاقت نہین ہے کہ اپنی تحقیق سے
ناسخ کو منسوخ سے تمیز دین اور صحیح کو غیر صحیح سے فرق کرین اور حدیث
مجمل کی تاویل کرین اور اگر دو حدیث مین اختلاف ہو تو تطبیق یا ترجیح
دین اسواسطے کسی کو جائز نہین ہے کہ حدیث مین جو پاوے ویسا عمل مین لاوے
بلکہ یہی فرض ہے کہ کسی مجتہد کی تقلید کرے اور اپنی سمجھ کے موافق قرآن
اور حدیث پر عمل نکرے اور فتوی مین علماء حرمین شریفین کے لکھا ہے
الاجماع قد حصل علی حقیة المذاهب الاربعة وتخلّف ذلك
فیما سواها وان الامة جمیعها قد تلقت المذاهب
الاربعة بالقبول ولم یحصل ذلك لغیرها وقد اوجب الله
تعالی علی من یعلم طرق الاجتهاد ولم یعلم ما كان علیه
الصدر الاوّل من الصحابة من اقوالهم وافعالهم ان
یسئال ولا یعمل الا بما یفتیه المفتی من الائمة الاربعة
لعدم الحجة فیمن سواهم قال الله تعالی فَاسْئَلُوا اَهْلَ الذِّكْرِ
اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ اجماع علماء کا حق ہونے پر ان چار مذہب کے ثابت
ہوا ہے اور ان چار کے سوا اور کسی مذہب پر اجماع نہین ہوا اور بیشک سب امت نے
ان چارون کو قبول کیا ہے اور انکے غیر کو قبول نہین کیا اور بیشک خدائے
تعالی نے اس شخص پر کہ اجتہاد کے طریقے کو نجانے اور جو کچھ صحابہ نے

فرمایا ہی اور کیا ہی اوسکو بھی نہ جانتے ہی واجب کیا ہی کہ شرع کے حکمون کو سوال
کرے اور عمل کرے مگر اوس چیز پر کہ فتوی دیوے کوئی مفتی مذہب سے ایک امام کے ان
چارون امامون مین سے کیونکہ ویسے شخص کے حق مین سوا اسکے اور کچھ دلیل نہین ہی
فرمایا ہی اللہ تعالی نے پھر سوال کرو اہل علم سے اگر تم نہین جانتے اور شیخ عبد الحق
دہلوی نے شرح سفر السعادۃ کے ۱۰ صفحہ مین لکھا ہے گفتہ است محقق
حنفیہ شیخ کمال الدین ابن ہمام کہ این ترتیب کہ محدثین در صحت احادیث و
تقدیم صحیح بخاری و مسلم قرار دادہ اند تحکم است و جائز نیست در وے تقلید
زیراکہ اصحیت نیست مگر از جہت اشتمال رواۃ بر شروطے کہ اعتبار کردہ اند آنرا بخاری
و مسلم و شک نیست کہ اجتماع شرائط راوی از حکم کردن بخاری و مسلم بآن جزم نمی
توان کرد چہ جائز است کہ در واقع خلاف آن باشد زیرا چہ بتحقیق اخراج کردہ است
مسلم در کتاب خود از بسیاری رواۃ کہ سالم نیستند از جرح و ہمچنین در کتاب
بخاری جماعہ اند کہ تکلم کردہ شدہ است در ایشان پس مدار کار در حق رواۃ بر اجتہاد
علما و صواب دید ایشان باشد و ہمچنین در شروط صحت و ضعف پس جائز است
کہ صحیح شود نزد ایشان حدیثے در غیر کتابین کہ معارضہ کند ما فی الکتابین را
یا راجح آید بران و حاصل این سخن آنست کہ اعتماد بر تصحیح و تنقید آئمہ مجتہدین
و اکابر سلف است و چون ایشان حدیثے را تلقی بقبول کردہ و عمل بدان نمودند
پس انکار و اعتراض بر ایشان بتقلید علما محدثین کہ مشہور اند جائز نباشد و الزام
ایشان بحکم این جماعہ تحکم و مکابرہ است خلاصہ ترجمہ اسکا یہ ہی کہ محدث محقق
ابن ہمام نے کہا ہی کہ محدثون نے جو ترتیب دی ہی کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم زیادہ
صحیح ہی اور کتابون سے اور یہ دونون مقدم ہین اور کتابون پر تو یہ کہنا

اونکا اونکے گمان سے ہی اور دعوی بے دلیل ہی اور کسی مجتہد کے مقلد کو اس بات
کی پیروی کرنی درست نہین ہی اسواسطے کہ ان دونون کتابون کا صحیح
ہونا نہین ہے مگر اس لحاظ سے کہ بخاری اور مسلم نے جن شرطون کو کہ
راویون مین اعتبار کی ہین وہ سب شرطین اونکی تلاش کے موافق ان
حدیثون کے راویون مین پائی گئی ہون اور شک نہین ہی اس بات مین کہ
بخاری اور مسلم کے کہنے سے کہ وہ سب شرطین ان راویون مین مجتمع تھین یقین
ہی نہین ہو سکتا ہی کہ واقع مین بھی ویسا ہی ہو کیونکہ جائز ہی کہ حقیقت مین
ویسا نہ ہو کیونکہ ہو سکتا ہی کہ راوی کے ظاہر حال کو دیکھکر اونہون نے
مثلاً عادل سمجھا ہو اور وہ راوی بعد تفتیش کے ویسا نہ نکلا ہو اسلئے کہ مسلم
نے اپنی کتاب مین بہت سے لوگون سے روایت کی ہی کہ ان راویون مین کچھ
خلل اور نقصان تھا اور ویسا ہی صحیح بخاری کا بھی حال ہی تو اب اعتماد
راویون کے احوال مین علماے مجتہدین کے فرمانے پر ہی اور اسی طرح حدیث
کے صحیح ہونے مین اور ضعیف ہونے مین بھی مجتہد کے قول کا اعتبار ہے
یعنی مقلد کے حق مین وہی راوی معتمد ہی کہ جس کو اوسکے امام نے معتمد کہا
ہو اور اوسکے حق مین وہی حدیث صحیح ہے جسکو اوسکی امام نے صحیح
فرمایا ہو تو پھر جائز ہے کہ کوئی حدیث سواے ان دو کتابون کے اور کسی
کتاب مین ہو جو اوسکے امام کے نزدیک صحیح اور معتبر ہو اُن کتابون کے
حدیث کی نسبت یا غالب ہو اوس پر اور زیادہ معتبر ہو اوس سے سو خلاصہ
اس کلام کا یہ ہی کہ ہر حدیث کے صحیح ہونے مین مجتہدون کے قول پر اعتماد
ہے محدثون کے نہین یعنی جو شخص جس مجتہد کا مقلد ہو پھر اوس کے

امام نے جس حدیث کو صحیح کہا ہو اوس کے حق مین وہی حدیث صحیح ہے
دوسرے کے قول پر اعتماد نہین تو پھر جب کسی مجتہد نے کوئی حدیث قبول کرلی
اور اوس پر عمل فرمایا تو پھر حدیث سے اون محدثون کے جو لوگون مین
مشہور ہین اعتراض کرنا مجتہد پر جائز نہین ہی اور مجتہد کو الزام دینا محدث
کے قول سے محض ہیچ اور دعوی بے دلیل ہے یعنی جب کسی مجتہد نے ایک
حدیث کو روایت کرکے اوس کے موافق عمل کیا تو اب اوس کے مقابل مین
اور کسی حدیث سے جس کو کسی محدث نے روایت کیا ہو اعتراض کرنا جائز نہین
اور اوس حدیث کو چھوڑنا اور اوس مجتہد کی تقلید سے پھرنا اور اوس کے
مقابل کی دوسری حدیث پر عمل کرنا درست نہین ہی اور شرح سفر السعادت
کے ۳۳ صفحہ مین ہی نزد قدماے آئمہ مجتہدین وکبراے ایشان علمے وافر
از حدیث ومعرفت جرح وتعدیل وتنکیر وتعلیل وتطبیق وتاویل وناسخ و
منسوخ بود کہ الزام ایشان بہ تقلید ومتابعت احکام واقوال علماے متاخرین
از اہل حدیث نتوان کرد واز حیطۂ ضبط وربط احکام مجتہدین نتوان عدول
کرد برطبق کلامے کہ از شیخ ابن ہمام نقل یافت خلاصہ اوسکا یہ ہی کہ اگلے
مجتہدون یعنی ان چار امامون مین حدیث کا علم کامل تھا اور حدیث صحیح
اور ضعیف وغیرہ کی تمیز ان مین بڑی کامل تھی یعنی حدیثون کا احاطہ اور
تلاش مین اور ہر حدیث کے حال دریافت کرنے مین جس قدر ان چار امامون
کو علم اور امتیاز تھا ان محدثون مشہورون کے تئین اس قدر نہ تو علم تھا نہ امتیاز
تھا تو پھر ان مجتہدون کو الزام دینا جائز نہین ہی قول سے ان محدثون کے
اور حکم کرنے سے اون جماعت کے یعنی محدثون کی تحقیق کے لحاظ سے

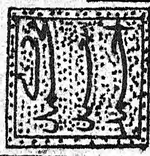
اور اونکے جمع کے اعتبار سے مجتہدون پر اعتراض کرنا درست نہین ہوسکتا
ہی اور محدثون کے قول کے اعتبار سے مجتہدون کی تقلید سے پھرنا درست
نہین ہی جیساکہ ابن ہمام کے کلام سے منقول ہوا اور حاصل ان
دونون عبارت شرح سفرالسعادت کا یہ ہے کہ امام ہمام ابن ہمام محدث
نے کہا ہے کہ جس حدیث کو بخاری اور مسلم یا اور کوئی محدث اونکے مانند
نے صحیح کہا ہو یا اپنی کتاب مین داخل کیا ہو تو ہم حنفیون کو تقلید کرنی
اوسکی درست نہین ہے اور اسی طرح جس حدیث کو اونہون نے ضعیف
کہا ہو تو ہم کو پیروی کرنی اوس کی جائز نہین ہی اس واسطے کہ حدیث
کی صحت اور ضعف راویون کے حال کے لحاظ سے ہے اور بہت سے
راوی ہین کہ اختلاف کیا ہے لوگون نے اون مین بعضے محدثون نے
اون کو عادل سمجھا ہے اور بعضے دوسرے نے اونہین غیر عادل ٹھیرایا
ہے تو ہوسکتا ہے کہ جس راوی کو اون محدثون نے عادل کہا ہے
وہ شخص ہمارے امام کی تحقیق مین غیر عادل ہو اور اسی طرح جس
راوی کو اونہون نے غیر عادل گمان کیا ہے ہمارے امام کی تلاش
مین وہ عادل نکلا ہو پس اب اعتماد نہین ہم کو مگر اس چیز پر کہ
ہمارے امام نے کہا ہے پھر جب کہ ہمارے امام نے ایک حدیث کو
قبول کرکے عمل فرمایا ہے تو ہمارے حق مین وہی حدیث واجب العمل
ہے اور دوسری حدیث اوسکے مخالف جس کو اون مشہور محدثون نے
روایت کیا ہے اور اپنی کتابون مین درج کیا ہے تو کسی کو مقلد ہو یا
غیر مقلد اوس حدیث سے امام پر اعتراض کرنا جائز نہین ہے اور اون کے

کہا کہ وضو نکرے اور نماز پڑھے اور حدیث اصل کفتا ولہ یتوضا کو دلیل کرے اور اسی طرح نماز پڑھے اور کہے کہ چارون مذہب مرجع اہل سنت کے اور سب مذہب راجح ہے اور اصل محدثات یہی ہے اور اوسکا مسلک مبتدع ہے سوا البتہ ... اور ہے اور بیشک متبع اور ہے اور بیشک الشبہات کی ہیچ مخالفت ہے رسول اللہ کی حدیث کا الحلال بین والحرام بین وبینہما مشتبہات فمن اتقی الشبہات استبرء لدینہ وعرضہ اور مخالف ہے وہ اجماع کا اور قرآن کا

بھی کیونکہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے فاما الذین فی قلوبہم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تاویلہ اوس نے متشبہات مذاہب اربعہ کو فتنہ انگیزی کے واسطے لیا اور تاویل اوسکی بنائی کہ وہ بھی حق ہے اور وہ بھی حق ہے اور مین سے دونون کو جمع کرے تو کیا ہوا اور یہ بے سمجھا کر سمجھے امر سب کے نزدیک باطل ہے اور کوئی جماعت مسلمان کی ایسی نماز کی صحت کی قائل نہین

مقلد کو اوس حدیث پر عمل کرنا اور اپنے امام کی تقلید سے رجوع کرنا درست نہین اور اوسی شرح سفر السعادت کے ۲۶ صفحہ مین لکھا ہی این چہارتن از امامان دین و مقتدایان ملت اند کہ ضبط و ربط احادیث و اقوال صحابہ و سلف و تطبیق و توفیق میان آنہا نمودہ و تفسیر و تاویل و بیان ناسخ و منسوخ کردہ و غایت بذل مجہود درین باب فرمودہ استنباط احکام بقیاس و اجتہاد از نصوص کتاب و سنت نمودہ اند غیر مجتہد را جز تابع ایشان بودن چارہ و سیلے نیست و مشائخ طریقت و بزرگان ایشان ہمبرین مذہب بودہ اند یا رب مگر آنہا نیکہ از ایشان بپایہ اجتہاد رسیدہ موافق یا مخالف ایشان برائے خود اجتہادے می نمودہ باشند واللہ اعلم خلاصہ اوسکا یہ ہی کہ یہ چار مجتہد دین کے امام اور ملت اسلام کے پیشوا ہین کہ اونہون نے پیغمبر خدا کے حدیثون کو اور اصحاب کے آثار کو جمع کرا اور اون سب کے میان موافقت اور مطابقت دی اور بیان اور تاویل فرماکر اور ناسخ کو منسوخ سے جدا کر بہت کوشش و جانفشانی اور مشقت و حیرانی اوٹھا شرع کے حکمون کو اونکی دلیلون سے چنکر خلاصہ ہر ایک کا کیا ہے غیر مجتہد کو سوائے پیروی کرنے ان چار امامون مین سے ایک کے اور کچھ تدبیر نہین پڑتی ہے شریعت کے علما اور طریقت کے اولیا بھی اسی مذہب پر تھے مگر ان لوگون مین سے جسکا مرتبہ اجتہاد کو پہنچا ہو تو وہ اپنے اجتہاد کے موافق چلا ہو خواہ ان چار امامون کے موافق ہو یا مخالف اور اوسی شرح سفر السعادت کے ۲۶ صفحہ مین ہے و بالجملہ مذہب حق و طریق وصول بمنزل مقصود و ابواب درآمد خانہ دین این چہار است ہر کہ راہے ازین راہ ہا و درے ازین

در ہا اختیار نمودہ براہ دیگر رفتن و در دیگر گرفتن عبث و بیہودہ باشد و کارخانہ
عمل را از ضبط و ربط بیرون افگندن و از راہ مصلحت بیرون افتادن است و
اگر قصد سلوک طریق ورع و احتیاط دارد ہم از مذہب واحد مختار روایتے کہ دلیلش
احسن و قوی و فائدہ اش اعم و اتم و احتیاط دران اکثر و وافر بود اختیار کند
و براہ رخصت و مساہلہ و حیلہ اندوزی نرود و این طریقہ متاخرین است و شک نیست کہ
این طریقہ محکم تر و مضبوط تر است ترجمہ فی الحقیقت مذہب حق اور منزل
مقصود کے پہونچنے کی راہ اور دین کے گھر مین آنے کا دروازہ یہی چار مذہب
ہین جس کسی نے کہ ان راہون مین سے ایک راہ کو اور ان دروازون مین سے
ایک دروازہ کو اختیار کیا تو پھر دوسری راہ پر چلنا اور دوسرے دروازہ
مین در آنا بے فائدہ اور بیہودہ ہے اور عمل کے کارخانہ کو انتظام اور رونق
سے بگاڑ دینا ہے اور دین کی مصلحت اور خوبی سے دور پڑنا ہے اور جو کوئی
چاہے کہ تقوی اور احتیاط کو اختیار کرے تو ایک مذہب کو ان چار سے
اختیار کرکے اوس مین جو روایت راجح اور غالب ہو اور دلیل اوس کی زیادہ
قوی ہو اور فائدہ اوسکا کامل ہو اور احتیاط اوس مین زائد ہو اوسی کو
اختیار کرے اور اوس مذہب مین جو روایت ضعیف ہو یا رخصت
کی ہو اوسکو بلا ضرورت اختیار نکرے اور حیلہ بازی اور فریب سازی اور فتنہ
انگیزی اور فساد پردازی نکرے اور یہی طریقہ متاخرین علماء کا ہے اور شک
نہین ہے کہ یہ راہ بڑی سیدھی اور استوار اور خوب مضبوط و ہموار ہے
اور اوسی شرح سفر السعادت کے ۲۷ صفحہ مین ہے قرار داد
علماء مصلحت دید ایشان در آخر زمان تعیین و تحقیق مذہب



است وضبط وربط کار دین ودنیا هم درین صورت بود از اوّل مخیر است
هر کدام را که اختیار کند صورت دارد ولیکن بعد از اختیار یکے بجانب دیگرے
رفتن بے توهم سوء ظن وتفرق وتشتت در اعمال واحوال نخواهد بود قرار داد
متاخرین علما بر این است وهو المختار وفیه الخیر اجماع اور اتفاق علماء کا اور
صواب دید انکا اس اخیر زمانے مین اس بات پر ہی کہ ہر کوئی اُن چار مذہبون مین
سے ایک کو اپنے حق مین معین اور خاص کر لیوے کیونکہ کاروبار کا انتظام
اور خیریت اور دین و دنیا کی مصلحت اسی صورت مین ہی ہر شخص ابتدائے
حال مین اپنے مختار ہی کہ جس کو ان چار مذہبون مین سے چاہے ایک کو اختیار کرے
لیکن ایک کو اختیار کرنے کی بعد پھر دوسرے مذہب پر چلنا بد اعتقادی اور
بدگمانی سے خالی نہ ہوگا اور عبادات اور معاملات کے باب مین تفرقہ اور تشتت
اور اختلافات واقع ہوگا علمائے متاخرین کا اتفاق اسی بات پر ہے اور یہی
بہتر اور مختار ہی اور خیریت اور مصلحت اسی مین ہی دوسری مین نہین۔
اور اوسی شرح سفر السعادت کے ۸ صفحہ مین ہی در اذہان بعضے مردم چنان
در آمدہ کہ مذہب امام شافعی رح موافق احادیث است وسلوک وطریقہ اقتدا و
اتباع در مذہب ایشان بہتر است ومذہب امام ابو حنیفہ رح مبنی بر رائے واجتہاد است
ومخالف احادیث این سخن غلط محض وجہل صریح است آخرہ در اجتہاد حفظ کتاب الله
وحفظ احادیث رسول الله ومعرفت اقوال سلف شرط است وبے آن درست نے
وچون قیاس واجتہاد ان امام عظیم الشان اقدم واسبق ومقرر ومسلم تمامہ امت
است این گمان را مجال نبود بانکہ سبب وقوع درین ورطہ آن بود کہ بعض
محدثین کہ در مذہب امام شافعی بودند در کتابہا کہ تصنیف کردند چنانچہ مصابیح

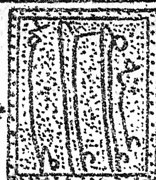
کی باریکیون کے سبب کتاب وسنت کے مخالف جانتے ہین اور اونکو اور اونکے یارون کو اصحاب الرائے کہتے ہین سو یہ قصور اس گمان کا ہے کہ اُن کے علم کی حقیقت تک نہین پہنچے اور اوسکو دریافت نکیا اور اونکی فہم اور ہوشیاری پر

ومشکوٰة ومانند آن دلائل مذہب خود را تتبع وتفحص نمودہ جمع کردند ودر احادیث
مذہب حنفی براہ طعن وجرح رفتند واین ہا بے گوشۂ تعصبے نخواہد بود واکثر ایشان
با حنفیہ بے گوشۂ تعصبے نباشند عفا اللہ عنہم نظر در کتب حنفیہ کہ در دیار عرب مشہور
است باید انداخت تا حقیقت حال منکشف گردد مواہب الرحمن کتابے است
درین مذہب شارح او التزام کردہ است کہ دلیل از آیات قرآنی واحادیث
صحیحہ بیارد وگفتہ اند کہ تردوے صندوقہا بود کہ احادیث مسموعہ خود را دران
ضبط کردہ وگفتہ اند کہ مشائخ او کہ از ایشان استماع حدیث کردہ ورا جماعتے
از صحابہ کہ از ایشان شنیدہ از تابعین سہ صد کس بودہ اند وآنہا کہ از وے
مستند کردہ اند پانصد کس اند ومجموعہ استاد وے در علم چہار ہزار کس اند وجمعے آنرا
بر ترتیب حروف تہجی جمع کردہ اند وچون احادیث کہ امام شافعی بدان تمسک نمودہ
امام ابو حنیفہ بدان تمسک نہ نمودہ مردم گمان کردہ اند کہ مذہب او مخالف
احادیث است وحال آنکہ درینجا احادیث دیگر است صحیح تر وقوی تر از ان کہ بدان
اخذ وتمسک نمودہ واین معنی بہ تفصیل بیان کردہ واثبات نمودہ اند ما اگر آنرا
ذکر کنیم سخن دراز گردد بالفعل آن مباحث موجود است طالب حق را باید کہ
بدان رجوع کند وفی الحقیقت مذہب حنفی جامع معقول ومنقول است وما نا کہ
در اغلب اوقات احوال عادت کریمہ آن امام ہمام آن بود کہ در تفہیم وتبیین
مذہب خود بجہت رعایت طبائع عامہ خلق کہ مجبول اند بر تطابق معقول ومنقول
وتائید نقل بہ عقل اقتصار بر دلیل معقول کردے وبہ قصد تسلیہ وتشفیہ طباع ایشان
در کشف آن می کوشیدے والا اصل تمسک واستدلال او بکتاب وسنت واقوال
سلف بود وخود چہ صورت دارد کہ بے رجوع بکتاب وسنت واجماع تمسک بقیاس کند وحال آنکہ

٦٧

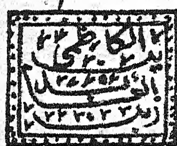
شرط عمل بدان عدم آن اصول است و دلائل عقلی ایشان در حقیقت برائے تائید و
ترجیح بعضے احادیث است بر بعضے بموافقت وے بر قیاس ولابد از احادیث
آنچہ موافق بقیاس بود راجح است نہ آنکہ قیاس در مقابل نص کردہ باشد و نیز
علم بہ صحت وضعف احادیث در زمان متاخر برخلاف زمان سابق است
چہ می تواند کہ حدیثے در زمان ایشان صحیح باشد بسبب اجتماع شرائط صحت و
قبول در رواۃ کہ واسطہ بودند میان ایشان وحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وسلم پس ازان از جہت رواۃ دیگر کہ بعد ازان آمدند ضعفے پیدا شد پس از
حکم متاخرین محدثین بضعف حدیثے لازم نیاید ضعف وے در زمان امام ابوحنیفہ
و این نکتہ ظاہر است و امام اعظم رح بجہت غایت امتیاز و فور فضل و کمال
مغبوط و محسود عالم بود و متاخرین شافعیہ را چہ گفتہ آید کہ بعض متقدمین را
نیز با آنجناب حسد گونہ بود و در حقیقت ہر کہ فاضل تر محسود تر شافعیان را این
حال است امام شافعی رح را بہ بینند کہ چہ مدح وے و مدح اصحاب وے می کند و می گوید
الناس کلہم عیال علی فقہ ابی حنیفۃ و آنچہ انکہ تقلید و اتباع امام ابوحنیفہ رح
باحادیث و اقوال صحابہ است دیگر را نیست اصحاب ابوحنیفہ ہمہ متفق اند کہ
حدیث ہر چند اسناد او ضعیف بود و مقدم تر و اولی تر از قیاس و اجتہاد است
و وے رح تا بحد ضرورت نرسد عمل بقیاس نکند و عمل بحدیث باقسامہ از دست
ندہد امام شافعی رح قیاس را بر چندین از اقسام حدیث مقدم دارد و از اقسام
قیاس نیز جز بقیاس موثر عمل نکند و قیاس تناسب و قیاس شبہی و
قیاس تردی ہمہ نزد وے متروک و غیر معمول است و در چند
مواضع قیاس را باحادیث ترک دادہ و امام شافعی عمل بقیاس کردہ

واللہ اعلم بالصواب



فقط

اگر آنرا ذکر کنم بدرازی کشد و ابو حنیفہ تقلید صحابی را در انچہ صحابی باجتہاد خود گوید واجب دانند و شافعیؒ گوید ہم رجال و نحن رجال یعنی ما و ایشان در اجتہاد برابریم و ہمہ مجتہدانیم مجتہد را تقلید مجتہد دیگر نسزد نقل است کہ امام ابو حنیفہؒ فرمود کہ عجب از مردم کہ مرا می گویند کہ تے فتوی برائے خود میدہد و حال آنکہ من ہرگز فتوی ندہم مگر بانچہ ماثور و مروی است و امام حجت عبد اللہ ابن مبارک کہ از وےؒ نقل کردہ کہ گفت انچہ از حدیث رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آید فبالراس والعین و انچہ از صحابہ رسیدہ نیز اختیار کنیم و از گفتہ ایشان برائیم و لیکن چون چیزے از تابعین بیاید ما و ایشان برابریم با ایشان مزاحمت کنیم و در تحقیق حق بحث نمائیم خلاصہ ترجمہ اوسکا یہ ہی بعضے لوگون کے گمان مین ہی کہ مذہب امام شافعیؒ کا احادیث کے موافق ہی اور حدیث کی پیروی اونکے مذہب مین زیادہ ہی اور امام ابو حنیفہؒ کے مذہب کا مدار رائے اور اجتہاد پر ہی یہ کلام محض غلط ہی او صریح نادانی ہی کیونکہ کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ اور اقوال صحابہ کو جاننا اور یاد رکھنا اجتہاد مین شرط ہی اور بغیر ان چیزون کے اجتہاد درست نہین ہے اور جبکہ امام اعظمؒ کا اجتہاد سب مجتہدون کے اجتہاد پر مقدم اور سابق ہی او سب علماء اور مجتہدون کے نزدیک ثابت ہی اور تمام امت کا مقبول ہے تو پھر یہ گمان فاسد کا محل نہین ہی اور سبب اس گمان اور زعم کا یہ ہے کہ بعضے محدثین شافعی المذہب نے کتابین حدیث کی جو تصنیف کی ہین جیسا مصابیح اور مشکوٰۃ اور اوسکی مانند تو اپنے مذہب کی دلیلین ڈھونڈھ کر اور حدیثین جو اونکے مذہب کے موافق ہین چنکر جمع کیا ہی اور جو حدیث کہ ابو حنیفہؒ کے مذہب کے موافق ہی اوس پر طعن اور جرح کیا ہے



اور حقیقت مین یہ سب تعصب سے باہر نہ تھا اور اکثر اون لوگون کے تعصب اور
بغض سے خالی نہین تھے تو اس صورت مین چاہئے کہ حنفی مذہب کی
کتابون مین جو عرب کے ملکون مین مشہور ہین نظر کیجاوے تاکہ حقیقت
ظاہر ہو جاوے کہ ہر مسئلہ حنفی مذہب کا موافق قرآن اور حدیث کے ہے
جیساکہ مواہب الرحمن حنفی مذہب مین ایک کتاب ہے کہ شارح اوسکا التزام
کرکے ہر مسئلہ کی دلیل کو قرآن اور احادیث صحیح سے لایا ہے اور منقول ہے
کہ امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک کئی صندوق کتابین حدیث کی تھین کہ جن
حدیثون کو اونہون نے اپنے اوستادون سے سنا تھا اون کتابون مین
درج کیا تھا اور مروی ہے کہ اوستاد سب اونکے جن سے اونہون نے احادیث
سنی تھین سوائے صحابہؓ کے تین سو تابعین تھے اور جن لوگون نے کہ امام سے
اونکی سند کو روایت کیا ہے پانچ سو تھے اور جب ایسا ہوا کہ امام شافعی رح
جن حدیثون سے دلیل لاتے ہین اور امام ابوحنیفہ رح اون سے دلیل نہین لاتے تو
لوگون نے گمان کیا کہ امام اعظم رح کا مذہب حدیث کے مخالف ہے اور حال
یہ ہے کہ ان حدیثون کے سوا اور بہت سی حدیثین ہین کہ اونکی بہ نسبت
زیادہ صحیح اور بہت قوی ہین جن حدیثون سے امام اعظم رح دلیل لاتے ہین
اور اس بات کو لوگون نے بالتفصیل بیان کیا ہے اگر ہم اون سب
کو ذکر کرین تو کلام دراز ہوتا ہے بالفعل یہی وہ سب احادیث موجود ہین
طالب کو چاہئے کہ ان سب حدیثون کی طرف رجوع لاوے تاکہ ان سب احادیث
مخالف کو دیکھکر شک اور شبہ مین نہ پڑے اور حقیقت مین مذہب حنفی
جامع ہے دلیل عقلی اور دلیل نقلی کو اور عادت حضرت امام اعظم رح کے

اکثر اوقات مین یون تھی کہ اپنے مذہب کے بیان مین صرف دلیل عقلی ذکر
فرماتے اس لئے کہ اکثر آدمیون کی طبیعت خوگر ہے اس بات پر نقلی بات کو
عقلی دلیل سے تطبیق دیتے ہین اور اگر کوئی امر نقلی اون کی عقل کے
موافق نہ ہو تو اوس پر خوب اعتقاد نہین لاتے اس جہت سے امام اعظمؒ لوگون
کی تسلی اور تشفی کے واسطے مسئلہ کی دلیل کو عقلی وجہ سے ظاہر کرتے تھے اور حقیقت
مین دلیل امام اعظمؒ کی قرآن اور حدیث اور قول صحابہ سے تھی اور فی الواقع
ہر مجتہد پر واجب ہے کہ حکم کسی مسئلہ کا جب تک قرآن اور حدیث اور اجماع مین
پایا جاوے تب تک قیاس کی طرف رجوع کرنا درست نہین ہے اور جب
کسی اس تین مین نہ ملے تو بالضرورۃ قیاس سے حکم کرے تو پھر ایسے امام کی طرف
کیونکر گمان ہو کہ بغیر تلاش کرنے قرآن اور حدیث اور اجماع کے قیاس سے
حکم دیا ہو اور دوسری بات یہ ہے کہ عقلی دلیل امام کی حقیقت مین واسطے
ترجیح دینی بعض حدیث کو بعض حدیث پر تھی یعنی جبکہ دو حدیث مین اختلاف
ہوتا تھا اور ترجیح کسی کی کسی طور پر نہوتی تھی تب امام اعظمؒ جس حدیث کو
دلیل عقلی کے ساتھ موافق پاتے اوسکو غلبہ دیتے تھے اور یون نہ تھا کہ
حدیث کے مقابل مین قیاس پر عمل کرتے نعوذ باللہ من ذلک اور تیسری بات
یہ ہے کہ حدیث کا صحیح اور ضعیف ہونا اگلے زمانے مین اور پچھلے زمانہ مین
مختلف ہے بہت سی حدیثین ہین کہ متقدمین کے نزدیک صحیح ہین اور متاخرین
کے نزدیک ضعیف اور یہ ہو سکتا ہے کہ جتنے راوی کہ درمیان امام اعظمؒ
کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے سب مین شرطین صحت کی
مجتمع تھین اسو اسطے وہ حدیث صحیح ہوئی پھر اون کے زمانے کے

کسی حدیث کو صحیح جان کر چارون مذہب کے خلاف کو عمل مین لاوے تو وہ بدعتی ہے اور دوزخی اور وہ اہل حدیث بھی نہین اور سچے صوفی بھی ایسی گمراہی سے بیزار ہین اور جو کوئی چارون مذہب کے حق ہونے کو انکار کرے اور حنفی یا شافعی یا مالکی یا حنبلی ہونے کو محمدی کے خلاف جانے اور اوسکو بدعتی بدعت سمجھے اور اوس مذہب کے اختیار کرنے سے نفرت کرے ایسا شخص اون اہل بدعت سے ہے کہ جنکی نماز روزہ حج زکوۃ جہاد وغیرہ

بعد راوی سب دوسرے ہوئی اور واسطہ زیادہ ہوا تب پچھلے زمانہ کے محدثون
کے نزدیک وہی حدیث ضعیف ٹھیری اسواسطے کہ اون محدثون سے پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم تک واسطے بہت ہوئے یعنی راوی سب اس حدیث کے
اون لوگون اور حضرت کے درمیان آگے سے زیادہ ہوے اور اُن سب راویون مین
شرطین صحت کی پائی نہین گئین اس لئے محدثون نے اوس حدیث کو ضعیف کہا
اپنے زعم کے موافق پھر اگر کسی محدث نے جو امام اعظمؒ کے پیچھے تھے کسی کو ضعیف کہا
ہو تو اوس سے لازم نہین آتا ہے کہ امام اعظمؒ کے زمانے مین بھی وہ حدیث ضعیف
تھی اور جب کہ امام اعظمؒ کو حدیث کا کمال امتیاز تھا اور بڑا افضل و علم تھا اکثر
لوگ اونپر حسد لیجاتے تھے متاخرین شافعیہ کو کیا کہئے بلکہ متقدمین کو بھی
اوس جناب کے ساتھ حسد تھا اور حقیقت تو یہ ہے کہ جو کوئی بڑا فاضل ہوتا ہے
تو ایک عالم کا محسود ہو جاتا ہے تعجب ہے کہ شافعیون کا تو یہ حال ہے اور پیشوا اونکے
امام شافعیؒ کو دیکھا چاہئے کہ کس قدر تعریف امام اعظمؒ اور اونکے اصحاب
کی کرتے ہین اور کہتے ہین الناس عیال علی فقہ ابی حنیفۃ یعنی لوگ اعتماد
کرنے والے ہین ابوحنیفہؒ کی فقہ پر اور تابع اور پیرو ہین اونکے اور امام اعظمؒ
کو جس قدر تابعداری اور پیروی احادیث اور اقوال صحابہ کی تھی دوسرے
مجتہدون کو نہ تھی اور اصحاب امام ابوحنیفہؒ کے سب متفق ہین اس بات پر
کہ حدیث ہرچند ضعیف بھی ہو تو قیاس پر مقدم ہے اور امام اعظمؒ کا
تو یہ طور تھا کہ جب تک ممکن ہوتا تو حدیث کو ہاتھ سے نہین چھوڑتے
آخر کو ضرورت کے وقت مین جب کوئی حدیث معتبر نہ ملتی
تب لاچار قیاس پر عمل کرتے اور امام شافعیؒ بہت سی

حدیث کی اقسام پر قیاس کو ترجیح دیتے ہین اور امام اعظمؒ صحابی کی تقلید کو جس
بات مین کہ صحابی نے اپنے اجتہاد سے کہا ہو واجب جانتے ہین اور شافعیؒ کہتے ہین
کہ ہم اور صحابی برابر ہین وہ بھی مجتہد تھے اور ہم بھی مجتہد ہین مجتہد کو تقلید
کرنی دوسرے مجتہد کی جائز نہین ہے اور امام حجت عبد اللہ ابن مبارک
نے امام اعظمؒ سے روایت کی ہے کہ فرمایا ہے امام اعظمؒ نے کہ جو کچھ حدیث
مین آیا ہے اوس کو بسر و چشم ہم قبول کرتے ہین اور جو کچھ کہ اصحاب سے
مروی ہوا ہے اوس کو بھی ہم اختیار کرتے ہین اور اوس سے باہر نہین
آتے ہین لیکن جو کچھ کہ تابعین سے منقول ہو تو ہم اور وہ برابر ہین پھر ہم
بھی تحقیق کرین گے اور حق کو تلاش کرین گے **پچیسوان سوال**
جواب سے سوال سابق کے ظاہر ہوا کہ جس کا مرتبہ اجتہاد کا نہ ہو تو ان چارون
امامون مین سے ایک کی تقلید اوس پر واجب ہے اور اگر اوس کو کوئی حدیث اوس کے
امام کے مذہب کے مخالف پہنچی تو اوس شخص کو اوس پر عمل کرنا جائز نہین ہے باوجود
اسکے کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا ہے اُترکوا قولی بخبر الرسول صلی اللہ
علیہ وسلم یعنی جب کوئی حدیث ہمارے قول کے خلاف پاؤ تو اوس پر عمل کرو
اور ہمارے قول کو چھوڑ دو اور اسی طرح سے اور امامون نے بھی فرمایا ہے
تو پھر وہ شخص اگر اس حدیث پر عمل نکرے تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے
قول پر بھی عمل نہ کیا ❊ اور امام کے حکم پر بھی نہ چلا اور دوسری بات یہ ہے
کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین ہر ایک صحابی جیسی حدیث
سنتے تھے عمل کرتے تھے یعنی صحابی مجتہد ہو یا عامی ہر ایک پر یہی واجب تھا
کہ جو حضرتؐ فرماتے اپنی اپنی سمجھ کے موافق عمل مین لاتے اور ایسا فرق نہین تھا

که جو کوئی مجتہد ہوتا تو وہ حضرت صلعم کے فرمانے کے موافق اور اپنی دریافت کے مطابق عمل
کرلیتا اور جو کوئی مجتہد نہوتا تو حضرت صلعم کے قول کو چھوڑ کر اور کسی صحابی کی جو مجتہد
تھے مثلاً ابو بکر رض یا عمر رض اونکی تقلید کرتا تو پھر اوسمین کیا سر ہی کہ اس زمانے مین اگر
کوئی شخص غیر مجتہد جب کوئی حدیث معتبر کتاب مین پاوے یا کوئی معتمد عالم سے
سنے تو اوسکو اوسپر عمل کرنا جائز نہووے بلکہ کسی مجتہد کی تقلید اوسپر واجب ہو

جواب باللہ التوفیق ومنہ التحقیق پہلے جاننا چاہیے کہ کوئی حکم حدیث کی رو سے
جو کسی کے حق مین ثابت ہوتا ہی تو اوس مین تین چیز ضرور ہی یعنی ہر شخص جب تک
تین چیز کو سمجھانے تب تک کوئی حکم کسی حدیث سے اوسکے حق مین ثابت نہین ہوتا پہلا
جانے کہ یہ کلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی دوسرا جانے کہ مراد اس حدیث
سے کیا ہی یعنی اوس کلام سے جو غرض ہو اوسکو سمجھے تیسرا جانے کہ یہ حکم ہم پر ہی
یعنی اس حکم مین ہم بھی داخل ہین دوسرون کے واسطے خاص نہین ہے
کیونکہ اگر کوئی ان تین باتون سے ایک بات کو نہ جانے گا تو اوسکے حق مین وہ
ثابت نہ ہوگا مثلاً اگر حضرت صلعم کے کلام ہونے مین شک ہو جیسا کہ کوئی حدیث فاسق
یا کافر سے سُنے تو وہ حکم ثابت نہین ہوتا ہی اور ایسا ہی اگر کسی حدیث کے مراد کو نہ سمجھے
جیسا کہ حدیث مجمل تو جب تک مراد اوسکے نہ سمجھے گا تو کیا عمل کریگا اور اسی
طرح سے جب جانے کہ یہ حکم مجھ پر نہین ہے بلکہ دوسرون کے حق مین ہی جیسا
حکم منسوخ کہ اگلے مسلمانون کے حق مین تھا تو وہ حکم بھی ثابت نہین ہوتا ہی جب یہ بات
معلوم ہوئی تو جانو کہ حضرت پیغمبر علیہ السلام جب کسی کو خطاب کرکے کوئی حکم فرماتے
تھے تو اوس شخص کے حق مین یہ تینون باتین پائی جاتی تھین پہلا امر تو ظاہر
ہے کہ جب کسی مسلمان نے حضرت صلعم کی زبان سے کوئی حکم سنا تو بے شبہ جانا کہ یہ

حکم رسول خدا کا ہی اور دوسرا امر بھی پایا جاتا تھا اسواسطے کہ حضرت علیہ السلام ہر ایک
کو اوسکی سمجھ کے موافق حکم فرماتے تھے کہ کسی طرح سے اوسکو شبہ باقی نہ رہتا تھا
جیسا مشہور ہی کہ حضرت صلعم نے خود فرمایا ہے تَكَلَّمُوا النَّاسَ عَلٰى قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ
بات کرو لوگون کے ساتھ اونکی سمجھ کے موافق یعنی لوگون سے بات اس انداز
سے کرو کہ اونکے دریافت مین آجاوے پھر اگر کوئی شخص لایق اور ذہین ہوتا تو
اوسکو اجمال اور کنایہ سے فرماتے اور اگر ایسا نہ ہوتا تو حسب حال اوسکے خوب واضح
کرکے ارشاد کرتے کہ اوسکو کچھ شبہ نہ رہتا جیسا کہ مشکوٰۃ شریف کی کتاب العلم
مین ہے عن انس رض قال كان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا تكلم
بكلمة اعادها ثلثا حتی يفهم عنه یعنی انس رض نے کہا ہی
کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی بات فرماتے تو تین بار ارشاد کرتے تاکہ
بے شبہ خوب سمجھا جاوے اور اگر کوئی کلام مبہم ہوتا تو وہ شخص مخاطب اپنے
حال کے قرینے سے یا حضرت صلعم کے حال سے یا اور بعضے لوگون کے حال سے یا اپنے
سوال کے قرینے سے یا حضرت صلعم کے کلام کے سیاق سے یا اور لوگون کی گفتگو کی
رو سے حضرت صلعم کی مراد سمجھ لیتا جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ مثال اوسکے آگے
مذکور ہوگی اور بعضا کلام ظاہر کے خلاف ہوتا تھا کہ ہر کوئی اوس کی کنہ کو
نہین پہنچتا تھا بلکہ وہ صحابی بھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مین
اکثر حاضر رہتے تھے اور حضرت صلعم کی عادات سے خوب واقف تھے اور آپ کی
صحبت کی تاثیر کے سبب اون کے دل مین صفائی اور روشنی ہوگئی تھی
کہ سخن کی تہ کو پہنچتے تھے اور حضرت صلعم کی مراد اور غرض کو خوب دریافت
کرتے تھے جیسا کہ حضرت عائشہ رض کا حال تھا اور نمونے کے واسطے اوسکی

مثال آگے مذکور ہوگی اور اگر کلام ایسا مبہم ہوتا کہ مخاطب کسی طرح سے یہی نہ بوجھتا
تو وہ ثانیاً پوچھتا جیسا کہ بہشت سے حدیث مین آیا ہی کہ حضرتؐ نے اولاً ایک
بات فرمائی پھر کسی صحابی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ اس سے کیا مراد ہی حاصل کلام
یہ ہی کہ بعضا کلام حضرتؐ کا مبہم اور خلاف ظاہر ہوتا تھا پر مخاطب اوس کی مراد
کو کسی ایک طور سے سمجھ لیتا اور ان باتون کی تفصیل اور ہر ایک کی مثال
لکھنے مین کلام دراز ہوگا اسواسطے یہان مجمل لکھا گیا انشاء اللہ تعالی شرطون
کے بیان مین بطور نمونہ کے حال اور مثال اوسکا معلوم ہوگا اور تیسرا امر یعنی
اس بات کو جاننا کہ یہ حکم ہم پر ہی یہ بھی اوس شخص کے حق مین حاصل
ہوتا تھا اس لئے کہ جب حضرتؐ نے اوسکو خطاب کرکے کوئی حکم فرمایا تو ظاہر ہے کہ
اوسکے حق مین اگر دوسرے پر خاص ہوتا تو اوسکو کیون فرماتے پھر بعد حضرتؐ کے
ان تینون باتون کو جاننا بہت دشوار ہوا اس واسطے کہ پہلا امر یعنی یقین کرنا
کہ یہ حدیث شریف ہے اور یقین اوسکو کہتے ہین کہ بغیر شبہ اور بدون تردد کے
کسی چیز کو جاننا اور حدیث مین یقین حاصل ہونے کی دو صورت ہین ایک
تو یہ کہ اپنے کان سے حضرتؐ کی زبان مبارک سے سُنے اور بعد انتقال حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ صورت اختیار سے جاتی رہی اور دوسری صورت
یہ کہ خبر تواتر سے سُنے اور اسکی صورت یہ ہے کہ نقل کرنے والے اوس حدیث کے
ہر زمانے مین اس قدر آدمی ہون کہ عقل ہرگز تجویز نہ کرے کہ اتنے لوگ سب کے سب
جھوٹھ کہتے ہین اور خبر تواتر مین یہ بھی ضرور ہے کہ ابتدا سے انتہا تک
ہر زمانے مین اور ہر طبقے مین اس قدر راوی ہون کہ ایک دوسرے سے برابر
سُنتے چلے آتے ہون اور ایسی ہی نقل کو تواتر کہتے ہین اور ایسی حدیث کو

متواترا اور حدیث متواتر مین ہر ایک راوی کا حال تحقیق کرنا اور ہر ایک کی عدالت
اور صداقت کو ثابت کرنا ضرور نہین ہی ہر ایسی روایت سے اوس حدیث مین
یقین حاصل ہوتا ہی کیونکہ عادت جاری ہی کہ جب کسی بات کو اس قدر آدمی نقل
کرتے ہین تو سنتے ہی ہر ایک کو یقین آجاتا ہے مثال اوسکی بغداد کسی شہر کا نام
اور سکندر کسی بادشاہ کا نام اور اسی طرح سے قرآن شریف کے کلام خدا ہونے پر
ہم لوگون کو جو یقین ہے تو اوسکا سبب سوا اسکے نہین ہی کہ نقل متواتر سے ثابت
ہے کہ حضرت صلعم نے اوسکو خدائے تعالی کا کلام فرمایا ہی پھر بعد حضرت صلعم کے جب پہلی صورت
متعذر ہوئی تو یقین حاصل ہونے کے لئے ایک صورت تواتر کی باقی رہی پھر اگر اتنے
راوی اوس حدیث کے نہون تو ہرگز یقین حاصل نہوگا تو اب ہر حدیث مین اس
طرح کا یقین حاصل ہونا متعذر ہی کیونکہ حدیث متواتر بہت تھوڑی ہے اسی
واسطے اللہ تعالی نے گمان غالب کو یقین کے قائم مقام فرمایا ہی یعنی جب کسی کو گمان
غالب ہو کہ یہ کلام پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی تو وہ حدیث اوس شخص کے
حق مین ثابت ہوگی اور گمان غالب جب حاصل ہوتا ہی کہ اوس کے راوی کا
حال خوب دریافت کرے جیسا کہ مشکوٰۃ کی کتاب العلم مین ہی عن ابن سیرین
قال ان هذا العلم دین فانظروا عمن تاخذون دینکم رواه مسلم
روایت ہی ابن سیرین سے کہا کہ یہ علم دین ہے یعنی قرآن اور حدیث یہی دین او
اسلام ہے سو خوب نگاہ کرو کہ کس شخص سے سیکھتے ہو دین اپنا یہ کلام اشارہ
ہے اہتمام اور احتیاط کرنے کی طرف دریافت کرنے مین احوال راوی کے یعنی حدیث کے
راوی کو خوب تحقیق کیا چاہیئے کہ پرہیزگار دیانتدار راست گفتار نیک کردار ہو اور
نہ لیا چاہیئے حدیث کو ہر کسی سے جو کوئی روایت کرے خصوصاً صاحب غرض جو

نیا مذہب نکالنے والے جدا طریقہ رواج دینے والے ہون کیونکہ وہ اپنا مذہب رواج
دینے کے واسطے بہت سے باتین دین مین افترا کرینگے اور جھوٹھ حدیثین لوگون کو سناوینگے
یہ خلاصہ ترجمہ شرح فارسی مشکوٰۃ شریف کا ہی پھر جب کسی کو راوی کی عدالت اور صداقت
اور حفاظت پر یقین ہوگا تو اسکے حق مین اوس کلام کے حدیث ہونے پر گمان غالب
حاصل ہوگا کیونکہ جب کوئی اپنے افعال مین عادل اور اقوال مین صادق ہوتا ہے
تو ظاہر حال سے اوسکے یہ سمجھا جاتا ہے کہ حدیث کی روایت مین بھی وہ سچا ہوگا
کیونکہ جھوٹھ کہنا حرام ہی خصوصاً پیغمبر علیہ السلام پر جھوٹھ بات کو افترا کرنا بڑا گناہ ہی
اس لئے ایسے شخص کی روایت پر گمان غالب ہوتا ہی لیکن یقین حاصل نہین ہوتا ہی
اسواسطے کہ یقین جب حاصل ہووے کہ کسی طرح کا شبہ اور احتمال باقی نہ رہے
اور حال یہ ہے کہ عقل کے نزدیک ایسے شخص کا بھی کاذب ہونا جائز ہی اسواسطے
کہ ہم تو صرف اوسکے ظاہر حال پر مطلع ہو سکتے ہین اور اوس کی نیت اور ارادے
اور اعتقاد پر تو خدا تعالیٰ ہی واقف ہی کیونکہ بعضے لوگ ایسے بھی ہوتے ہین
کہ اگرچہ ظاہر مین نیک کار خوش اطوار ہین لیکن باطن مین منافق اور دین
مین مفسد جیسا کہ اگلے زمانہ مین وضاع لوگ گذرے ہین اور بعضے آدمی ایسے
بھی ہوتے ہین کہ اگرچہ ظاہر اور باطن مین نیک ہین لیکن کسی غرض کے سبب سے
یا اپنے زعم مین کسی ضرورت کی جہت سے کبھی جھوٹھ کہتے ہین اور اپنے اعتقاد مین
اوسکو دینداری سمجھتے ہین جیسا کہ مولانا عبد العزیز رح نے رسالہ اصول الحدیث
مین لکھا ہے کہ نوح ابن ابی عصمت کہ فاضل اور ثقہ تھا قرآن کی سورتون
کی فضیلت مین اوس نے بہت سی حدیثون کو وضع کر کے رواج دیا اور مشہور
کیا تھا پھر جب اوس کو لوگون نے پکڑا اور سند اوس کی مانگی اور سخت

تنگ کیا تب لاچار ہو کر اقرار کیا کہ مین نے ان حدیثون کو بنایا ہی اور نیت میری خیر تھی
کیونکہ مین نے لوگون کو دیکھا کہ قرآن کی طرف کم متوجہ ہین اور دوسرے علوم کی طرف
مثل تواریخ اور فقہ کے زیادہ مشغول رہتے ہین تو لوگون کو رغبت دلانے کے واسطے
یہ حدیثین بنائین کہ ثواب کی رغبت سے یا اور کسی دنیاوی مطالب کی طمع سے
اگر قرآن پڑھین اور بیشتر تلاوت مین مشغول رہین اور سورتین یاد کرین اور اسی طرح
سے بعضے واعظ اچھے کام مین رغبت دلانے کے واسطے یا برے کام سے ڈرانے
کے لئے حدیث ضعیف بلکہ حدیثین وضعی بھی کہتے ہین باوجودیکہ جھوٹھ بات کو
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنی ہر صورت مین اور ہر تقدیر مین
حرام ہے اور راوی مین ایک امر اور بھی ضرور ہی وہ یہ ہی کہ فہم اور ضبط اور حفظ
یعنی جو کچھ اوس نے سنا ہو خوب سمجھتا اور ضبط کرتا اور یاد رکھتا ہو اگر اوسکی
فہم مین نقصان یا حافظہ مین قصور یا قوت حافظہ مین کچھ خلل ہوگا تو اوسکی
روایت پر بھی اعتماد نہ ہوگا پھر جانو کہ راوی کی عدالت اور صداقت اور
حفاظت پر یقین حاصل ہونے کا دو طریق ہی اوّل یہ ہے کہ اوسکی صحبت
مین ایک مدت دراز رہکر خوب افعال اور اقوال اوسکے دریافت کرے دوسرا
یہ ہے کہ غائبانہ اوسکا حال مفصلاً تواتر سے معلوم کرے یعنی اس قدر لوگ اس
کی عدالت اور صداقت اور حفاظت کو بیان کرین کہ ہرگز عقل تجویز نکرے کہ یہ
سب کی سب اوسکی جوٹھ تعریف کرتے ہین تو اس صورت مین اوسکی عدالت
اور صداقت اور حفاظت پر یقین ہوگا خلاصہ یہ ہے کہ اگر درمیان اوس کے
اور حضرت علیہ السلام کے ایک راوی ہو تو فقط اوسی کا حال اون دو صورت
مین سے ایک طور سے یقین حاصل کرے اور اگر ایک واسطے سے زیادہ

ہو تو پچھلے راوی کا حال اون دونون طریق سے معلوم ہو سکتا ہی لیکن اوس کے
اوپر کے راویون کا حال جو فوت کر گئے ہین رویت سے دریافت ہونا ممکن نہین ہے
صرف تواتر سے اونکا حال معلوم ہو سکتا ہی الغرض جب سب راویون کی عدالت
اور صداقت اور حفاظت پر کمال یقین حاصل ہو گا تو اوس حدیث پر گمان غالب ہو گا
اور اگر کسی راوی کے ان سب حالات پر یقین کلی حاصل نہو بلکہ اگر کسی طرح کا بھی اوسکے
حال مین شبہ واقع ہو حتی کہ اگر کوئی راوی مجہول الحال ہو یعنی وہ سب صفات جو
راوی مین شرط ہین کچھ معلوم نہو تو اوس حدیث مین یقین کا تو کیا گذر ہی گمان
غالب بھی حاصل نہو گا اور یقین یا گمان غالب جب تک کسی حدیث پر نہو تو اوس کو
روایت کرنا جائز نہین ہی جیسا کہ مشکوٰۃ کی کتاب العلم مین ہی عن ابن عباس رضؓ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتقوا الحدیث عنی الا ما علمتم الخ یعنی پرہیز
کرو تم حدیث کی روایت کرنے کو مجھ سے مگر جس حدیث کو کہ یقین جانو کہ وہ مجھ سے ہی
آخر تک اور مشکوٰۃ کی باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ مین ہی وعن ابی ھریرۃ رضؓ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع
یعنی بس ہی مرد کو جھوٹھ کہنے مین اس قدر کہ حدیث کرے جو کچھ سنے یعنی اگر کوئی
کسی طرح کا جھوٹھ نہ کہے لیکن جو کچھ لوگون سے سنے بے تحقیق کئے ہوئے اوسکو روایت
کرے تو اسی قدر بس ہی جھوٹھ کہنے کو تو معلوم کیا چاہیے کہ جب آدمی بے تحقیق
کسی بات کے نقل کرنے مین دروغ گو بنتا ہی تو کوئی حدیث بے تحقیق اور بدون
علم کے روایت کرنے مین اوسکا کیا حال ہو گا پھر اس زمانے مین بھی اگر کوئی چاہے کہ کسی
حدیث کو خود تحقیق کرے تو اوسپر واجب اور ضرور ہی کہ اپنے اوستاد سے یعنی جس سے
اوس حدیث کو سنا اوس سے لیکر صحابی تک جتنے راوی گذرے ہین ہر ایک کا

حال الگ الگ کما حقہ اسی طور سے کہ سابق مذکور ہوا خوب دریافت کرے پھر جب
ہر ایک راوی کا حال بالتفصیل یعنی عدالت اور صداقت اور حفاظت ہر ایک کی
یقین سے معلوم ہو جاوے تب وہ حدیث اسکے حق مین ثابت ہو گی اور اگر ایک
راوی کے حال مین بھی شبہ گذریگا یعنی اگر کسی راوی کی عدالت یا صداقت یا فہم
یا ضبط یا حفظ مین یقین نہوگا تو اوس حدیث مین بھی شبہ ہوگا اور اوسکے حق
مین وہ حدیث ثابت نہ ہو گی پھر اس زمانے مین سب راویون کا حال دریافت کرنا
بہت مشکل ہے بلکہ متعذر ہے کیونکہ کس قدر لوگ گذرے ہین کہ اونکا احوال خبر
متواتر سے تو کیا معلوم ہوگا نام بھی اونکا مشہور نہین ہے اور سابق مذکور ہوا ہے
کہ راویون کے حال کو بالیقین جاننا ضرور ہے اور یقین سے جاننے کی دو ہی
صورتین ہین یا تو خود مدت دراز اوسکی صحبت مین رہے یا خبر تواتر سے سُنے اور بعضے
لوگون سے اوسکا حال سننا یا کسی کتاب تواریخ مین دیکھنا کفایت نہین کرتا پھر
جب یہ معلوم ہوا تب جانو کہ کسی حدیث کو فقط کسی کتاب معتبر مین دیکھنا
یا صرف کسی عالم متعہد سے سُننا کسی کے حق مین کافی نہ ہوگا کیونکہ اوسکے حق
مین ثابت موقوف اس بات پر ہے کہ وہ شخص خود اپنی تحقیق سے احوال سب راویون کا
بالیقین معلوم کرے اور ان دونون صورتون مین راویون کا حال کچھ ثابت نہ ہوا
اور بالفرض اگر حاصل ہوا ہو تو اوس شخص کے حق مین ثابت ہوا کہ جس نے
اس کتاب کو جمع کیا تھا یا خود یاد رکھا تھا طالب کے حق مین تو یہ ضرور ہے کہ سب کا
احوال خود تحقیق کرے اور تواتر سے سُنے تب اوسکے حق مین ثابت ہوگا اور اس مقام
کے بیان اور تحقیق سے کوئی یہ نہ سمجھے اور نہ کہے کہ اس تقدیر مین کسی کتاب
حدیث بلکہ کسی حدیث پر اعتماد نہ رہا اور سب مین شک اور شبہ پڑ گیا سو جواب

اوسکا یہ ہی کہ فرق ہے درمیان تحقیق اور تقلید کے یعنی کسی حدیث کے پانے کے
دو طریق ہین ایک یہ کہ طالب آپ تلاش کرکے ثابت کرے دوسرا یہ کہ کسی عالم محقق
کی پیروی کرے خواہ اوسکی زبان سے سُنکر یا اوسکی کتاب مین دیکھ کر اور سابق
جو مذکور ہوا تحقیق کا بیان تھا اور تقلید کی صورت دوسری ہی پھر اگر ایک شخص
نے کسی عالم محقق پر اعتماد کرکے اوسکی کتاب مین ایک حدیث پائی اور اوسکو مان
لیا تو حقیقت مین اوس حدیث کی بہ نسبت اوسکے مصنف کی تقلید ہوئی اور اوس
عالم کی صرف پیروی ٹھیری اپنی کچھ تحقیق نہ ہوئی پھر اس زمانے مین جو شخص
آرزو رکھے کہ تقلید کسی مجتہد کی نہ کرے بلکہ خود آپ جو حدیث مین پاوے عمل کرے تو یہ بھی
اوسکی ہرگز حاصل نہ ہوگی کیونکہ کوئی حدیث حاصل کرتے مین اوسکو کسی عالم کی تقلید کرنی
ضرور ہوگی اور کسی کتاب کی پیروی ناچاری کرنی پڑیگی تو جس سے بھاگے گا آخر کو اوسی
مین جا گریگا اور دوسری بات یہ ہے کہ بالفرض اگر کسی غیر مجتہد نے کسی عالم کی تقلید
کرکے اوسکی کتاب پر اعتماد کر لیا اور تقلید کی لحاظ سے حدیث پر اوس کتاب کے اعتقاد کیا
لیکن حدیث کی مراد کو سمجھنے کے واسطے اور اوس سے حکم نکالنے کے لئے جو سب شرطین
ضرور ہین جیسا کہ آگے مذکور ہو گئین کہان سے حاصل کریگا آخر کو گھبرا گھبرا کر لاچار ہوکے
اوس حدیث کی مراد کو سمجھنے اور حکم نکالنے مین اوسکو کسی عالم مجتہد کی تقلید کرنی ضرور
ہوگی تو حقیقت مین پھر انتہا اور ٹھکانا اوسکا تقلید کی طرف رجوع کریگا تو پھر ابتدا
ہی سے اوسنے کیون نہین اپنے اوپر تقلید کسی مجتہد کی واجب کر لی تھی اور افسوس صد افسوس
ہی اوسکے حال پر کہ جو شخص امام اعظم مجتہد مقدم کی تقلید سے انکار کرے اور عار
رکھے اور پھر آخر مین دوسرے عالم کی کہ جنکو نسبت شاگردی کی بھی آنحضرت رح کی
ساتھ نہین ہی تقلید کرے خدا ہمکو اپنی پناہ مین رکھے ایسی حماقت اور ضلالت سے اور امام

ابو حنیفہ رح نے جو فرمایا ہی اترکوا قولی بخبر الرّسول صلی اللہ علیہ وسلم تو اوس کے
معنی یہ ہین کہ جب تم کوئی حدیث کو اپنی تحقیق سے پاؤ تو ہمارے قول کو جو ہمنے اپنی
اجتہاد سے کہا ہی اوسکو چھوڑ دو پھر جو قول اونکا کسی آیت یا حدیث یا اجماع کی موافق
ہو تو وہ حقیقت مین اونکا قول نہین ہی بلکہ حکم خدا اور رسولؐ کا ہی اوسکو چھوڑنے
کے کچھ معنی نہین پس جو حکم اجتہادی امام کا ہی اوسکی بہ نسبت امام نے یہ فرمایا ہے
لیکن یہ کلام امام کا حکم عام ہر خاص و عام کے حق مین نہین ہی کیونکہ اگر عام ہوتا
تو یون فرماتے یترک قولی کل من سمع خبر الرّسول یعنی جو کوئی حدیث سُنے
تو چھوڑ دے ہمارے قول کو بلکہ یہ حکم امام کا خطاب خاص ہی اپنے شاگردون کے لئے
کہ جن کا مرتبہ حدیث کی تحقیق کا تھا اور اونکو لیاقت اور قدرت حدیث پر عمل
کرنے کی تھی جیسے امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ اور امام زفر وغیرہ اسواسطے کہ
حدیث پر عمل کرنیکے واسطے ایک شرط جو سابق مذکور ہوئی اوسکے سوا اور بھی بہت
سی شرطین ہین کہ آگے مذکور ہونگی اور اون سب شرطون کا پایا جانا عوام مین غیر
ممکن ہی بلکہ اس زمانے کے عالمون مین بھی متعذر ہی لیکن خدائے تعالیٰ قادر ہی
کہ کسی کو وہ رتبہ اپنے فضل سے عنایت کرے جیساکہ جواب سابق مین شرح سفر السعادۃ
سے منقول ہوا پھر اگر کوئی اس مقام کو دیکھکر شبہ کرے اور کہے کہ جب مقلد
کو حدیث پر عمل کرنا درست نہین ہے تو پھر سابق کے مسئلون مین حدیثون سے
کیون تم دلیل للائے ہو تو جواب اوسکا یہ ہی کہ ہمنے اون مسئلون کو کہ سابق ذکر کیا
ہی اوس سب کو ہمارے امام نے قرآن اور حدیث سے استنباط کیا اور فقہ کی
کتابون مین ثابت ہوا ہی لیکن جبکہ بعضے لوگ کہتے ہین کہ فلانا مسئلہ فقہ کا غلط ہی
حدیث سے ثابت نہین ہی اسواسطے ہم نے ان مسئلون کی دلیل کو حدیثون سے

جن جن کتابون سے پایا بیان کیا تاکہ عوام کو ان مسئلون مین شبہ نہ پڑے اور
جو مسئلہ کہ امام سے ثابت ہوا ہی صرف اوسکی دلیل کو بیان کرنا مقلد کی حق مین ممنوع
نہین ہی اسکے بعد یہ جانو کہ اگر کوئی حنفی کسی حدیث کو اوس کتاب مین پاوے
کہ جمع کرنیوالا اوسکا حنفی ہو جیساکہ مشکوٰۃ اور بلوغ المرام وغیرہ تو دو حال سے
خالی نہین ہے یا تو امام اعظمؒ کے قول کے موافق ہوگی یا مخالف اگر موافق ہوئی
تو کچھ کلام نہین اور اگر مخالف ہوئی تو اوس حدیث پر عمل کرنا حقیقت مین اوس
عمل کی بہ نسبت اوسکے مصنف کی تقلید کرنی ہوئی اور امام اعظم کی تقلید سے مُنہ پھیرنا
حالانکہ اوس قول مخالف کی ترجیح کی کوئی وجہ نہین ہی اسواسطے کہ امام اعظمؒ کا قول
بھی البتہ کسی آیت یا دوسری حدیث یا اجماع سے ثابت ہی صراحۃً یا ضمناً ہوا اور یہ
گمان نہین ہو سکتا ہی کہ حدیث صحیح غیر منسوخ معلوم ہوتی امام نے اپنے قیاس سے کہا ہو
کیونکہ قیاس پر عمل کرنا جب جائز ہوتا ہی کہ قرآن اور حدیث اور اجماع مین پایا نجاوے
اور یہ شبہ بھی محض بیجا ہی کہ امام کو اوس حدیث کی خبر نہین پہونچی تھی اسواسطے
کہ اوس زمانے مین بہت سے صحابی موجود تھے اور وہ زمانہ تابعین کا تھا اور
لوگ حدیثون کو صرف زبانی یاد رکھتے تھے اور ڈر سے بھولنے کے عالمون مین
اکثر چرچہ اوسکا رہتا تھا تو اگر وہ حدیث صحیح غیر منسوخ ہوتی اور حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا بھی عمل اوسپر ہوتا تو ظاہر یہی ہی کہ وہ حدیث البتہ مشہور ہوتی اور
لوگون کے عمل مین آتی پھر صرف یہ گمان اور شبہ کرکے امام اعظمؒ کی تقلید سے
بھاگنا اور دوسرے محدث کی طرف دوڑنا دین مین کھیل کرنا ہی نعوذ باللہ
منہ بلکہ ظاہر اور غالب یہی ہی کہ ترجیح امام اعظمؒ کے قول کو ہی اسواسطے کہ امام
اعظمؒ کا زمانہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت قریب تھا اوس زمانے مین تھی کہ جبکے

خیریت کی گواہی حضرت علیہ السلام نے دی ہی کیونکہ وہ تابعین سے تھے اور بیس
صحابی سے اونکو ملاقات ہوئی اور سات صحابی سے اونہون نے حدیث روایت کی
جیساکہ درمختار کے خطبہ مین لکھا ہی اور تین سو تابعین سے حدیث کو سنا اور کئی
صندوق حدیثون کی کتابون کی اونکے پاس تھے جیساکہ شرح سفرالسعادت کے
خطبہ مین مرقوم ہوا ہی پھر ظاہر ہی ہی کہ جس قدر اونکو حدیث صحیح پہونچی تھی
اور جتنی اونکو حدیث کی تحقیق حاصل ہوئی تھی باقی مجتہدون کو اور حدیث کی
کتاب جمع کرنے والون کو جو اونکے بعد ہوے ایک کو بھی یہ بات حاصل نہ تھی پھر
جو حدیث کسی مخالف کی کتاب مین ہوگی تو وہ حدیث وضعی ہوگی یا ضعیف یا منسوخ
یا ماول کسی تاویل کرکے جیساکہ جواب سابق مین تفصیل اوسکی شرح سفرالسعادت سے مذکور
ہوئی چنانچہ امام اعظم کے بعد ہزارون علما اور فضلا نے جو امام اعظم کے مسائل اور دلائل
کو حدیث کی کتابون سے ملایا تو اگر کبھی کسی حدیث کو اونکے مذہب کے خلاف پایا تو آخر
بعد تحقیق کے یون معلوم ہوا کہ وہ حدیث وضعی تھی یا ضعیف یا منسوخ یا ماول یا اوسکی
مقابل مین دوسری حدیث زیادہ قوی ہی جیساکہ آمین بالجہر کی اور رفع یدین کی
حدیث کا بیان سابق مذکور ہو چکا ہی اور اسی طرح سے جتنی حدیث مخالف ہی سب کا
یہی حال ہی تفصیل اوسکی فقہ کی بڑی کتابون مین ہی جیسا فتح القدیر اور بحر الرائق
اور مواہب الرحمن اور تبیین الحقایق اور کافی اور شروح ہدایہ اور تخریج الہدایہ
وغیرہ جس کو اس بات مین شبہ یا تردد ہو تو اگر وہ کچھ علم رکھتا ہی تو چاہیے کہ
وہ فقہ اور اصول فقہ کی کتابین دیکھے اور اگر وہ شخص جاہل ہی تو اوسکے حق مین
اسی قدر کافی ہی کہ بیشمار علماء اور بیحساب اولیا اونکے مقلد تھے اور مرتے دم تک
اونھین کی پیروی کرتے رہے اور تمام جہان کے مسلمانون مین تخمیناً تین حصے حنفی

ہونگے اور ایک حصّہ اور مذہب والے اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کہ اصل مقام دین اور شریعت کا ہی حاکم اور قاضی اور مفتی وہان کے امام اعظمؒ کے مذہب کے موافق احکام شرع کو جاری کرتے ہین آور پہلا امر یعنی یقین کرنا کہ یہ کلام حدیث ہے جیسا اسمین راوی کی عدالت اور صداقت اور محافظت تحقیق کرنی ضرور ہی ایک آور امر بھی ضرور ہی اور وہ یہ ہی کہ معلوم کرنا اسکا کہ راوی نے آیا حضرتؐ کے قول کو بالفاظہ اور بعبارتہ یعنی بدون تغیر اوسکے لفظون مین نقل کیا ہی یا اپنی سمجھ کے موافق مطلب اوسکا اپنی عبارت مین ادا کیا ہی اگر اول ہی تو مقبول ہی اور اگر ثانی ہی تو دو حال سے خالی نہین ہے اگر راوی مجتہد ہی تو مقبول ہی اور نہین تو مردود کیونکہ اکثر کلام حضرتؐ علیہ السلام کا جوامع الکلم ہی یعنی لفظ تھوڑے اور معنی بہت اور بعضا کلام مبہم یا خلاف ظاہر پھر جو مجتہد ہی تو البتہ حضرتؐ کی مراد کو سمجھ سکتا ہی اور غیر مجتہد اون سب معانی کو ضبط نکر سکیگا اور غرض حضرتؐ کی اکثر نہ سمجھے گا تو پھر اکثر غلطی مین پڑجاویگا اس لئے اوسکی روایت پر اعتماد نہین جیسا کہ مشکوٰۃ کی کتاب العلم مین ہی وعن ابن مسعود رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نضر اللہ عبدًا سمع مقالتی فحفظہا ووعاہا واداہا فرب حامل فقہ غیر فقیہ ورب حامل فقہ الی من ہو افقہ منہ الحدیث ترو تازگی دیوے خدا اوس بندہ کو کہ جس نے سُنا ہمارے کلام کو پھر یاد کیا اوسکو جیسا سنا اور نگاہ رکھا اوسکو اور پہنچایا اوسکو لوگون کو آخر تک وعن ابن مسعود رض قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول نضر اللہ امرءً سمع منا شیئًا فبلغہ کما سمعہ فرب مبلغ اوعی لہ من سامع یعنی تازگی بخشے خدا اوس مرد کو جس نے سنا مجھ سے کوئی کلام پھر پہنچایا اوسکو جیسا سنا تھا سو بہت پہنچائی گئی زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہین سننے والے سے اور مشکوٰۃ کے

شرح مین شیخ عبدالحق دہلوی نے لکھاہی خلاصہ اوسکا یہ ہی کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہی اس بات پر کہ حدیث کو بلفظہ روایت کرنا چاہیے اور نقل بالمعنی مین علماء کا اختلاف ہی لیکن مختار یہ ہی کہ اگر راوی کلمات کے موارد کو اور عبارت کے استعمالات کو اور الفاظ کے مقامات کو اور کلمات کے محاورات کو اور نکات اور اشارات اور مقتضیات کو خوب جانتا ہو اور کمال حذاقت اور لیاقت رکھتا ہو تو جائز ہے اور نہین تو درست نہین اسکے بعد دوسرا امر یعنی اوس حدیث کی مراد کو سمجھنا بہت سے امر پر موقوف ہے اس مقام مین بطریق مثال کے چند امور ذکر کئے جاتے ہین اور وہ شرطین کہ جن کا مضمون دقیق ہی اور عوام کو اونکا سمجھنا دشوار ہی یہان ذکر نہین کیا گیا بلکہ اوسکو اصول فقہ اور اصول حدیث کی کتابون پر حوالہ کیا گیا پہلا یہ کہ اگر وہ شخص عربی ہو تو چاہئے کہ اہل فصاحت و بلاغت سے ہو اور اپنی زبان دانی مین مہارت تمام اور مشق کامل رکھتا ہو اور اگر عربی سے ایسا ماہر نہ ہو یا عجمی ہو تو علم صرف اور نحو اور لغت اور بلاغت کے قواعد کی خوب ضبط رکھے اور اصطلاحات اور محاورات اور استعمالات کو خوب جانے تاکہ لفظی معنی کو اولاً سمجھے جیسا کہ مائۃ مسائل مین ہے حافظ ابن حجر نے فتح المبین مین لکھا ہی البدعة منقسمة الی الاحکام الخمسة لانہا اذا عرضت علی القواعد الشرعیة لم تخل عن واحد من تلک الاحکام فمن البدع الواجبة علی الکفایة الاشتغال بالعلوم العربیة الواجبة المتوقف علیها فهم الکتاب کالصرف والنحو واللغة و المعانی والبیان یعنی بدعت کی پانچ قسم ہین حرام مکروہ واجب مستحب مباح کیونکہ جب اسکو نسبت کیا جاوے قواعد شرعیہ کی طرف تب خالی نہوگا ایک

ایک رسالہ تنویر العینین کا جو بعض لوگ آدمیون نے اون کی شہادت کے بعد اونکا کرکے مشہور کیا اگر وہ اونکا ہو تو بھی بسبب اسکے کہ اونہون نے رفع یدین آخر عمر مین ترک کیا اس بات مین معتبر نہ رہا موافق مذہب اہل حدیث کے

ان پانچ احکام سے پھر بدعت واجب علی الکفایہ کی قسم سے ہی سیکھنا علوم عربیہ کو جو
موقوف ہی اس پر سمجھنا قرآن کا جیسا صرف۔ نحو۔ لغت۔ معانی۔ بیان اور ایسا ہی
سمجھنا حدیث کا بھی موقوف ہی ان سب علمون پر اور مائۃ مسائل مین ہے قال
القسطلانی فی شرح البخاری فی بیان احوال ابی الاسود حاتم بن عمرو بن
سفیان الدیلمی وھو اول من تکلم فی النحو بعد علی بن ابی طالب رض
کہا قسطلانی نے شرح بخاری مین احوال مین ابی الاسود حاتم کے کہ وہ شخص پہلا
اون لوگون کا ہی جس نے بعد حضرت علیؓ کے علم نحو مین کلام کیا یعنی سب سے پہلے
تو حضرت علیؓ نے علم نحو کو تصنیف فرمایا پھر اونکے بعد اور لوگون کی بہ نسبت اول
ابی الاسود نے علم نحو کو جمع کیا اور اوسی مائۃ مسائل مین ہی وفی الدر المنثور عن
ابی بکر محمد ابن القاسم الانباری فی کتاب الوقف وابن عساکر فی تاریخه
عن ابن ابی ملیکة قال امر عمر بن الخطاب ان لا یقرء الناس الا عالم
باللغة وامر الاسود بوضع النحو تفسیر در المنثور مین ہی ابی بکر محمد ابن قاسم رض
سے کتاب الوقف مین اور ابن عساکر سے کتاب تاریخ مین ابن ابی ملیکہ سے کہ کہا حکم کیا عمرؓ
نے کہ قرآن نہ پڑھاوے آدمیونکو مگر جو شخص کہ عالم ہو علم لغت کا اور حکم کیا اونہون نے ابی الاسود کو تصنیف
کرنیکو علم نحو کی اور کہا حافظ ابن حجر نے فتح المبین مین پانچوین حدیث کی شرح مین فاما ما لا ینا
فی ذلک بان یشهد له شیء من ادلة الشرع او قواعده فلیس یرد علی فاعله بل
هو مقبول منه کاستخراج علوم اللغة والنحو والمعانی والبیان فذلک
کله معلوم حسنه ظاهر فائدته معین علی معرفة کتاب الله تعالی وفهم
معانی کتابه وسنة رسول الله صلعم فتکون ماموراً به وکوضع
المذاهب وتدوینها فانه مقبول من فاعله مثاب ممدوح علیه خلاصه

یہ ہے جو بدعت کہ کسی دلیل شرع کے موافق ہو تو وہ مردود نہین ہے بلکہ مقبول
ہے جیسا علم لغت نحو معانی بیان کہ حسن اس سب کا معلوم اور فائدہ اسکا
ظاہر اور کلام اللہ کے دریافت اور قرآن اور حدیث کے معنی سمجھنے پر مددگار ہے
تو یہ سب بھی شرع کا حکم ہے اور اسی طرح سے سب مذہب کو معین اور مقرر کرنا
اور اوسکو جمع کرنا شرع مین مقبول ہے اور فاعل کو اوس کے آخرت مین
ثواب اور دنیا مین تعریف ہے پھر اوس کے بعد مراد اور غرض حضرت علیہ السلام
کی سمجھنے مین اور بہت سی چیزین بھی ضرور ہین منجملہ اُن شروط کے یہ ہی کہ کلام کے سیاق کو
دریافت کرے یعنی اوسکے رویّہ اور روش کو بخوبی سمجھے اسواسطے کہ بہت سے الفاظ
حدیث اور قرآن کے ہین کہ اگر صرف اوسی ایک جملہ مین نظر کیجیے تو ایک معنی سمجھے
جاتے ہین اور اگر سیاق اور سباق کی طرف لحاظ کیجیے تو مراد اوس کلام کی دوسری
معلوم ہوتی ہے جیسا کہ مشکوۃ کے باب التیمم مین ہے خلاصہ اوسکا یہ ہی کہ کہا جابر نے
نکلے ہم لوگ کسی سفر مین پھر ہم لوگون مین سے ایک مرد کا سر پتھر سے ٹوٹا اور بعد اس کے
اوسکو احتلام ہوا تب اوسنے ہمراہیون سے اپنے پوچھا کہ آیا تم سمجھتے ہو کہ تیمم ہمارے
واسطے درست ہی بولے کہ تیرے واسطے درست نہین اس واسطے کہ تیرے پاس
پانی موجود ہے اور خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا
طَيِّبًا اگر تم پانی نہ پاؤ تو تیمم کرو الغرض لوگون نے صرف اسی آیت پر نظر کرکے کہا
کہ تیمم تجکو درست نہین تب لاچار ہو کر اوسنے غسل کیا پھر پانی اوس کے زخم مین سرایت
کرگیا آخر کو وہ مرگیا جابرؓ کہتے ہین کہ جب ہم سب حضرت علیہ السلام کے نزدیک پہنچے
اور حضرتؐ نے اس قصے کو سُنا تو فرمایا قتلوہ قتلھم اللہ الا سألوا اذا لم یعلموا فانما
شفاء العی السوال یعنی فتوا دینے والون نے اوسکو مار ڈالا خدا تعالیٰ اونکو مارے

چونکہ اونہون نے بے علم کے فتوی دیا اسواسطے حضرتؐ نے اونکو بد دعا دی اور
فرمایا کہ اگر تم علم نہین رکھتے تھے تو کسواسطے علماء سے نہین پوچھا کہ نہین ہی دوا
نادانی اور نارسائی کی مگر سوال کرنا اور پوچھنا عالم سے خلاصہ اس قصہ کا یہ ہے کہ
اون لوگون نے صرف اس ایک آیت کو ملاحظہ کرکے حکم دیا اور آیت کے آگے اور پیچھے کو
نظر نہ کیا کہ اللہ تعالی پہلے اوسکے فرماتا ہی وَاِن کُنتُم مَّرضَیٰ اَو عَلیٰ سَفَرٍ یعنی اگر تم بیمار
ہو یا سفر مین ہو اور پیچھے اوسکے فرماتا ہی مَا یُرِیدُ اللّٰہُ لِیَجعَلَ عَلَیکُم مِّن حَرَجٍ
یعنی خداے تعالی ارادہ نہین کرتا ہی کہ کوئی حکم تمپر کرے کہ اوس مین تمپر سختی اور
تنگی ہو پس کلام سابق اور لاحق سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ مراد اس آیت سے یعنی
فَلَم تَجِدُوا مَاءً سے یہ ہی کہ تم کو پانی کے استعمال پر قدرت نہو تو اوس تقدیر مین
تیمم درست ہی تو معلوم ہوا کہ اس شخص زخمی کے حق مین تیمم درست تھا اور اسی
واسطے حضرت علیہ السلام نے ناخوش ہو کر اون کو بد دعا دی نعوذ باللہ من
غضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا بچاوے ایسی نادانی سے کہ حضرت
علیہ السلام کی بد دعا مین پڑین اس حدیث سے کئی فائدے حاصل ہوئے پہلا یہ کہ بعضا
کلام اللہ تعالی کا اگلی یا پچھلی بات سے علاقہ رکھتا ہی کہ جب تک اوسکو نہ ملاوے تو
مراد اوسکی نہین سمجھی جاتی دوسرا یہ کہ اگر کسی کو علم اور قدرت قرآن کے مطلب سمجھنے کا
نہوا اگرچہ لفظی معنی سمجھتا ہو بلکہ اگرچہ اہل زبان بھی ہو لیکن اوسکے ساتھ بھی اوسکو
قرآن سے اپنی سمجھ کے موافق مسئلہ دینا درست نہین ہی اور تیسرا یہ کہ جسکو قابلیت
قرآن کی مراد سمجھنے کی نہو تو وہ کسی عالم سے پوچھے اور اپنی راے اور اپنی عقل ناقص کو
قرآن مین دخل نہ دیوے اور چوتھا یہ ہی کہ اگر کوئی بےعلم کسی کو غلط مسئلہ بتاوے
اور اوسمین کچھ گناہ ہو تو وہ گناہ مسئلہ بتانیوالے پر پڑتا ہے اور پانچوان یہ ہی کہ جو کوئی

ایسا کریگا تو وہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ناخوشی اور دعا بد مین پڑیگا اور
ظاہر ہے کہ جب وہ حضرت کی بد دعا مین پڑا تب عذاب الٰہی مین بھی مقرر گرفتار ہوا
نعوذ باللہ من غضب اللہ ومن سخط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور
مشکوٰۃ کی کتاب العلم مین لکھا ہی اور یہ حدیث عمرو بن شعیب کی طویل ہی جس قدر یہان
درکار ہی لکھا جاتا ہی فما علمتم منہ فقولوا وما جہلتم فکلوہ الیٰ عالمہ یعنی
حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہی جو بات قرآن سے جانو تو کہو اور جو نہ جانو اوسکو
اوس کے عالم کی طرف سونپو اور اوسی کتاب مین ہی عن ابی ہریرۃ رضی قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ اُفْتِیَ بغیر علمٍ کان اثمہ علیٰ من افتاہ یعنی
جوکوئی فتویٰ دیا جاوے بدون علم کے تو گناہ اوسکا اوسپر ہی کہ جسنے اوسکو فتویٰ دیا اب
خوب غور کرکے سمجھا چاہیے کہ اصحاب حضرت کے اہل زبان تھے قرآن اور حدیث کو
سمجھتے تھے کیونکہ اونہین کی زبان کے موافق قرآن اور حدیث وارد ہوا تھا باوجود
اسکے جو لوگ کہ علم اور فہم کامل رکھتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو مسئلہ
نکالنے کو اور فتویٰ دینے کو منع فرمایا اور پیروی کرنی کسی عالم کی ارشاد کیا پھر جو
شخص عجمی ہو اور صرف نحو بلاغت کے قواعد سے بھی واقفیت نہ رکھتا ہو اور
لغت عربی کو نجانتا ہو اور اصطلاحات و استعمالات پر بھی مطلع نہ ہو اور جو علوم کہ
قرآن اور حدیث کے سمجھنے کے واسطے ضرور ہین اوس سے تو محض ہی غافل ہو صرف
ترجمہ قرآن اور حدیث کا پڑھا ہو تو ایسے کو فتویٰ دینا اور قرآن اور حدیث سے مسئلہ نکالنا
بے شبہ حرام ہی اور جبکہ صحابی باوجود ہم زبان اور ہم صحبت ہونے کے حضرت علیہ السلام
کی بد دعا مین پڑ گئی تو پھر ایسے لوگ کہ اونکو زبان عربی مین بھی کچھ دخل نہو تو کیا
عجب ہے کہ حضرت کی لعنت مین پڑ جاوین نعوذ باللہ منہا بلکہ ایسا شخص خود گمراہی

اکثر جماعت فقہا ہین
کی روایت کو ترک کرتے ہین
اور کہتے ہین ہم سوا محمد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کی
تقلید نہین کرتے ہین ہم خالص
محمدی ہین اور رجال پر تحقیقات
وہ اپنے نفس کے مقلد ہین
اور معبود اپنا اونہون نے
ہواے نفسانی کو ٹھیرایا

اور جسکی برائی کو گواہی دین
وہ برا ہے کیونکہ وہ اللہ کے
گواہ ہین زمین مین سو ایسا
ہی حال ہے اون لوگون کا
پس جن لوگون کو فقہاے
دین کی جماعت محمدی خالص
جانین وہ البتہ محمدی ہین
اور جن کو محمدی خالص
نہ جانین وہ ہرگز محمدی
نہین لوگ کہ وہ آپ کو
محمدی کہا کرین ایک
نافہم نے اس جدید
الضلالت مین سے اپنا
نام عبد الحق محمدی
رکھا کر کئی حدیثین

مین پڑکر دوسرون کو بھی گمراہی مین ڈالیگا جیسا کہ مشکوٰۃ کی کتاب العلم مین ہی عن
عبداللہ بن عمرو رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا یقبض
العلم انتزاعا ینتزعہ من العباد ولکن یقبض العلم بقبض العلماء حتی
اذا لم یبق عالما اتخذ الناس رؤسا جہالا فسئلوا فافتوا بغیر علم
فضلوا واضلوا متفق علیہ خلاصہ ترجمہ اس مقام کا یہ ہی کہ آخر زمانے مین علما
نہین رہین گے اسوقت لوگ جاہلون سے مسئلہ پوچھین گے تب وہ جہال بدون
علم کے فتویٰ دین گے پھر وہ آپ گمراہ ہونگے اور دوسرونکو بھی گمراہ کرینگے نعوذ باللہ
منہا پھر جانو کہ قرآن کی طرح بہت سی حدیثین ہین کہ مراد اونکی سمجھنی موقوف ہے
اگلی یا پچھلی بات پر اور اکثر ایسا بھی واقع ہوتا ہی کہ راوی صرف ایک دو جملہ حدیث
کی نقل کرتا ہے اور کلام سابق کو یا سخن لاحق کو چھوڑ دیتا ہی یا اس سبب سے کہ باقی
کو بھول گیا یا اس جہت سے کہ اوس راوی نے اسی قدر سنا تھا لیکن جب اوسکی
روایت کو دوسرے راویون کی روایت سے ملایا جاتا ہے تب معلوم ہوتا ہی کہ اس حدیث کے
ماقبل یا مابعد یہ جملہ بھی ہی تو اگر کوئی صرف حدیث کے اوسی ٹکڑے پر نظر کرے تو ایک مراد
سمجھی جاتی ہی لیکن جب کلام سابق کو یا کلام لاحق کو لحاظ کیا جاوے تو ظاہر ہوتا ہے
کہ یہ مراد نہین ہی بلکہ مراد اس کلام کی دوسری ہی جیسا کہ یہ حدیث مشہور اکثر
حدیث اور فقہ کی کتاب مین ہی انما الاعمال بالنیات تو اس کلام کے ظاہر سے
یہی سمجھا جاتا ہے کہ ہر عمل موقوف نیت پر ہی یعنی حکم دنیاوی اور حکم اخروی موقوف
نیت پر ہی اگر کسی عمل مین نیت پائی جاوے تو وہ عمل صحیح ہوتا ہی اور ثواب بھی
ملتا ہی اور اگر نیت پائی نجاوے تو عمل باطل ہی یعنی نہ صحت اور نہ ثواب جیسا کہ
امام شافعی اس حدیث کے معنی یہی کہتے ہین مثلاً اگر وضو مین نیت نہ کرے تو وضو

صحیح نہین ہے اور ثواب بھی نہین ہے اور اوس سے نماز بھی درست نہین بلکہ دوسری
بار وضو نیت کے ساتھ کرنا فرض ہے اور امام اعظمؒ اس حدیث کے معنی یون فرماتے
ہین کہ جزا ہر عمل کی موقوف نیت پر ہے یعنی حکم اخروی ہر عمل کا موقوف نیت پر
ہے یعنی اگر نیت ہو کہ یہ کام خدا کی رضا کے واسطے کرتے ہین تو اسمین ثواب ہے
اور اگر خدا کی خوشنودی کی نیت نہو تو ثواب نہین ہے مثلاً وضو مین اگر فرمان
برداری خدا کی نیت ہو تو ثواب ہے اور اگر ایسا نہ ہو برابر ہے کہ اصلا نیت
نہ ہو جیسا کہ کوئی تالاب مین بے قصد کے گر پڑا اور وضو کے اعضا کا غسل
اور مسح ہو گیا یا نیت اور کسی امر کی ہو جیسا ٹھنڈا ہونا یا ماندگی کو دفع کرنا
یا بدن کا میل دھونا یا غیر اسکا اسمین ثواب نہین لیکن وضو درست ہے
نماز اس وضو سے جائز ہے دوسری بار وضو کرنے کی ضرورت نہین پھر جب
اس حدیث کو پچھلے کلام سے کہ بعد اس عبارت کے ہی ملایا جاتا ہے تب
صاف معلوم ہوتا ہے کہ جو امام اعظمؒ نے فرمایا ہے حق ہے کیونکہ پیچھے اس کے
یہ مضمون ہے کہ ہر مرد کے واسطے وہ چیز ہے جو نیت کریگا پھر جسنے ہجرت مین
خدا اور رسول کی رضامندی کی نیت کی تو اوسکو وہی ہے یعنی ثواب
ہے اب جس نے ہجرت مین دنیا کی نیت کی تو اوس کو وہی دنیا ہے
یعنی کچھ ثواب نہین جیسا کہ مشکوٰۃ کی پہلی حدیث ہے عن عمر بن الخطاب رضی
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما الاعمال بالنیات وانما
لامرء ما نوی فمن کانت ہجرتہ الی اللہ والی رسولہ فہجرتہ الی اللہ
والی رسولہ ومن کانت ہجرتہ الی دنیا یصیبھا او امراۃ یتزوجھا
فہجرتہ الی ما ہاجر الیہ متفق علیہ ترجمہ اسکا موافق شرح عبدالحق دہلوی

کی یہ ہے کہ کوئی عمل بے نیت کے معتبر نہین اور نہین ہے ہر ایک مرد کو ثواب مگر
جو کچھ کہ نیت کیا ہو اوسنے پھر جو شخص کہ ہجرت اوسکی خدا اور رسول خدا کی طرف
ہو یعنی خدا اور رسول کی رضامندی کی نیت ہو تو پھر ہجرت اوسکی خدا اور رسول خدا
ہی کی طرف ہے یعنی ثواب بہت ہے اور جو شخص کہ ہجرت اوس کی دنیا کی طرف ہے
تاکہ وہ اوسکو پاوے یا کسی عورت کی طرف تاکہ اوسکو نکاح کرے تو پھر اوسکی
ہجرت اوسی چیز کی طرف ہے جس کی طرف ہجرت کی یعنی کچھ ثواب نہین ترجمہ تمام
ہوا پھر قرینے سے اس پچھلی عبارت کے صاف ظاہر ہے کہ مراد اس حدیث
انما الاعمال بالنیات سے یہی ہے جو امام اعظمؒ فرماتے ہین کیونکہ حضرت علیہ السلام
نے یہی فرمایا ہے کہ جس کی ہجرت للہ اور للرسول ہو تو اوسکو ثواب ہے اور اگر للہ
اور للرسول نہو تو ثواب نہین پھر اگر حدیث انما الاعمال بالنیات کے معنی یہ ہوتے
کہ کوئی عمل بے نیت کے صحیح نہین تو آپ یون فرماتے کہ من کان ھجرتہ الی الدنیا
فبطلت ھجرتہ او قال یھاجر ثانیا یعنی جسنے ہجرت کی دنیا کیواسطے تو باطل ہوئی
ہجرت اوسکی یا یون فرماتے کہ دوسری بار ہجرت کرے اسواسطے کہ ہجرت اُسوقت
مین فرض تھی اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ مورد یعنی محل حدیث کا جانے کیونکہ بہت
حکم بلحاظ محل کے مختلف ہو جاتے ہین پھر بعضی حدیث محل خاص مین وارد ہے
حالانکہ حدیث کی عبارت مین اوس محل خاص کا کچھ بیان نہین ہوتا تو اس
صورت مین اوس حدیث کی مراد سمجھنے کے واسطے اوسکے مورد کو جاننا ضرور ہے
جیساکہ صحیح مسلم مین ہے عن ابی سعید رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم انما الماء من الماء یعنی نہین واجب ہے غسل مگر منی نکلنے سے آب
ظاہر سے اس حدیث کے یہی سمجھا جاتا ہے کہ اگر دخول پایا جاوے اور

انزال نہ ہو تو غسل واجب نہین جیسا کہ بعضے آدمیون نے صرف اس حدیث کے ظاہر
کی طرف نظر کرکے یہی سمجھا تھا لیکن حقیقت مین مورد اس حدیث کا احتلام ہی یعنی اگر
کوئی خواب مین اپنے جماع کو دیکھے تو غسل اوسپر واجب نہین ہوتا جب تک کہ انزال
نہ پایا جاوے بخلاف جماع حقیقی کے کہ اگر آلت کا سر بھی داخل ہو تو غسل واجب ہے
اگرچہ انزال نہو جیسا کہ مشکوٰۃ کے باب الغسل مین ہی قال ابن عباس رض انما الماء
من الماء فی الاحتلام یعنی یہ حکم کہ بغیر انزال کے غسل واجب نہین اگرچہ مطابق ہی
لیکن احتلام کی صورت مین وارد ہی اور بعضے محدثون نے جو محل اس حدیث کا
معلوم نہین کیا تو کہا ہی کہ یہ حکم یعنی جماع مین بے انزال کے غسل واجب نہونا ابتداے
اسلام مین تھا پھر منسوخ ہوا اور منجملہ اوس کے جاننا اس بات کو کہ راوی اس حدیث کا
ابتداے اس قصہ کے حضرتؐ کے حضور مین حاضر تھا یا درمیان مین یا آخر مین کیونکہ
بسبب اختلاف آمد و رفت راویون کے احادیث کی روایت مین بڑا اختلاف ہوتا
ہے تو جو راوی ابتداے انتہا تک حاضر ہوگا اوسکی روایت پر اعتماد ہوگا اور اوسکی
حدیث سے مراد اور حکم شرعی معلوم ہوگا اور جو راوی ابتداے انتہا تک حاضر نہو
تو اوسکی روایت مین اکثر خلل اور نقصان ہوگا اور حضرتؐ کی مراد ایسی حدیث
سے سمجھی نہین جاویگی جیسا کہ تیسیر الوصول کی فروع تلبیہ مین ہی عن ابن جبیر رض
قال قلت لابن عباس رض عجبت لاختلاف اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فی اھلالہ حین اوجب فقال انی لاعلم الناس
بذلک انہا انما کانت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ
واحدۃ فمن ھنالک اختلفوا اخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
حاجاً فلما صلی فی المسجد ذی الحلیفۃ رکعتیہ اوجبہ فی مجلسہ فاھل

روایت مین یکجون سے
یعنی دوست رکھنے مین یزید کی
سنت کو اور یہ حدیث مطابق
ہے قرآن شریف کے سورہ
نور مین دیکھ لے اور اس
حدیث سے اور کئی آیتون
اور حدیثون سے امام حسین
علیہ السلام کی لیاقت اور
نالائقی یزید کی ثابت ہی اور

یقین ہوا کہ یزید پلید پر تابعداری
امام علیہ السلام کی سنت تھی جب
وہ اوٹھ گئے دعوی کرکے امامت
کا پھر جب اوس نابکار نے اور
اوسکے ہوا خواہون نے سنت
رسول کی اور اوسکے اجیا غضب
الٰہی سے وہ سب مردود ہوے

بالحج حین فرغ من رکعتیہ فسمع ذٰلک منہ اقوام فحفظتہ عنہ ثم
رکب فلما استقلت بہ ناقتہ اھل وادرک ذٰلک منہ اقوام وذٰلک
ان الناس انما کانوا یاتون ارسالا فسمعوہ حین استقلت بہ ناقتہ یھل
فقالوا انما اھل حین استقلت بہ ناقتہ ثم مضی فلما علا علی شرف البیداء
اھل وادرک ذٰلک منہ اقوام فقالوا انما اھل حین علا علی شرف البیداء
وایم اللہ لقد اوجب فی مصلاہ و اھل حین استقلت بہ ناقتہ واھل
حین علا علی شرف البیداء اخرجہ ابو داؤد خلاصہ ترجمہ اسکا یہ ہی کہ ابن جبیرؒ
سے روایت ہی کہ اونھون نے کہا ابن عباسؓ کو کہ متعجب ہون مین اصحاب کے
اختلاف سے کہ حضرتؐ نے کس وقت تلبیہ کو شروع کیا تھا تب ابن عباسؓ نے فرمایا کہ مین
سب لوگون سے اس امر مین خوب واقف ہون حضرتؐ نے ایک بار حج کیا تھا یعنی حج متعدد
نہ تھا کہ ہر بار ایک ایک طور سے کیا ہو اور ہر ایک صحابی ایک ایک حال کو دیکھکر حکایات
کرتے ہون بلکہ سبب اختلاف کا یہ ہی کہ نکلے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حج کے اراد
سے پھر جب مسجد مین ذو الحلیفہ کے پہونچے تو دو رکعت نماز پڑھنے کے بعد پہلا تلبیہ کہا
پھر سنا اوسکو لوگون نے اور اوسکو اپنی طرح یاد رکھا اور روایت کیا پھر اوسکے بعد آپ
سوار ہوے اور جب اونٹ نے حضرتؐ کو اوٹھایا تب تلبیہ فرمایا اور اوسکو دوسرے لوگون نے
سنا اور ویسے ہی یاد رکھا اور ویسے ہی اوسکو نقل کیا اوسکے بعد جب حضرتؐ بلندی پر
چڑھے تلبیہ کہا اور اوسکو تیسری قوم نے سنا سو اوسی کو یاد رکھا اور حکایت کیا
اور یہ اسواسطے تھا کہ لوگ حضرتؐ کے پاس جماعت جماعت متفرق آتے تھے جیسا
جس نے جس وقت سنا ویسا ہی نقل کیا تمام ہوا خلاصہ اسکا پھر جو شخص ابتدا سے
حضرتؐ کے ساتھ تھا جیسے ابن عباسؓ وہی حقیقت حال پر مطلع ہین اور

اور روایت اوسکی ٹھیک ہے اور منجملہ اوسکے یہ ہی کہ اگر کوئی حدیث جواب مین کسی
سوال کے واقع ہو تو ضرور ہی کہ سائل کے لفظون مین تامل کیا جاوے اسواسطے کہ جواب موافق
سوال کے ہوتا ہی پہر بعضی حدیث ایسی ہے کہ اگر صرف اوس حدیث کی طرف نظر
کیجاوے تو ایک مطلب سمجہا جاتا ہے اور اگر سوال کو لحاظ کیا جاوے تو دوسرے
مراد معلوم ہوتی ہی جیسا کہ تیسیر الوصول کے باب حج النبی صلی اللہ علیہ وسلم
مین لکہا ہی اتاہ رجل فقال یا رسول اللہ انی افضت قبل ان احلق فقال احلق
ولا حرج وجاء آخر فقال یا رسول اللہ ذبحت قبل ان ارمی قال ارم
ولا حرج الحدیث خلاصہ اسکا یہ ہے کہ آیا حضرتؐ کے پاس ایک مرد موسم حج مین
پہر کہا اوسنے یا رسولؐ اللہ افاضہ کیا مینے سر منڈانے کے پہلے فرمایا حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے سر منڈا اور کچہہ حرج نہین پہر دوسرا مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس آیا اور کہا یا رسولؐ اللہ ذبح کیا مینے رمی کی پہلی فرمایا رمی کر
اور کچہہ حرج نہین اب ظاہر ہے اس حدیث کے معلوم ہوتا ہی کہ حج کے افعال کو بے ترتیب
یعنی مقدم کو موخر اور موخر کو مقدم کرنے مین کچہہ گناہ اور کچہہ فدیہ نہین ہوتا ہے
خواہ قصداً ہو خواہ بہول کر خواہ ناد انستگی سے ہو جیسا کہ بعضے لوگ ایسا ہی
سمجہتے ہین لیکن سائل کے لفظ کیطرف اگر نظر کیا جاوے تو معلوم ہوتا ہے
کہ یہ حکم صرف بہول سے اور ناد انستگی کی صورت مین ہی اور بالقصد کی تقدیر
مین نہین جیسا مواہب لدنیہ مین ہی کہ صحیح مسلم مین لکہا ہی روایت سے ابن عمرو بن
العاص کی وقف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی راحلۃ فطفق ناس یسالونہ
فقال القائل منہم یا رسول اللہ انی لم اکن اشعر ان الرمی
قبل النحر فنحرت قبل الرمی فقال ارم ولا حرج قال فما سمعتہ یسال یومئذ

عن امر مما ینسی المرء او یجہل من تقدیم بعض الامر قبل بعض واشباہہا الا قال صلی اللہ
علیہ وسلم قال افعلوا ذلک ولا حرج الحدیث خلاصہ یہ ہی کہ لوگ سوال کرتے تھے رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم سے سو پوچہا ایک نے یا رسول اللہ کہ مجھے خبر نہ تھی کہ رمی پہلے ذبح
کے ہے سو مینے ذبح کیا پہلے رمی کے پہر حضرتؐ نے فرمایا رمی کرو اور کچھ حرج نہین
اور جب کوئی حضرتؐ سے سوال کرتا تہا کہ کسی امر کو بہول کرکی یا اعجالت ہوکر کوئی کام
کیا یعنی پہلے کو پیچہے اور پیچہے کو پہلے تب حضرتؐ فرماتے تھے کہ کرو اور کچھ حرج نہین اور
منجملہ اون کے یہ ہی کہ سمجہے کہ یہ حکم علی الاطلاق ہے یا حکایت کسی حال کی کیونکہ
راوی کبہی سمجہتا ہے کہ یہ حکم ہر حال مین ہی اور ویسی ہی روایت کرتا ہے باوجود
اس بات کے کہ واقع مین حضرتؐ نے بطور قصے کے کسی حال کا حال فرمایا ہی اور ظاہر الفاظ
سے حدیث کے نہین معلوم ہوتا ہی پہر جو صرف عبارت پر حدیث کی نظر کریگا تو بڑی
غلطی مین پڑیگا جبتک کہ قصہ اوس حدیث کا نجانے اور قصہ حدیثون کا متن حدیث
مین اکثر مذکور نہین ہوتا بلکہ کتب سیر اور شروح حدیث اور فقہ مین مرقوم ہوتا ہی جیسا کہ
مشکوۃ کے باب البکاء علی المیت مین دو حدیث ہین کہ اون دونون کے ذکر کرنے مین بہت
طول ہوتا ہی اسواسطے صرف مثال کے لئے خلاصہ اون دونون حدیثونکا مختصر کرکے لکہا گیا
جب عائشہؓ کے ترد یک ذکر کیا گیا کہ عبد اللہ بن عمرؓ کہتے ہین ان المیت لیعذب
ببکاء الحی علیہ یعنی مردہ عذاب کیا جاتا ہی بسبب رونے زندے کے اوسپر تب عائشہؓ نے
فرمایا کہ خدا مغفرت کرے عبد اللہ کی خبردار رہو کہ عبد اللہ نے قصدًا جہوٹ نہین کہا
لیکن بہول گیا جو حضرت سے سنا یا خطا اوسکے سننے یا سمجہنے مین واقع ہوئی سو قصہ اوسکا
یون ہی کہ یکبار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گذرے ایک یہودیہ کی قبر کے ساتھ کہ اوسپر کوئی
روتا تہا تب حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ لوگ اسپر روتے ہین اور حال اسکا یہ ہی کہ وہ عذاب

کیجاتی ہے اپنی قبر مین اور ایک روایت مین اسقدر زیادہ ہے کہ حضرت عائشہ رضہ نے فرمایا کہ کافی ہے تمکو قرآن اللہ تعالی فرماتا ہے وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ اُخْرٰی یعنی کوئی نفس نہین اوٹھاویگا وزر کسیکے بوجھ کو یعنی ایک کا گناہ دوسرے پر پڑیگا سو رونا اور نوحہ کرنا یہ گناہ زندہ کا ہے مردے پر کیون پڑیگا اور سمجھا اوسکے یہ ہے کہ تمام آیات احکامی قرآن کی اسکے معنی اور مراد اور تاویل کے ساتھہ خوب معلوم اور یاد ہو کیونکہ بہت سی حدیثین ظاہر مین آیت قرآنی کے خلاف ہین تو اوسپر عمل جائز نہین مگر جب معلوم ہو کہ وہ حدیث متواتر ہے اور یہ بھی معلوم ہو کہ وہ آیت پہلے اسکے نازل ہوئی تھی یا قرائن سے اور علامات اور تاویلات سے تطبیق ان دونونکی درمیان ہوسکے یا اوس حدیث کی ترجیح اور قوت دوسرے کسی طور سے تحقیق اور ثابت ہو تو البتہ ایسی حدیث پر عمل کیا جاویگا لیکن اس بات کی تحقیق کیواسطے بہت علم درکار ہے کہ اس مقام مین گنجائش اسکی نہین ہوسکتی ہے جیسا کہ توضیح کی فصل النسخ مین اور تفسیر احمدی کے خطبے مین لکھا ہے قال رسول صلی اللہ علیہ وسلم یکثر لکم الاحادیث من بعدی فما روی لکم حدیث فاعرضوہ علی کتاب اللہ فان وافقہ فاقبلوہ وان خالفہ فردوہ یعنی بہت حدیثین روایت کیجاوینگی تمہارے واسطے ہمارے انتقال کے بعد سو جب روایت کیجاوے تمہارے واسطے کوئی حدیث تو پیش کرو اوسکو کلام اللہ پر پھر اگر اوسکو موافق قرآن مجید کے پاؤ تو قبول کرو اور اگر مخالف پاؤ تو رد کرو یہ حدیث اصول کی کتابون مین منقول اور بعضی حدیث اور تفسیر کی کتابون مین مروی ہے اور بعضی محدثون کے نزدیک یہ حدیث ثابت نہین ہے لیکن مضمون اس حدیث کا دوسرے مقامون سے بھی معلوم ہوتا ہے جیسا کہ نور الانوار کی بحث سنت مین ہے ردت فاطمة بنت قیس ان زوجها طلقها ثلثا

ولم یفرض لھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سکنی ولا نفقۃ وردہ عمرؓ وقال لا ندع کتاب ربنا وسنت نبینا بقول امراۃ لا ندری اصدقت ام کذبت ام حفظت ام نسیت یعنی روایت کی ہی فاطمہ بنت قیس نے کہ اوسکے شوہر نے اوسکو تین طلاق دی اور رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکی عدت کی نفقہ وغیرہ کا حکم نہین فرمایا تھا پھر عمرؓ نے اوسکی روایت کو رد کیا اور کہا نہ چھوڑ دین گے ہم کتاب پروردگار کو اور نہ سنت رسولخدا کو روایت سے ایک عورت کی کہ نہین دریافت کرتے ہین ہم کہ سچ کہا اوسنے یا جھوٹ اور یاد رکھا ہی اوسنے یا بھول گئی اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ احکام اجماعیہ سے بھی واقف ہو اسواسطے کہ احکام شرع کی دلیل صرف قرآن اور حدیث ہی نہین ہی بلکہ اجماع بھی حجت ہی جیساکہ مشکوۃ کی کتاب العلم مین ہے وعن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ السلام ثلثۃ ایۃ محکمۃ او سنۃ قائمۃ او فریضۃ عادلۃ الخ اصول شریعت کے تین ہین پہلا آیہ محکم یعنی کتاب اللہ کہ جسکے حکم ظاہر ہوا اور دوسرا سُنّت قائمہ یعنی حدیث کہ سند صحیح سے ثابت ہو تیسرا فریضہ عادلہ یعنی جو دلیل کہ برابر ہی قرآن اور حدیث کی تو یہ تینون واجب العمل ہین یہ اشارہ ہی اجماع اور قیاس کی طرف اور بعضی حدیث کے ظاہر معنی بالاجماع متروک ہین یعنی باتفاق سب علما کے ثابت ہوا کہ اوس حدیث کے ظاہر معنی مراد نہین بلکہ تاویل اوسکی دوسری ہی پھر اس صورت مین اس حدیث کے ظاہر معنی پر عمل کرنا خلاف اجماع کا ہوتا ہی اور اجماع کا خلاف کرنا حرام اور باطل ہی اور اجماع کو حق نہ جاننا کفر اور ضلالت ہی جیساکہ کفایہ شرح ہدایہ کی کتاب الصوم مین ہی والحدیث الوارد فیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الغیبت نفطر الصائم وھو ماول بالاجماع والفتوی بخلاف الاجماع غیر معتبر یعنی قول پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا

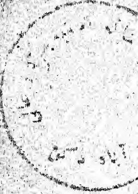
کہ غیبت روزے کو توڑتی ہی بالاجماع ماول ہی اور تاویل اسکی یہ ہی کہ غیبت سے روزے کی فضیلت جاتی رہتی ہی اور فتویٰ دینا خلاف اجماع کے باطل ہی اور اسیواسطے اگر کسی روزہ دار نے کسیکی غیبت کی پھر اوس نے اس حدیث کے ظاہر معنی کو اعتبار کر کے سمجھا کہ روزہ اوسکا ٹوٹا پھر اوس نے قصداً کھانا کھالیا تو اس صورت مین قضا اور کفارہ دونون اوسپر واجب ہین اور حدیث مین پانی کا عذر اوسکے حق مین مقبول نہین ہی کیونکہ بالاجماع اس حدیث کے ظاہر معنی مراد نہین جیسا کہ کفایہ کے اوسی مقام مین ہی فظن ان الغیبة فطرته فاکل بعد ذٰلک فعلیه القضاء والکفارة سواء اعتمد حدیثا او فتویٰ لان هٰذا الظن والفتویٰ فی غیر موضعه یعنی کسی روزہ دار نے کسی کی غیبت کی پھر گمان کیا کہ اوس غیبت نے اوسکے روزے کو توڑا پھر یہ سمجھکر کھانا کھالیا تو اس صورت مین قضا اور کفارہ دونون اوسپر واجب ہے خواہ کسی حدیث پر اعتماد کر کے روزہ توڑا ہو یا کسی عالم کا فتویٰ پاکر کھایا ہو اسواسطے کہ یہ گمان اور فتویٰ بے محل ہی تو اب معلوم ہوا کہ جو کوئی مسائل اجماعیہ سے واقف نہو اور وہ حدیث کہ بالاجماع ماول ہی اوسکے ظاہر پر عمل کریگا تو حرام اور سخت گناہ اور خرابی مین پڑیگا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بعضی حدیث کے معنی سمجھنا موقوف ہی مسائل اجماعی کے جاننے پر اور منجملہ اوسکے یہ ہی کہ جو حدیث دو معنی کا احتمال رکھے تو ایک معنی کو ترجیح دیوے دوسرے دلیلون سے اسواسطے کہ بہت ایسی حدیث ہوتی ہین کہ ظاہر عبارت سے اوسکے دو معنی مخالف سمجھے جاتے ہین تو جبتک اوس حدیث کو قرآن سے یا اور دوسری حدیثون سے تطبیق نہ دیوین تو ہرگز مراد اوس حدیث کی نہین سمجھی جاتی ہی تو جو کوئی صرف ایک حدیث کی طرف لحاظ کریگا تو سخت خبط اور اضطراب مین پڑیگا جیسا کہ

حدیث ہی مشکوٰۃ کے باب القراۃ فی الصلوٰۃ میں لا صلوٰۃ لمن یقرء بفاتحۃ الکتاب
اس عبارت کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک معنی تو یہ ہیں کہ نہیں جائز ہی نماز اوس شخص
کی جو نہیں پڑھتا ہی سورۂ فاتحہ کو اور اس طور کی عبارت اور معنی دوسری حدیث
میں بھی آئے ہیں جیسا کہ لا صلوٰۃ لمن لا وضوء لہ یعنی نہیں جائز ہے نماز اوس
شخص کی جسکو وضو نہیں ہے جیسا کہ امام شافعیؒ اس حدیث کے معنی یہی کہتے ہیں
اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ نہیں ہی فضیلت اور کمال نماز میں اوس شخص کی کہ نہیں
پڑھتا ہے وہ سورۂ فاتحہ کو اور اسی طرح کی عبارت اور معنی دوسری حدیث میں
بھی آئے ہیں جیسا کہ لا صلوٰۃ لجار المسجد الا فی المسجد یعنی نہیں کامل ہی نماز
مسجد کے ہمسایہ کی مگر مسجد میں اور اسی طور پر دوسری حدیث ہی لا صلوٰۃ بحضرۃ الطعام
یعنی نماز کامل نہیں ہی جسوقت کہ کھانا سامنے حاضر ہو اور دل بھی راغب ہو پس جبکہ
اس حدیث نے دو معنی کا احتمال رکھا اور کچھ قرینہ حدیث کی عبارت میں کسی معنی
کی ترجیح کا نہیں ہی تب ضرور پڑا کہ اوس حدیث کو قرآن اور دوسری حدیثوں سے
ملایا جاوے تو بعد ملانے کے ظاہر ہوا کہ مراد اوس حدیث سے یہی ہی کہ نہیں کمال ہی
نماز کا بدون سورۂ فاتحہ کے یعنی بے سورۂ فاتحہ کے نماز ادا ہوتی ہی لیکن کامل نہیں
بلکہ ناقص ہے اور یہی ہی مذہب امام ابو حنیفہؒ کا موافق اس آیت شریف کے
فَاقْرَؤُا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ یعنی پڑھو جسقدر تمکو آسان ہو قرآن سے اور اس آیت سے
معلوم ہوا کہ کوئی سورہ معین فرض نہیں ہی اور ایسی ہی حدیث مشکوٰۃ میں ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسیکو نماز تعلیم کرنے کیوقت فرمایا ہی فَاقْرَؤُا
مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ اور دوسری حدیث تیسیر الوصول کی کتاب التفسیر میں ہی ثلٰث
اٰیات یقرأ بہا احدکم فی صلوٰتہ خیر لہ من ثلٰث خلفات عظام سمان

یعنی تین آیتین ہین کہ جو پڑھے تم مین سے کوئی اوسکو نماز مین اپنی تو بہتر ہی اوسکے حق مین تین اونٹنی حاملہ موٹی سے تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تین آیہ جس سورہ سے ہو نماز مین پڑھنی کافی ہی اور جاننا چاہیے کہ یہ حکم امام و منفرد کے حق مین ہی اور مقتدی کو قراۃ حرام ہی الغرض اس حدیث کو اگر پچھلے معنی پر عمل کیا جاوے تو قرآن اور دوسری حدیثون سے تطبیق ہوتی ہی اور اگر پہلے معنی پر عمل کیا جاوے تو قرآن اور دوسری حدیثون کے خلاف ہوتا ہی خلاصہ یہ ہی کہ جبتک اوس حدیث کو قرآن اور دوسری حدیثون سے ملایا نہ جاوے تو ہرگز مراد اوس حدیث کی نہین سمجھی جاتی ہی اور منجملہ اوسکے معلوم کرنا وجہ ترجیح کو یعنی اگر دو حدیث آپس مین متعارض ہون تو دریافت کرنا کہ غالب کون ہی اور عمل کرنا کس پر صحیح ہے اور ترجیح بہت سببون سے ہوتی ہی ہر ایک کی تفصیل اور ہر ایک کی مثال کا بیان بہت دراز ہے یہان نمونے کیواسطے چند چیزین مذکور ہوتی ہین کہ کبھی ترجیح بعضی حدیث کو بسبب موافقت کلام اللہ کے ہوتی ہی یعنی دو حدیث مین اختلاف ہو تو قرآن جس حدیث کے موافق ہو وہ راجح ہی اور کبھی واسطے توافق حدیث متواتر یا مشہور کے اور کبھی اس جہت سے کہ ایک حدیث بعضے وقت مین وارد ہی اور دوسری اکثر احوال مین اور کبھی اس جہت سے کہ ایک حدیث کے راوی فقیہ اور مجتہد تھے یا وہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مین بیشتر حاضر رہتے تھے تو اونکی روایت دوسرون کی نسبت سے غالب ہے اور کبھی بجہت تقدم اور تاخر کے یعنی حدیث موخر راجح ہی کیونکہ موخر ناسخ مقدم کی ہی جیسا کہ مسئلہ آمین کہنے کا بعد سورہ فاتحہ کے کہ اوسکے اخفا مین بھی حدیث وارد ہی اور جہر مین بھی مروی ہی پھر یہ حدیث اخفا کی کئی وجہ سے غالب ہے اول یہ ہی کہ حدیث جہر کی بعضے وقت مین وارد تھی

یعنی امت کو تعلیم کے لئے تو لوگ جانتے ہین کہ فاتحہ کے بعد آمین کہنا چاہیے جیسا کہ مروی ہی کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز مین کبھی آواز بلند کر کے قرارت فرماتے تھے تاکہ لوگ قرارت کی مقدار کو معلوم کر لین یعنی کس وقت مین کس قدر قرآن پڑہنا چاہیے جیسا کہ تیسیر الوصول کی فصل صلوٰۃ الظہر والعصر مین ہی عن ابی قتادۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقرء فی الظہر فی الاولیین بام الکتاب وسورتین فی الرکعتین الاخریین بام الکتاب یسمعنا الایۃ احیانا وعن البراء قال کنا نصلی خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الظہر فنسمع منہ الایۃ بعد الایات من لقمان والذاریات اور بخلاف حدیث اخفا کے کہ وہ مطلق احوال اور اکثر اوقات مین تھے تو اسواسطے حدیث اخفا کی غالب ہی جیسا کہ ملا علی قاری محدث نے شرح مختصر الوقایہ مین لکھا ہی ان الجہر بہا فی بعض الاحیان کان للتعلیم فعلا کما ورد وکان یسمعنا الایۃ احیانا لا لیکون سنۃ مستمرۃ والا لما ترک عمر وعلی وابن مسعود رضی اللہ عنہم اور کافی مین ہی والجہر المروی محمول علی انہ کان اتفاقا لا قصدا او کان لتعلیم الناس ان الامام یؤمن کما یؤمن القوم دوسری وجہ یہ ہی کہ اخفا کے راوی عمر ابن الخطاب اور علی ابن ابیطالب اور عبد اللہ ابن مسعود اور اونکی مانند ہین جیسا کہ لمعات التنقیح اور شرح سفر السعادۃ مین ہی اور یہ راوی بہ نسبت جہر کے بڑے فاضل ہین اور قاعدہ ہی کہ جس حدیث کا راوی بڑا فقیہ اور فاضل ہو تو دوسری حدیث پر جسکا راوی ایسا نہو غالب ہی جیسا کہ اصول کی کتابون مین مذکور ہی اور یہان بھی رفع یدین کے مسئلہ مین مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ خصوصا روایت اور مذہب عمر رضی اللہ عنہ کا کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو فرمایا ہی کہ ہمارے

بعد پیروی کر ابوبکر اور عمر کی جیسا کہ مشکوٰۃ کے باب جمع المناقب مین ہے عن ابن مسعودؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اقتدوا باللذین بعدی ابی بکر وعمر اور حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ کی شان مین فرمایا ہے کہ مین گھر ہون علم کا اور علی دروازہ ہے اُسکا جیسا کہ مشکوٰۃ کے باب مناقب علی مین ہے انا دار الحکمۃ وعلی بابہا اور علی الخصوص عبد اللہ ابن مسعودؓ کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو فرمایا ہے کہ دین کے امر مین جو عبد اللہ ابن مسعود تمکو کہے اسکو سچ جانو جیسا کہ مشکوٰۃ کے اوسی باب مین ہے وما حدثکم ابن مسعود فصدقوہ پھر جب راوی اخفای آمین کے عمر ابن الخطاب اور علی ابن ابیطالب اور عبد اللہ ابن مسعود ٹھہرے اور یہ تینون صحابی جلیل القدر عظیم الشان ہین اور عمل بھی اونکا یہی تھا تو بیشک اخفا راجح ہے اور پیروی اوسکی واجب اور تیسری وجہ یہ ہے کہ آیت قرآن کی حدیث اخفا کے موافق ہے اسواسطے کہ قرآن مین آیا ہے اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ دعا کرو تم خدا تعالی سے عاجزی اور پوشیدگی سے بیشک خدا دوست نہین رکھتا ہے حد سے گذرنیوالون کو یعنی اللہ نے دعا مین عاجزی اور اخفا کو حد کیا تو جو کوئی عاجزی اور اخفا نکرے اوسپر رحم نہین کرتا ہے اور اللہ تعالی نے فرمایا ہے وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ یاد کرو اپنے پروردگار کو اپنے دل مین عاجزی اور ڈر سے بلند آواز کرکے نہین اور تیسیر الوصول کے باب التفسیر مین ہے قال اصحابہ اقریب ربنا فنناجیہ ام بعید فنناد یہ فنزلت واذا سألك عبادی عنی فانی قریب پوچھا اصحابؓ نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ پروردگار ہمارا نزدیک ہے تو چپکے دعا کرین یا دور ہے



توشور سے پکارین تب نازل ہوئی یہ آیت جب پوچھین تجہہ سے میرے بندے میرے حال کو تو کہو کہ بے شبہہ مین نزدیک ہون پہر اون تین آیتون سے معلوم ہوا کہ ہر دعا مین اخفا واجب ہی مگر جس دعا مین کہ جہر کرنا اوسکا دلیل یقینی اور اجماع ہی اور بے اختلاف کے ثابت ہو تو البتہ وہان جہر جائز ہی جیسا کہ حج کے تلبیہ وغیرہ مین اور جب کہ لفظ آمین کا بہی دعا ہی کیونکہ معنی اسکے ہین قبول کر اور جہر اوسکا دلیل یقینی سے اور اجماع سے ہرگز ثابت نہوا بلکہ حدیث مین تعارض واقع ہوا تو حدیث اخفا کی کہ جو کلام اللہ کے موافق ہی راجح ہوئی جیسا کہ نہایہ مین ہی واحتج اصحابنا بان التامین دعاء فان معناه اللهم استجب السبيل في الادعية المخافتة على ما قال الله تعالى ادعوا ربكم تضرعا وخفية وقال عليه السلام خير الدعاء الخفي اور عنایہ اور کافی مین بھی ایسا ہی ہی لیکن عبارت مین کچہہ اختلاف ہی طوالت کے خوف سے نہین لکہا گیا اور چوتھی وجہ یہ ہی کہ حدیث جہر کی جو وائل بن حجر سے مروی ہے ضعیف ہی جیسا کہ یحیی ابن معین نے کہ سردار محدثون کے اور شیخ اور استاد ہین امام محمد بخاری کے جیسا کہ حال تیسیر الوصول کے خطبے مین لکہا ہی ضعیف کہا ہی اور اس وجہ کو امام زیلعی نے تبیین الحقائق مین لکہا ہی قال الشافعي يجهر بها عند الجهر بالقرءة لحديث وائل بن حجر قال سمعت النبي صلى الله عليه وسلم انه قال امين ومد بها صوته وما رواه ضعفه يحيى ابن معين فلا يلزم حجة اور محدث شیخ ابن ہمام صاحب فتح القدیر نے اس حدیث کو معلول کہا ہی چنانچہ اس بات کو شیخ عبد الحق دہلوی نے لمعات التنقیح مین اور شرح سفر السعادۃ مین نقل کیا ہی اور پانچوین وجہ یہ ہی کہ جہر آمین کا متقدم اور اخفا اسکا موخر ہے یہ حدیث اخفا راجح ہے حدیث جہر پر اسواسطے کہ جہر منسوخ ہی جیسا کہ کفایہ اور عنایہ اور نہایہ

ہین ہو قال عبد اللہ ابن مسعودؓ ترك الناس الجهر بالتامين وما تركوا الا لعلمهم بالنسخ فرمایا ہو عبد اللہ ابن مسعودؓ نے کہ لوگون نے آمین شور سے کہنا چھوڑ دیا اور نہ چھوڑا اوسے مگر جب یقین حاصل ہوا اون سبکو اوسکی منسوخیت کا اور جیسا کہ مسئلہ رفع یدین کا کہ عدم رفع اور رفع دونون ہین حدیث وارد ہو لیکن عدم رفع کی حدیث کو بہت وجہ سے غلبہ ہے وجہ اول یہ ہے کہ حدیث عدم رفع کے راوی زیادہ معتمد اور معتبر اور بڑے فقیہ اور بڑے فاضل ہین جیساکہ عبد اللہ ابن مسعودؓ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر و حضر مین ملازم رہتے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال پر کمال مطلع تھے اور اسواسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ دین کے امر مین جو عبد اللہ ابن مسعود کہے اوسکی پیروی کرو اور اصحاب عشرہ مبشرہ یعنی دس صحابی جنکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بہشت کی خوشخبری دی ہو اور یہ سب صحابی حضرتؐ کی صحبت مین اکثر حاضر رہا کرتے اور حضرتؐ کی مجلس مین خصوصاً نماز کیوقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت نزدیک رہتے تھے اور حضرت صلعم کے احوال پر خوب واقف تھے بخلاف حدیث رفع کے راویکے کہ اس مرتبہ مین نتھے تو بے شبہہ حدیث عدم رفع کے راجح ہو جیساکہ فتح القدیر اور لمعات التنقیح مین ہو واعلم ان الآثار عن الصحابة والطرق عن النبی صلعم کثیر جدا والقدر المتحقق بعد ذلك كله ثبوت رواية كل من الامرين عنه عليه السلام فيحتاج الى الترجيح لقيام التعارض ويترجح ما صرنا اليه بانه كانت اقوال مباحة فی الصلوٰة وافعال من جنس هذا الرفع وقد علم نسخها فلا يبعد ان يكون هو ايضا مشمولا بالنسخ خصوصا وقد ثبت ما يعارضه ثبوتا لا مرد له وكذا بافضلية الرواة عن رسول الله عليه وسلم

فقد حدث من لا يحصى عن عبد الله ابن مسعودؓ وهو عالم بشرايع الاسلام
وحدوده ومتفقد لاحوال النبي صلى الله عليه وسلم ملازم له في اقامته و
اسفاره فيكون للاخذ به عند التعارض اولى من افراده مقابله اور نہایہ اور عنایہ
اور ذخیرۃ العقبیٰ میں ہے ورواۃ اخبارنا البدریون من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم
الذين كانوا يكون النبي صلى الله عليه وسلم في الصلوة وعبد الله ابن عمر ووائل ابن حجر
كانوا يقومون البعد منه صلى الله عليه وسلم والاخذ بقول الاقرب اولى وروى
عن ابن عباسؓ انه قال ان العشرة الذين بشرهم النبي صلى الله عليه وسلم بالجنة
لم يكونوا يرفعون ايديهم الا لافتتاح الصلوة اور دوسری یہ وجہ ہے کہ بعضے
صحابی نے حضرتؐ کے رفع یدین کو روایت کیا اور بعضے نے عدم رفع یعنی ارسال کو روایت
کیا لیکن قول حضرتؐ کا عدم رفع کے موافق ہے اور رفع کے مخالف اور قاعدہ ہے
کہ جب حضرتؐ کا دو فعل مختلف مروی ہو تو جو فعل اوسکے موافق ہو تو اوس فعل کو
غلبہ ہے جیسا کہ کفایہ اور کافی اور نہایہ میں ہے لانه لما تعارضت روايتا فعله
وجب المصير الى قوله وهو الحديث المشهور لا ترفع الايدي الا في
سبع مواطن عند افتتاح الصلوة وقنوت الوتر وتكبيرة العيدين والاربعة
في الحج اور یہی حدیث طحاوی اور طبرانی اور مسند امام ابو حنیفہ حدیث کی کتابوں
میں ہے اور ہدایہ اور فتح القدیر اور عنایہ اور تبیین الحقائق میں بھی ہے لیکن
عبارت میں ان سب کتابوں کی کچھ کچھ اختلاف ہے اور مضمون سب کا ایک
ہی تیسری وجہ یہ ہے کہ رفع یدین صرف حضرت صلی الله علیه وسلم کے فعل سے
ثابت ہوا ہے قول اور حکم سے ثابت نہیں ہے بلکہ قول حضرت صلی الله علیه
وسلم کا عدم رفع میں وارد ہے اور قاعدہ ہے کہ جب حضرتؐ کے فعل اور قول میں

اختلاف ظاہر ہو تو قول کو ترجیح ہی جیساکہ اصول کی کتابوں مین ہی القولی مقدم
علی الفعلی اور دوسرے مقام مین ہی حکایت الفعل لا تعم اور خصوصا جبکہ
منع حضرت کا وارد ہی یعنی حضرت نے لوگون کو نماز مین رفع یدین کرنیکو منع فرمایا
تو بیشک حدیث عدم رفع کی غالب ہوئی جیساکہ اوپر حدیث مذکور ہو چکی ہے
لاترفع الایدی الا فی سبع مواطن الحدیث اور دوسری حدیث نہایہ مین ہے وحین
رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم اقواما یرفعون ایدیھم فی الصلوۃ عند الرکوع وعند
رفع الراس من الرکوع فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم کانھا اذناب خیل شمس
اسکنوا فی الصلوۃ اور یہی حدیث بحر الرائق اور تبیین الحقائق اور شرح مختصر الوقایہ
مین بھی ہی لیکن عبارت مین کچھ اختلاف ہی اور دوسری وجہ یہ ہی کہ رفع یدین مقدم
ہے یعنی ابتدای اسلام مین تھا پھر منسوخ ہوا تو ضرور عدم رفع کی حدیث راجح
ہوئی جیساکہ کفایہ اور عنایہ اور کافی اور نہایہ اور شرح سفر السعادۃ مین ہی ما رفاہ
محمول علی الابتداء ای انہ کان ثم نسخ عن ابن الزبیر انہ رای رجلا یرفع
یدیہ فی الصلوۃ عند الرکوع فقال مہ فان ھذا شیء فعلہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ثم ترکہ اور کافی اور نہایہ اور کفایہ اور شرح سفر السعادۃ مین ہی قال ابن
مسعود رضی رفع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرفعنا وترک فترکنا الغرض
رفع یدین کا منسوخ ہونا بہت سی کتابون سے ثابت ہی جیساکہ ہدایہ اور فتح القدیر اور
اور نور الانوار اور ترجمہ مشکوۃ شیخ عبد الحق رح اور کفایہ اور عنایہ اور کافی اور
نہایہ اور شرح سفر السعادۃ لیکن طوالت کے خوف سے ہر ایک کی عبارت جدا
جدا نہین لکھی گئی اور تیسرا امر یعنی جاننا کہ ہم اس حکم مین داخل ہین اور اس بات کو
جاننا بھی بہت سی چیزون کے جاننے پر موقوف ہی اس مقام مین مثال کیواسطے تھوڑا ذکر

کیا جاتا ہی منجملہ اوسکے یہ ہی کہ جانے کہ یہ حدیث مکلف کے حق مین ہی یا خاص بعضے گروہ
کے حق مین کیونکہ بہت سے احکام بلحاظ اشخاص کے مختلف ہوتے ہین ایک کے حقمین
درست اور دوسرے کے حقمین نادرست تو جب وہ اس بات کو جانے گا تب سمجھیگا کہ خود
کس جنس مین ہی اور اوسکے حق مین کیا حکم ہی اور اگر یہ فرق نہ جانیگا تو بڑی گمراہی مین
پڑیگا جیسا کہ تیسیر الوصول کے باب القبلۃ والمباشرۃ مین ہی وعن ابی ھریرۃ رض
قال سأل رجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن المباشرۃ للصائم فرخص لہ
فاتاہ اٰخر فسألہ فنھاہ وکان الذی رخص لہ شیخا کبیرا والذی نھاہ شابا
اخرجہ ابوداؤد یعنی ابوہریرہ رض نے کہا کہ سوال کیا ایک مرد نے حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ روزہ دار کو مباشرت یعنی لگانا اپنے بدنکو عورت کے
بدن سے درست ہی یا نہین آپنے اوسکے واسطے درست رکھا پھر دوسرے نے بھی
ایسے ہی سوال کیا سو اوسکو حضرت نے منع فرمایا تو جس شخص کیواسطے درست رکھا
تہا وہ بڑا بوڑہا تہا اور جسکو منع کیا وہ جوان تہا اور منجملہ اوسکے یہ ہی کہ جانے یہ
کہ حکم خاص ایک شخص معین کے حق مین تہا یا عام تہا سب مکلف کے لیے کیونکہ
بعضا حکم کسی سبب سے یا کسی مصلحت کی رو سے حضرت علیہ السلام ایک شخص خاص
کے حق مین درست رکھتے تھے اور دوسرے کے حق مین نادرست اور حضرت
کے بعد سب مکلف کے حق مین برابر ہوا جیسا کہ تیسیر الوصول کے باب وجوب الصلوٰۃ
مین ہی عن عبد اللہ ابن فضالۃ عن ابیہ قال علمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وفیما کان علمنی حافظ علی الصلوٰۃ الخمس قال قلت ان ھذہ الساعات
لی فیھا اشغال فمرنی بامر جامع اذا انا فعلتہ اجزأ عنی فقال حافظ علی
العصرین وما کانت من لغتنا فقلت ما العصران قال صلوٰۃ قبل طلوع

الشمس صلوٰة قبل غروبها اخرجه ابوداؤد عبداللہ بن فضالہ نے روایت کیا ہی
اپنے باپ سے کہ کہا اوسنے تعلیم کیا مجھکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اور جس
بات کو کہ حضرتؐ نے ہمکو سکھلایا تھا اونمین سے ایک یہ تھا کہ حفاظت کر پانچ وقت کی
نماز کو پھر کہا اوسنے کہ عرض کیا مینے کہ ان سب وقت مین میرے واسطے بہت
کام رہتا ہی سو مجھکو حکم کیجئے ایسی ایک عبادت کا کہ جب مین اوسکو کرلون تو کفایت کرے
مجھکو سو فرمایا حضرتؐ نے کہ حفاظت کر عصرین کی اور لفظ عصرین کا میری بولی ہے
نہ تھا اسواسطے مینے اوسکو نہ سمجھا پھر مینے پوچھا تب فرمایا حضرتؐ نے کہ نماز پہلے طلوع آفتاب
کے اور نماز پہلے غروب اوسکے اور مخجملہ اوسکے یہ جانے کہ یہ حدیث کونسے شہر والون
کے حق مین وارد ہی اسواسطے کہ بہت احکام باعتبار شہرون کے مختلف
ہوتے ہین اور حدیث کی عبارت مین اوس شہر کا کچھہ ذکر نہین ہوتا ہی مجبہ شخص
اس باتکو جانیگا تب سمجھیگا کہ یہ حکم ہمپر ہے یا دوسرے پر اور اگر یہ فرق نجانیگا
تو سخت خرابی مین پڑیگا جیسا کہ مشکوٰۃ کے باب آداب الخلا مین ہی عن ابی ایوب
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتیتم الغائط فلا تستقبلوا القبلۃ
ولا تستدبروھا ولکن شرقوا او غربوا متفق علیہ یعنی جب تم پاخانہ مین
آؤ تو قبلہ کیطرف مُنہ یا پیٹھہ نکرو ولیکن پچھم یا پورب کی طرف مُنہ کرو تو یہ حکم
مدینے والون کے حق مین اور مانند انکے ہے اسواسطے مدینہ مطہرہ اور مکہ معظمہ
کے ہے تو جب پچھم یا پورب کی طرف مُنہ کریگا تو قبلہ کی جانب مین مُنہ نہو گا جیسا
کہ تیسیر الوصول کے باب آداب الاستنجا مین ہی قولہ شرقوا وغربوا امر لاھل المدینۃ
ولمن قبلۃ علی ذلک السمت واما من کان قبلۃ الی الشرق والمغرب فلا یستقبلھا
یعنی قول حضرتؐ کا شرقوا او غربوا حکم ہی اہل مدینہ کے لیئے اور جو لوگ کہ قبلہ

اونکا اوسی جانب مین ہی اور جسکا قبلہ مشرق یا مغرب کی جانب ہوا اون کے حق مین
یہ حکم نہین ہی اور جیسا کہ تیسیر الوصول کی فصل استقبال القبلہ مین ہے عن
ابی ھریرۃ رضہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مابین المشرق والمغرب قبلۃ
اخرجہ الترمذی یعنی درمیان پورب اور پچھم کے قبلہ ہی تو یہ حکم بہی اہل مدینہ
اور مثل اونکے واسطے ہی اور منجملہ اوسکے یہ ہی کہ اوس حدیث کی مجلس کو جانے
کیونکہ بعضا حکم بسبب اختلاف مجلس کے مختلف ہوتا ہے جیسا کہ ایک حدیث لوگون
مین مشہور ہے اور فتاوی حمادیہ مین بہی ہے اکرموا الخبز فانھا من برکات السماء
والارض یعنی روٹی کی تعظیم کرو کیونکہ وہ برکت سے آسمان اور زمین کے ہے
یعنی روٹی جب آوے تو انتظار سالن کا نکرو تو یہ حکم گہر کے کہانے مین ہی ضیافت
مین نہین کیونکہ ضیافت مین صاحب خانہ کے اذن کی انتظاری کرے جیسا کہ اوسی
فتاوی حمادیہ کی کتاب الاستحسان مین ہی وھذا فی بیتہ واما فی الضیافۃ فینتظر
الاذن تو جسکو مورد اس حدیث کا معلوم نہوگا تو ضیافت کی مجلس مین جیسی لوگونکی
عادت ہی کہ پہلے روٹی لاتے ہین تو وہ شخص پہلے روٹی ہی ٹہوسنے لگیگا اور سالن
کے لیے شور مچانے لگیگا اور میزبان کو انتظار مین ڈالیگا اور دوسرے مہمانون کو
انتظاری اور تاخیر مین پہینکیگا جیسا کہ اسطرح کی خرابیان اکثر مجلسون مین
واقع ہوتی ہین نعوذ باللہ منہم اور منجملہ اوسکے جاننا کہ یہ حدیث کس وقت مین وارد
ہوئی تہی کیونکہ بہت سی حدیثین ہین کہ حکم اونکا ابتدائی اسلام مین تہا پہر وہ حکم منسوخ
ہوا تو جب منسوخیت کو معلوم کریگا تب جانیگا کہ ہم اوس حکم مین داخل نہین ہین جیسا
کہ مشکوۃ کی کتاب الایمان مین ہی نھاھم عن اربع الحنتم والدباء والنقیر والمزفت
یہ چار نام اون برتنون کے ہین کہ جنمین شراب رکہتے تہے سو جب شراب حرام ہوئی

تواون برتنون کا استعمال بھی حرام ہوا تاکہ لوگون کو شراب یاد نہ پڑے اور الفت اوسکی نہ رہے اور کمال نفرت اور اجتناب آجاوے اور جب لوگ خوب شرع کے حکمون مین مضبوط ہوئے تو یہ حکم منسوخ ہوا اور منجملہ اون کے یہ جاننا کہ وہ حدیث مطلق احوال مین وارد ہی یا کسی عذر کی حالت مین واقع ہو کیونکہ بہت سی حدیثین ہین کہ عبارت اونکی مطلق ہی اور حقیقت مین مورد اونکا حالت عذر ہے اور جس شخص کو عذر نہو اوسکے حق مین وہ حکم نہین ہی تو جب تک اس بات کو نہ سمجھیگا نہ جانے گا کہ یہ حکم ہم پر ہے یا دوسرے پر جیساکہ مشکوٰۃ کے باب صفۃ الصلوٰۃ مین ہی وعن مالک بن الحویرث رض رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فاذا کان فی وتر من صلوٰتہ لم ینھض حتی یستوی قاعدا رواہ البخاری روایت ہی مالک بن حویرث سے کہ دیکھا اوسنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے پھر جب ہوتے حضرت طاق رکعت مین یعنی ایک رکعت کے یا تین رکعت کے بعد تو نہ اوٹھتے یہانتک کہ اچھی طرح سے بیٹھتے اور شیخ عبد الحق دہلوی نے اسکے ترجمہ مین لکھا ہی کہ یہ بیٹھنا حضرت کا بسبب عذر کے اور حاجت کے تہا جس طرح بیماری اور ضعف اور کبر سن وغیرہ مین اور جس کسیکو اوسکی حاجت اور ضرورت نہو تو اوسکے حق مین وہ سنت نہین اور ہدایہ اور فتح القدیر اور بحر الرائق مین بھی ایسے ہی مذکور ہی خلاصہ اس جواب کا یہ ہے کہ قرآن اور حدیث سے حکم نکالنے کے واسطے بہت سے امور ضرور ہین کہ تفصیل اونکی اس مقام مین نہین ہوسکتی ہی اسواسطے صرف مثال کے لیے چند باتین کہ ہر عوام اور خواص اوسکو بے تکلف سمجھین یہان بیان کی گئین اور اونکے سوا اور شرطین بھی ضرور ہین کہ اونکے مضمون کو بھی سمجھنا ہر ایک عوام کو دشوار ہی جیساکہ اصول فقہ اور اصول

حدیث کی کتابون مین مفصل مصرح ہے اور ان سب شرطون کا اس زمانہ
مین پایا جانا سخت مشکل و بہت دشوار بلکہ متعذر اور محال ہی چنانچہ سابق جو
شرطین بطور نمونہ کے مذکور ہوئی ہین اوسکے مضامین مین غور کرنے سے صاف ظاہر
ہوتا ہے اسواسطے اس زمانہ مین بلکہ زمانہ دراز سے سب عالمون نے جب خوب دریافت
کیا کہ قرآن اور حدیث سے بالاستقلال حکم نکالنا نہین ہو سکتا ہی کیونکہ ہر حدیث
کو ثابت کرنا اور اوسکے راویونکا احوال دریافت کرنا اور صحیح اور حسن اور ضعیف
اور غریب کو تحقیق کرنا اور محمل اور ماول اور ناسخ اور منسوخ کو تمیز دینا اور ہر ایک
کی غرض اور مراد کو پہنچنا بالاستقلال یعنی صرف اپنی تلاش اور جستجو سے
حاصل نہو سکیگا بلکہ آخر کو لاچار ہو کر پشیمان بنکر اون سب شرطونکو حاصل
کرنے کے لئے کسی محدث یا مجتہد یا فقیہ کی تقلید کرنی پڑیگی تو ابتدا سے
تقلید کسی مجتہد کی اپنے اوپر واجب کر لی ہو اور اسیواسطے سب علمانے اجماع کیا
اس بات پر کہ جس مجتہد کے اجتہاد پر تمام علما کا اتفاق ہو اور سب فاضلونکے نزدیک
اسکا اجتہاد مقبول ہو اور مذہب اوسکا نقل تواتر سے منقول ہو اور مسائل اور قواعد
اوسکے مذہب کے بے شبہہ مفصلاً مروی ہوون تو ایسے کی تقلید درست ہے
پھر کوئی مجتہد ان اوصاف کے ساتھ سوای ان چار امام کے پایا نہین گیا اور کوئی
مذہب ان صفات کے ساتھ سوا ان چار مذہب کے ثابت نہین ہوا اسواسطے
سب علما اور تمامی فضلا کا اجماع اس بات پر ہوا ہے کہ ان چار مذہب مین ایک
مذہب کی پیروی کرنی واجب ہے اور انکے سوای اور کسی مجتہد کی تقلید یا
دوسرے کسی طریقے کی پیروی جائز نہین ہی اور کوئی یہ گمان نہ کرے کہ صرف
علمای حنفی نے یہ اجماع کیا ہو بلکہ دوسرے مذہب مختلف کے علمانے بھی ہی

بات پر اتفاق کیا ہی جیسا سابق جواب مین سوال چوبیسوین کے بہت سی
کتابون سے مذکور ہوا ہے پھر ثانیاً تفصیل کی حاجت نہین ہے لیکن بطور نمونہ
کے صرف ایک کتاب سے لکھا جاتا ہی نہایة المراد شرح مقدمہ ابن عماد مین ہے
وفی زماننا قد انحصرت صحّة التقلید فی هذه المذاهب الاربعة فی الحکم المتفق
علیه بینهم وفی الحکم المختلف فیه ایضاً لا باعتبار ان مذاهب غیرهم من السّلف
باطلة وانما باعتبار ان مذاهبهم وصلت الینا بالنقل المتواتر ویها جماعة
بعد جماعة فی کل ساعة من زمانهم الی زماننا هذا لا یمکن عدّ الروایة
ولا انحصاهم فی اقطار الارض وبیّنت لنا شروط مذاهبهم وفصلت
مجملاتها وقیّدت مطلقاتها بالنقل المتواتر بخلاف مذاهب غیرهم
من السّلف فانها نقلت الینا بطریق الاحاد فلو فرض ان حکما من احکام نقل عن
بعض مذاهب السّلف بطریق التواتر یحتمل ان یکون مجملا لم یفصّله ناقله وان لم یقید
اخل به ناقله او شرطا یتوقف القول بصحته عند ذلک المجتهد فیکون العمل
به باطلا فلهذا الامر حصرنا صحّة التقلید فی اتباع المذاهب الاربعة لا غیر
خلاصہ مضمون اسکا یہ ہی کہ اس زمانے مین تقلید منحصر ہے انہین چار کی ایک مذہب
مین اور ان چار کے سوا اور کسی مجتہد کی تقلید درست نہین ہے اسواسطے کہ ان چار
اماموں کا مذہب نقل متواتر سے منقول ہوا ہے اور اونکے زمانے سے لیکر اس زمانے تک
اسقدر راوی ان مذہب کے گذرے ہین کہ شمار کرنا اونکا ممکن نہین ہے اور ان مذہبون
کی شرطین اور تفصیل خوب بیان کی گئی ہین بخلاف اور مذہبون کے کہ تواتر سے
مروی نہین ہی اور تفصیل ونکی نہین ہوئی ہے تو شاید کوئی کلام مجمل ہو کہ
اوسکی تفصیل نہین ہوئی ہو یا کوئی قید چھوٹ گئی ہو یا کوئی شرط کہ جسپر صحت

١١٥

الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام على سيدنا محمد سيد الاولين و...

كتبه الفقير لربه محمد عمر بن ابى بكر رئيس الشافعى مفتى مكة المكرمة عفا الله عنه

اوس قول کی موقوف ہو متروک ہوئی ہو توان صورتون مین عمل اوسپر باطل ہوگا
اسواسطے انہین چار مذہب مین تقلید منحصر ہوئی ہی اور شافعی علمانے بہی ایسہی کہا
ہی جیسا کہ حافظ ابن حجر شافعی المذہب کہ فاضل اور محدث اور مصنف کتاب بلوغ
المرام کا اور شافعیون کے نزدیک بڑا معتمد اور معتبر ہی اوسنے فتح المبین فی شرح الاربعین
کی اٹھائیسوین حدیث کی شرح مین لکھا ہی اما فی زماننا فقال ائمتنا لا یجوز تقلید
غیر الائمة الاربعة الشافعی ومالک وابی حنیفة واحمد رضوان اللہ علیہم اجمعین
لان ھؤلاء عرفت قواعد مذاھبہم واستقرت احکامھا وخدمھا تابعوھم
وحرروھا فرعا فرعا وحکما حکما فلا یوجد حکم الا ھو منصوص لھم اجمالا
او تفصیلا بخلاف غیرھم فان مذاھبہم لم تحرر ولم تدون کذلک فلا تعرف
لھا قواعد حتی تتخرج علیھا احکامھا فلم یجز تقلیدھم فیما حفظ عنھم منھا
لانہ قد یکون مشروطا بشروط اخری وکلوھا الی فروعھا من قواعدھم فقلت
الثقة بحکم ما یحفظ عنھم من قید او شرط فلم یجز التقلید حینئذ خلاصہ ترجمہ
اوسکا یہ ہے ہمارے اماموں نے یعنے شافعیون نے کہا ہی کہ اس زمانہ مین ان چار
امامون کے سوا اور کسی مجتہد کی تقلید جائز نہین ہے اسواسطے کہ ان اماموںکی
مذہب اور اونکے قاعدے خوب معلوم اور مشہور ہین اور مسئلہ اونکے خوب ثابت ہین اور
تابعون نے اونکے مذہب کو خوب ضبط کیا ہے اور بالتفصیل ہر ایک کو لکہا ہی بخلاف
اور مجتہدون کے کہ انکا مذہب لکہا ہوا نہین ہی اور قاعدہ اونکا معلوم نہین اور تفصیل
اونکی مذہب کی منقول نہین اور مسئلہ اونکے مذہب کے ضبط نہین اسواسطے
دوسرے مذہب پر خوب اعتماد نہین اور مالکی علمانے بہی ایسے ہی کہا ہی کہ علامہ ابراہیم بن
مرعی شبرخیتی کہ مالکی المذہب اور فاضل اور محدث اور مالکیون مین معتمد علیہ ہی اوسنے

فتوحات الوہبیہ فی شرح الاربعین النوویہ کی اٹھائیسوین حدیث کی شرح مین لکھا ہی
ما عرف عن ھؤلاء الصحابة الاربعة او عن بعضهم اولی بالاتباع من بقية
الصحابة اذا وقع بينهم الخلاف الی قوله وهذا فی المقلد الصرف فی تلك الازمنة
القريبية منہ من الصحابة اما فيما بعد ذلك فلا يجوز تقليد غير الائمة
الاربعة مالك وابی حنيفة والشافعی واحمد رحم لان هؤلاء عرفت قواعد
مذاهبهم واستقرت احكامها وخدمها تابعوهم وحرروها فرعا فرعا
وحکما حکما خلاصہ اسکا یہ ہی کہ جو حکم شرع کا کہ ان چار خلیفون سے یا بعض سے اون کے
معلوم ہوا ہی تو وہ مقدم ہی دوسرے صحابی کے قول پر اور یہ بات اوس زمانہ
کے مقلد کے حق مین تھی لیکن اوس زمانہ کے بعد جائز نہین ہے تقلید سوای ان چار
اماموں کے یعنی مالک ابو حنیفہ شافعی احمد رحم کیونکہ اونکے مذہب کی قاعدے سب
معروف ہین اور مسائل اونکے خوب ثابت اور مشہور ہین اور تابعون نے اونکے خوب
ضبط کیا ہی اور ہر ایک بات کو مفصلا لکھا ہی اب حاصل اس سب کا یہ ٹھہرا کہ شریعت
کے علما اور ہر مذہب کے فضلا کا اجماع اور اتفاق اسی بات پر ہو گیا ہی کہ اس زمانہ مین
تقلید ایک امام کی ان چار اماموں مین سے واجب ہی اور اوسکے سوا اور کسی کی تقلید
درست نہین ہی اور کسی عوام کو بلکہ اس زمانہ کے خواص کو بھی اپنی سمجھ کے موافق
قرآن اور حدیث پر عمل کرنا اور اپنے دریافت پر اعتماد کر کے مسئلہ نکالنا جائز نہین اور
اگر کوئی فاضل یا کوئی درویش اس اجماع سے نکلا ہو یا اوسنے اس اتفاق کے برخلاف
کیا ہو یا اوسکے مخالف کہا ہو تو اوس شخص کا کچھ اعتبار نہین ہے کیونکہ وہ اجماع کہ
حدیثوں کی رو سے پیروی کرنی اوسکی واجب ہی وہ اس سے عبارت ہی کہ اکثر
علمای دین اور فضلای نیک کردار ایک بات پر اتفاق کرین پھر اگر کوئی

الحمد لله الذی ... اتباع الائمة ... الاحاديث

كتبه الفقير الى الله تعالى محمد المرزوقی
مفتی المالكية بمكة المشرفة

محمد المرزوقی

محمد ابن یحییٰ
مفتی
الحنابلہ

شخص اگرچہ عالم بھی ہو پس اجماع میں شریک نہو تو اسکا کچھ اعتبار نہیں ہے بلکہ وہ شخص در پے ضلالت ہوا جماعت کا مخالف بنا جیسا کہ مشکوۃ کے باب الاعتصام میں ہے عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار یعنی پیروی کرو جماعت کی سو مقرر یوں ہے کہ جو جدا ہوا جماعت سے گر پڑا وہ جہنم میں وعن معاذ بن جبلؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الشیطان ذئب الانسان کذئب الغنم یاخذ الشاذۃ والقاصیۃ والناحیۃ وعلیکم بالجماعۃ والعامۃ یعنی بے شبہہ شیطان آدمی کے حق میں جیسا بھیڑیا بکری کے حق میں ہے کہ پکڑتا ہے بکری بھڑکی ہوئی اور دور پڑی اور کنارے کری ہوئی کو تو واجب تم پر یہی ہے کہ جماعت اور اکثر مسلمانوں کی پیروی کو لازم کرو وعن ابی ذرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فارق الجماعۃ شبرا فقد خلع ربقۃ الاسلام عن عنقہ یعنی جو کوئی جدا ہوا جماعت سے ایک بالشت کے اندازے تو بے شبہہ اس نے اسلام کا ڈورا اپنی گردن سے نکالا غرض ان حدیثوں سے صاف ظاہر ہوا کہ اکثر مسلمان جس بات پر اتفاق کریں وہ واجب ہوتا ہے اور بعضے کا خلاف کرنا کچھ نہیں ہے بلکہ جو اکثر کا مخالف ہوا تو اوسپر خوف ضلالت کا اور ڈر جہنم کا ہے نعوذ باللہ منہما ومنہم اور جو کوئی جماعت کی پیروی کریگا تو وہ ہدایت پر رہیگا اور ضلالت سے بچیگا اللہم ثبت قلوبنا علی دینک وعلی مرضاتک واقم اقدامنا علی طریقتک وھداک وصل وسلم علی رسولک سید المرسلین و آلہ الطیبین واصحابہ الراشدین وتابعی صحبہ الھادین سیما علی سید المجتہدین امامنا وامام المسلمین علینا وعلی جمیع مقلدیہ الی یوم الدین واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین فقط

محمد صاحب علی

تذکرہ

الحمد للہ کہ یہ رسالہ نظام الاسلام جسکے سوالون کو کسی شخص نے تصنیف کیا تھا اور جوابونکو اوسکے عالم باعمل فاضل بے بدل مولوی محمد وجیہ صاحب مدرس اول مدرسہ کلکتہ نے بڑی محنت اور تلاش کرکے آیات کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بڑی معتبر اور مستند کتابون کی عبارت سے مدلل اور ثابت کیا اور بعد اتمام کے تمام علما اور فضلا اور صلحا نے بغور و تامل اوسے دیکھہ موافق عقائد مذہب سنت و جماعت خصوصاً مطابق طریقہ حنفی سمجھہ کے منظور اور پسند کر اپنے اپنے دستخط اور مہر سے مزین فرمایا اللہ تعالی اپنے فضل و کرم سے اس نسخہ کے مولف کو جزاے خیر عطا فرماوے آمین ثم آمین

اطلاع - پوشیدہ نرہے کہ یہ رسالہ ہدایت قبالہ تیرہوین صدی مین دو مرتبہ طبع ہو چکا تھا لیکن بسبب قدر دانی اہل تقلید شیعی فی زماننا بس کمیاب ہے لہذا الغرض تا بیاہل تقلید ہیچمدان محمد جہانگیر خان شکوہ آبادی نے واسطے دفع کرنے فتنہ چودہوین صدی کے تیسری بار مطبع ارجمند ریاض ہند مین باین ضرورت طبع کرایا کہ حضرات غیر مقلدین کی طرف سے اشتہار و اخبار غیر مفید عام برعکس طریقہ اہل اسلام اکبر آباد مین شائع و ذائع ہوا کرتے ہین جنکے سبب دینی متین مین پیچ پیدا ہوتے ہین

وما علینا الا البلاغ

برنسخہ ہذا از اول تا آخر نظر کردم ظاہر شد کہ مسائل مندرجہ آن مطابق عقیدہ اہل سنت و جماعت و موافق طریقہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ است حنفی المذہب را اعتقاد و عمل بر طبق آن واجب منتحم است

سبحان علی (مہر) — احمد کبیر (مہر) — عبد علی وارث (مہر)

جوابہای این رسالہ صحیح و درست بے کم و کاست موافق آیات قرآن و مطابق احادیث سید پیغمبران صلی اللہ علیہ وسلم و حسب اجماع علماء راسخین و بر طبق اتفاق فضلاے کاملین است

119

مخالف این همه مسائل در حقیقت مخالف آن دلائل است

مُحمّد وَجِیه	فضل الرّحمن	بشیر الدّین	الحق نور
مدرس اول مدرسه کلکته	مدرس اول مدرسه مرشدآباد	مدرس دوم	مدرس سوم

مُحمّد مرتضی	عجیب احمد	محمّد ابراهیم	خادم حسین
مدرس چهارم	مولوی	معاون	معاون

لیٹے محمّد مظهر	احمد حسین
اول	دوم

این رساله را بنظر تامل دیدم از اول تا آخر فی الحقیقت هدایت بخش کور باطنان اهل بدعت و رهنمای گم گشتگان بادیه ضلالت است علمای حنفیه ابزید نورانیت باطنی تحصیلاً طریقه را التمسکی است

مشید المبانی

حسین خادم	منصور احمد	علی رمضان	مخدوم غلام
مدرس مدرسه مذکور	مدرس مدرسه مذکور	مدرس مدرسه مذکور	مدرس مدرسه مذکور

الوزیر العباد کعن ابن
مسعود رضی الله عنه قال من كان
مستنا فلیستن بمن قد مات
فان الحی لا تؤمن علیه الفتنة
وهذا الابن مسعود یقول فی
ایام خلافة سیدنا عمر رضی الله عنه
او فی خلافة عثمان رضی الله
عنه وبغض الناس من اختیارہ
و یا من نقلید من نقل منهم

محمد مستقیم مدرس ایضا	علی فراغت مدرس ایضا	الله بشارت معاون ایضا	علی سید مدرس مکتب ہوگلی
علی وارث مدرس اول مکتب شاہزادگان	علی صمصام مدرس	الدین ناصر مدرس	الدین ریاض مدرس مدرسہ محمد ... امیر
علی کرامت واعظ و خلیفہ سید احمد قدس سرہ	الدین امام خلیفہ حضرت ممدوح	محمد صدیق حافظ واعظ و خلیفہ حضرت ممدوح	احمد مفتی ضلع ...
غلام صفدر مفتی ضلع میدنی پور	حسین خادم مفتی ضلع ندیہ	شطاری الدین حسین مفتی سری کوٹ ملک میسور	محسن مغلی مولوی سر رشتہ کالج
احمد نثار واعظ و امام مسجد شاہزادگان	محمد صوفی نور خلیفہ حضرت ممدوح	بہادر علی الله ولد سید علی خلیفہ حضرت ممدوح	عبد الله محمد مولوی کالج کلکتہ
غلام اکبر مولوی ...	محمد عیسی مولوی ... عدالت ...	عبد الحمید مولوی پیشکار صدر	محی الدین مولوی پیشکار دفتر کمشنری
محمد محسن حافظ دفتر ...	علی ... پیشکار دفتر ...	فضل الحق مولوی دفتر خانہ شہر ...	عبد الجلیل واعظ و خلیفہ حضرت ممدوح

١٢١

مولانا ... منبع ... وفقنا الله تعالی ... به

حسیم الدین واعظ	عبد الغفور واعظ خطیب مسجد	بدیع الدین محافظ کتبخانہ کالج	غلام قادر مولوی
عبد الجبار معاون مترجم عدالت شاہی	دبیر الدین مولوی دفترخانہ فارسی		

کلکتہ کے مدرسوں میں جو لوگ علوم دینی قریب التحصیل ہیں اونمیں سے بعضوں کے نام

عبد الرحمن	ابو المعالی	محمد ظہیر الدین	عبد القادر
محمد یار علی	غلام حسین	عبد الرزاق	غلام بشیر
شمشیر علی	بشیر اللہ	عبد الحمید	نصیر الدین
ولی اشرف	نادر علی صدیقی	محمد واعظ الدین	ظاہر علی
عبد الرشید	ارادت علی	محمد مبین	شرافت علی
قسمت علی			

مجملہ مدرسوں جو لوگ علوم دینی حاصل کر کے قریب التحصیل ہیں اون میں سے بعضوں کے نام

سید احمد حسین	دلاور علی	سعادت علی	غلام نجف

اور حکم کیا ہمکو کہ متابعت کریں

بڑے گروہ کی

محمد مهدی	عصمت الله	سراج الدین	فیض الله
بهائی فضیلت حسین	صدیق تقی میر محمد	علی نجف	مانی کر حسین میر محمد

جاننا چاہیے کہ بعضے لوگ چارون مذہب کا انکار کرتے ہین اور کسی کی ان چارون سے تقلید نہین کرتے اور عوام حنفیون کو اپنے مذہب سے بد اعتقاد کرواتے ہین اور مسئلہ مین شک ڈالتے ہین اور اعتراضات بیجا کرتے ہین اور مخالف حدیث کے بنا کرکے عوام کو گمراہ کرتے ہین اسواسطے اکثر مسلمان سب اس دیار کے مسئلے پوچھنے کے لیئے اور اپنے مذہب کی تحقیق کے جناب مستطاب مدرس صاحب حضرت محمد وجیہ صاحب جعلہ اللہ تعالی کاسمہ وجیہا فی الدنیا والآخرۃ کے حضور مین آتے تھے اور جو لوگ کہ خود ظاہر نہین ہو سکتے تھے فتوی لکھوا کر منگواتے تھے پھر جب مدرس صاحب نے دریافت کیا کہ اس صورت مین لوگون کو بہت تکلیف ہوتی ہے اسواسطے بہ نظر نفع عام اور ہدایت تام کے ایک رسالہ تالیف فرمایا اور اوسکا نام نظام الاسلام رکھا تا کہ لوگ اس رسالہ کو پڑھکر اپنے مذہب مین مضبوط ہو وین اور لوگون کے بہکانے سے گمراہ نہ بنین اسکے بعد جناب حاجی سید عبد اللہ صاحب نے بلحاظ رفاہیت خلائق کے اوسکو چھپوایا پھر یہ رسالہ اکثر ملکون مین منتشر ہوا اور بہت لوگ اسکو پڑھکر اپنے مذہب مین مضبوط ہو گئے اور جو لوگ کہ ان قوم کے بہکانے سے شک مین پڑے تھے اس کتاب

کو پڑہنے یا سننے سے اونکا شبہ دفع ہوگیا اور بعضے بیچارے عوام اور ضعیف الاعتقاد کہ اس قوم کی گمراہی مین پڑے تہے اس سالہ پر واقف ہوکر اپنی گمراہی سے توبہ کی تب اس قوم نے جب یہ حال دیکہا اور دریافت کیا کہ جو کوئی اس رسالہ سے واقف ہوتا ہے اون کے حق مین فساد اور فریب اونکا کچہہ تاثیر نہین کرتا ہے اور اسکو نہ طعن کرنا اور شک ڈالنا اور تقلید پر اماموں کی اعتراض کرنا کچہہ فائدہ نہین دیتا ہے تب اس قوم نے اسطور کے فریبون کو چہوڑ کر ایک فریب دوسرا نکالا اور وہ یہ ہے کہ اس رسالہ کی تحقیر کرنے لگے اور جاہلوں کے سامنے اس رسالہ پر اعتراض کرنے لگے تاکہ لوگ اس رسالہ سے بد اعتقاد ہوویں اور اسکو نہ پڑہیں اور نہ سنین پہر بعضے لوگ جناب مدرس صاحب کے حضور مین عرض کرنے لگے کہ اس قوم بدمذہب کے سوال کا جواب کچہہ لکہکے چہپوا دیا جاوے تاکہ ان قوم کا فساد کچہہ نہ چلے اور لوگونکو اس رسالہ مین کچہہ شک نہ پڑے لیکن جناب مدرس صاحب اصلا اسکی طرف التفات نہین کرتے اور فرماتے کہ سوال بیجا کا جواب دینا بہی بیجا ہے کیونکہ جواب جاہلان باشد خموشی + پہر جب بندہ حقیر فقیر غلام قادر بیبیانی نے دیکہا کہ جاہلونکا کچہہ جواب بہی نہ دینا سبب اونکی جرأت اور دلیری کا ہوتا ہے اس واسطے مختصر کرکے لکہا جاتا ہے تاکہ ہر کوئی اسکو دیکہکر یا سنکر اوس قوم کی جہالت اور فساد پر واقف ہو اور اونکے اعتراض اور اوسکے جواب کو دریافت کرکے معلوم کرے کہ اسی قیاس پر ہر اعتراض اور شبہ انکا بے حقیقت ہے اور صرف فساد اور شرارت ہے اور یہہ خیر بیتبت خداہی سے توفیق ہے اور اوسی کی عنایت سے تحقیق اس قوم کا اعتراض یہ ہے کہ پہلی حدیث رسالہ نظام الاسلام کی یعنی عن مالک بن الحویرث قال کان رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم اذا کبر رفع یدیہ حتی یحاذی بھما اذنیہ وفی روایۃ حتی یحاذی بھما
فروع اذنیہ اس حدیث کو سارا نہین لکھا ہے اور حدیث مین چوری کی ہے یعنی
مسئلہ رفع یدین کا بعد رکوع کے جو اس حدیث مین مذکور ہے اس مقام مین اوسکو
نہین لکھا اس فریب کا دفع کئی طور سے لکھا جاتا ہے پہلا دفعہ یہ ہے کہ اس
حدیث کا نشان تمام ذکر کیا ہے یعنی نام کتاب کا اور تعیین مقام کا اور تعداد و
صفحہ کا ذکر کیا ہے اسواسطے کہ جسکو اس حدیث کا تمام دیکھنا منظور ہو یا اوسمین
کچھہ شک ہو تو وہ شخص اس کتاب مین دیکھہ لیوے تو اس صورت مین چوری
نہین ہوئی کیونکہ چوری مین تو چھپانا منظور ہوتا ہے نہ ظاہر کرنا اور علامت
رکھنا چوری مین تو جب ہووے کہ نام کتاب کا ذکر نہ کرے یا نام ذکر کرے مقام
کو تعیین نہ کرے یا جو بات کہ جواب کے مخالف ہو اوسکو چھوڑ دیوے جیسا
کہ اس قوم دجالیون نے ایک مسئلہ چھپوایا ہے اور اوس مین فارسی عبارت سے
لکھا ہے کہ شیخ عبد الحق دہلوی بہ سنیت رفع یدین و ترجیح آن مین بحر رفتہ
اور نام کتاب کا اور تعیین مقام کا دونون کو چوری کیا ہے اور حال یہ ہے کہ شیخ
عبد الحق دہلوی نے سفر السعادت کی شرح رفع الیدین کے مسئلہ کے مقام مین ۸۴
صفحے مین اور مشکوٰۃ کی شرح مین باب الصفۃ الصلوٰۃ مین لکھا ہے کہ رفع الیدین
منسوخ ہے اور عدم رفع کو ترجیح ہے جسکو کچھہ شبہ ہو تو ان کتابون مین
اسی مقام کے پتے سے دیکھہ لیوے اور اس قوم نے ایک کتاب رفع الیدین کی
بنائی ہے اور نام اوسکا تنویر العینین رکھا ہے اوسمین اکثر حدیثونکو ناتمام لکھا ہے
کسی کی اول سے کسی کی آخر سے کچھہ کچھہ عبارت چھوڑ دی ہے جیسا کہ مالک ابن حویرث
کی حدیث کو صحیح مسلم اور صحیح بخاری سے نقل کیا ہے اور اوس مین رفع

یدین کرنے کے مضمونکو لکھا ہی اور کانون تک ہاتھ اوٹھانے کے مضمون کو جو
اوسی حدیث مین روایت ہی بالکل ترک کیا ہے اور تنویر العینین مین یون کہا ہی
انہ رای مالک بن حویرث اذا صلی کبر واذا اراد ان یرکع رفع یدیہ و
اذا رفع راسہ من الرکوع رفع یدیہ وحدث ان رسول اللہ صلعم صنع ھکذا
تو اس حدیث مین لفظ حتی یحاذی بھما اذنیہ او فروع اذنیہ کو چھوڑ دیا
ہے دوسرا دفع یہ ہے کہ یہ کتاب کچھ کتاب حدیث کی نہین ہی کہ اس
مقام مین تمام حدیث کو ذکر کرین یہ فتوای ہے اور فتوے مین اوسی قدر ضروری
کہ بقدر سوال ہو اوسی قدر جواب اور اوس سے زیادہ کہنا حماقت اور جہالت ہے
یہان سوال اوسی قدر لکھا گیا ہے کہ حنفی جو شروع نماز کے تکبیر مین کانون تک ہاتھ
اوٹھاتے ہین اوسپر کیا دلیل ہے پس رفع الیدین کے مسئلہ کو اس مقام مین کچھ
علاقہ نہین ہی جیسا کہ اگر کوئی پوچھے کہ نماز فرض ہونے کی دلیل کیا ہی تو اوس کا
جواب اسی قدر کہنا چاہیے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی اقیموا الصلوۃ اور اگر کوئی اسکے
جواب مین یون کہے کہ اقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ تو اوسکو دیوانہ یا نادان
کہین گے مثال اوسکی فقہ کی کتابون مین بہت سی موجود ہی نمونہ کیواسطے یہان
ذکر کیا جاتا ہے کہ خرید و فروخت کی مشروعیت کی دلیل مین لاتے ہین کہ احل اللہ
البیع باوجود اس بات کے کہ قرآن مین ایک آیت کے اندر یون ہے کہ احل اللہ
البیع وحرم الربوا لیکن چونکہ بیع کے مقام مین ربا کا ذکر کرنا محض بیجا ہے اسواسطے
صرف احل اللہ البیع لکھا ہے اور مثال اوسکی انہین نئے مذہب والونکی کتاب
ہے کہ جسکا نام تنویر العینین رکھا ہی مذکور ہوا کہ مولف نے تنویر العینین کی اس حدیث
مین فقط رفع الیدین کے مضمون کو جو اوسکی غرض اور مقصود تھا اوسکو وہان



لکھا ہی اور ہاتھہ کانون تک اوٹھانے کو کہ اوس سے اوسکو غرض نہ تہی بالکل اوسکو ترک کیا تو یہ بھی کیا چوری ہی مثل مشہور ہے کہ خود را فضیحت و دیگر یرا نصیحت اور تیسرا دفعہ یہ ہے کہ مؤلف نے نظام الاسلام کے رفع الیدین کے مسئلہ کو چھوڑا نہیں ہی بلکہ اوسکو علیحدہ جدا کرکے بصورت سوال اور جواب کے لکھا ہے صفحہ مین اور وہان مفصلا بیان کیا ہی کہ رفع الیدین منسوخ ہے اور مکروہ اور اوسکی دلیلون کو بالتفصیل لکھا ہے تو پہر اس مقام مین کہ یہان صرف کان تک ہاتھہ اوٹھانے کی دلیل کا ذکر ہے رفع الیدین کا ذکر کرنا محض بیجا ہے اور ایسے بیجا ذکر کرنیوالے کو بلکہ جو ایسے ذکر کو تجویز کرے اوسکو مرغ بے ہنگام کہتے ہین اور وہ شخص مصداق ہے مثل مشہور مصرع کہ۔ سر بریدن واجب ست آن مرغ بے ہنگام را جیساکہ مؤلف نے تنویر العینین کی کان تک ہاتھہ اوٹھانے کی حدیث کو ترک کیا اسواسطے کہ وہ رسالہ صرف رفع الیدین کے بیان مین ہے چوتھا دفع یہ ہے کہ رفع الیدین منسوخ ہے جیساکہ اوسکی دلیلین مفصلا ۶ اور ۷ صفحہ مین مذکور ہین اسواسطے اوسکو اس مقام سے حذف کیا کیونکہ کسی بات پر دلیل لانے کے مقام مین اس عبارت کو کہ جسکا مضمون منسوخ ہوا ہے مطلب مین خلل ڈالتا ہے الغرض ہر مسلمان پر واجب ہے کہ ایسے لوگون سے احتراز کرین اور اونکو دشمن دین کا سمجھین کہ یہ سب دین مین مفسد ہین جیساکہ کتاب مجمع الزوائد مین ہے اور یہ کتاب حدیث کی کتابونکا مجموعہ ہے جیساکہ جامع الاصول چھہ کتاب کی حدیث کی جامع ہے ویساہی کتاب مجمع الزوائد ان چھہ کتابون کے سوا اور کتابین حدیث کی جو بڑی معتبر ہین اونکا مجموعہ ہے جیسا طبرانی اور بیہقی اور طحاوی وغیرہ تو اس کتاب کے باب ما جاء فی الکذابین مین کہا ہے عن عبد اللہ

خلیفہ ... مولوی ... | خلیفہ حضرت سید احمد قدس سرہ کے | پوتے حضرت مجدد الف ثانی کے | مولوی ... دہلی میں | مولوی ... دہلی میں

مولوی ... کریم | مولوی ... محمد | مولوی ... موسی | مولوی ... اسمعیل | مولوی ... حبیب اللہ | مولوی ... قاسم

عن ابن عمر رضی روی الطبرانی انه قال والله لقد سمعت رسول الله صلی الله علیه واله وسلم یقول لیکونن بین یدی الساعة الدجال وبین یدی الدجال کذابون ثلاثون او اکثر قلنا ما ایاتهم قال ان یاتوکم بسنة لم تکونوا علیها لیغیروا بها سنتکم ودینکم فاذا رایتموهم فاجتنبوهم وعادوهم

طبرانی نے روایت کی ہے عبد اللہ بن عمر رضی سے کہ کہا ان نے قسم خدا کی ہی کہ بیشک سنا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تہے کہ بیشک پیدا ہوگا نزدیک قیامت کے دجال اور پہلے اوسکے ایک قوم جہوٹی تیس بلکہ زیادہ پہر ہم صحابیوں نے حضرت صلعم سے پوچہا کہ اون گروہ کی کیا علامتین ہین پہر فرمایا حضرت صلعم نے کہ سکہلاویگی وہ قوم کذاب تم سب کو ایک سنت کہ تم سب اس سنت کو عمل نہین کرتے تہے یعنی ایک بات نئی کو سنت کہکر تمسکو بتلاوین گے یا حقیقت مین سنت ہو لیکن تم اوسکو نہین کرتے تہے بلکہ دوسری سنت کو عمل کرتے تہے تو وہ قوم کذاب اس نئی سنت کو تمکو سکہاوین گی تاکہ جس سنت کو تم عمل کرتے تہے اوسکو تغیر اور تبدیل کرلو اور تمہارے مذہب کو بھی تبدیل اور تغیر دیوین پس جب تم اون قوم کذاب کو دیکہو تب اونسے کنارہ کرو اور دور رہو اور اون گروہ کو دین کا دشمن جانو اور اون سے دشمنی رکہو اور تم سب بہائی مسلمانون جانو کہ اگر یہ گروہ کذاب سبکو شک مین ڈالین کہ یہ حدیث نہین یا اور کچہہ فریب کی باتین کہین تو وہ کتاب مجمع الزوائد جناب مدرس صاحب ممدوح کے نزدیک موجود ہی جس کا جی چاہے اوسمین دیکہہ لیوے

فقط

تمت

گر توی ... یم ... زینت ... کی

در مطبع ریاض ہند آگرہ باہتمام محمد عنایت خان مالک مطبع مطبوع گردید

شد تمام

